مکتبہ اسلامیہ

اسلامی عقائد
تصنیف الشیخ العلامۃ الحافظ
ابن احمد الحکمی
ترجمہ
مولانا مختار احمد ندوی
تحقیق وتخریج
محمد سرور عاصم
مکتبہ اسلامیہ

# فہرست مضامین

| نمبر شمار | موضوع | صفحہ |
| --- | --- | --- |
| 80 | خلق قرآن کے قائل کا حکم | 97 |
| 81 | اللہ تعالیٰ کے لئے صفت کلام کے سلسلہ میں تفصیلی قول | 98 |
| 82 | واقفۃ کی تعریف اور ان کے حکم کا بیان | 100 |
| 83 | اس شخص کا حکم جو کہتا ہے قرآن پڑھتے وقت میرے الفاظ مخلوق ہیں | 100 |
| 84 | رسولوں پر ایمان کی دلیل | 100 |
| 85 | ان پر ایمان کا معنی | 101 |
| 86 | اصل عبادت میں تمام رسولوں کا اتفاق اور اس کی دلیلیں | 103 |
| 87 | فروعات میں ان کے شرائع کے اختلاف کی دلیلیں | 105 |
| 88 | ان میں سے وہ جن کا تذکرہ اللہ نے کیا ہے اور جن کا نام لیا ہے | 106 |
| 89 | وہ تمام رسول جن کا اللہ تعالیٰ نے قران میں نام لیا ہے | 107 |
| 90 | اولوالعزم رسول | 107 |
| 91 | پہلا رسول | 108 |
| 92 | اختلاف پڑنے کی تاریخ | 108 |
| 93 | خاتم النبیین ﷺ | 109 |
| 94 | اس کی دلیل کہ آخری نبی ہمارے نبی ﷺ ہیں | 109 |
| 95 | ہمارے نبی محمد ﷺ کے بعض خصائص | 110 |
| 96 | انبیاء کے معجزات اور ہمارے نبی کے بعض معجزات | 112 |
| 97 | اعجاز قرآن کی دلیل | 113 |
| 98 | آخرت کے دن پر ایمان کی دلیل کتاب سے | 114 |
| 99 | یوم آخرت پر ایمان کے معنی اور اس میں جو کچھ داخل ہے | 115 |
| 100 | اس کی دلیل کہ قیامت کا علم وہ علم جسے اللہ نے اپنے علم کے ذریعے اپنے پاس رکھا ہے | 115 |

| نمبر شمار | موضوع | صفحہ |
| --- | --- | --- |

| نمبر شمار | موضوع | صفحہ |
|---|---|---|
| 122 | اس کی دلیل وکیفیت سنت سے | 149 |
| 123 | کتاب سے حوض کی دلیل | 150 |
| 124 | سنت سے اس کی دلیل وکیفیت | 150 |
| 125 | کتاب وسنت سے جنت وجہنم پر ایمان کی دلیلیں | 151 |
| 126 | جنت وجہنم پر ایمان کے معنی اور اس وقت اس کے وجود پر دلائل | 153 |
| 127 | دونوں کی بقاء اور کبھی بھی فنا نہ ہونے کی دلیل | 155 |
| 128 | آخرت میں مومنوں کے اپنے رب کو دیکھنے کے ثبوت پر دلائل | 158 |
| 129 | سفارش پر ایمان، اور کس کی طرف سے کس کے لئے اور کب ان سب چیزوں کے دلائل | 161 |
| 130 | چھ طرح کی سفارشوں کی اقسام اور سب سے بڑی سفارش | 165 |
| 131 | اس کی دلیل کہ کوئی شخص محض اپنے عمل سے جنت میں داخل نہ ہوگا اور نہ ہی جہنم سے نجات پائے گا۔ | 167 |
| 132 | رسول اللہ ﷺ کے قول ''لا يدخل الجنة احد بعمله'' اور اللہ تعالیٰ کے قول ''ونودوا ان تلكم الجنة اور ثتموها بما كنتم تعملون'' | 168 |
| 133 | من جملہ تقدیر پر ایمان کے دلائل | 168 |
| 134 | تقدیر اربع: علم، کتابت، مشیت اور خلق کے مراتب | 170 |
| 135 | پہلا مرتبہ: علم کے دلائل | 172 |
| 136 | دوسرا مرتبہ: نوشتہ تقدیر کے دلائل | 176 |
| 137 | تقدیر کے مرتبہ نوشتہ میں پانچ چیزیں شامل ہیں | 178 |
| 138 | 1۔ تقدیر ازلی کی دلیل | 178 |
| 139 | 2۔ تقدیر عمری میثاق کے دن کی دلیل | 179 |

| نمبر شمار | موضوع | صفحہ |
|---|---|---|
| 177 | کاہن کا حکم | 224 |
| 178 | کاہن کی تصدیق کرنے والے کا حکم | 225 |
| 179 | علم نجوم کا حکم | 227 |
| 180 | نچھتروں سے پانی مانگنے کا حکم | 228 |
| 181 | بدشگونی کا حکم اور اس کو زائل کرنے والی چیز | 230 |
| 182 | نظر بد کا حکم، اس کے وجود کے دلائل اور اس کی جھاڑ پھونک | 231 |
| 183 | گناہوں کی تقسیم باعتبار کبیرہ اور صغیرہ | 232 |
| 184 | کبیرہ کے سلسلہ میں تفصیلی قول | 233 |
| 185 | کبیرہ وصغیرہ گناہوں کا کفارہ کیا ہے اور اس کے دلائل کیا ہیں؟ | 234 |
| 186 | توبۃ النصوح کی تعریف | 236 |
| 187 | لوگوں میں سے ہر فرد کی توبہ نہ قبول ہونے کے دلائل | 237 |
| 188 | دنیا کی عمر میں توبہ کب منقطع ہوتی ہے؟ اور اس کی دلیل | 238 |
| 189 | موحدین میں سے جو کبیرہ گناہ پر اصرار کے ساتھ مرتا ہے اس کا حکم | 239 |
| 190 | اس بات کے دلائل کہ حدود کفارہ ہیں | 240 |
| 191 | کفارہ کے سلسلہ میں دو حدیثوں کے مابین تطبیق | 245 |
| | 1- اگر اللہ چاہے تو معاف کردے اور چاہے تو عذاب دے | |
| | 2- جس کی برائیاں اس کی نیکیوں پر غالب آجائیں گی تو وہ جہنم میں داخل ہوگا | |
| 192 | صراط مستقیم سے مراد کیا ہے؟ جس پر چلنے کا اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے | 246 |
| 193 | کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑنا ہی انسان کو صراط مستقیم پر چلا دیتا ہے | 248 |

# عرض ناشر

اسلام کی فلک بوس عمارت عقیدہ کی اساس پر قائم ہے۔ اگر اس بنیاد میں ضعف یا کجی پیدا ہو جائے تو دین کی عظیم الشان عمارت کا وجود خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے مکہ معظّمہ میں تیرہ سال کا طویل عرصہ صرف اصلاحِ عقائد کی جدوجہد میں صرف کیا۔ شرک میں مستغرق انسانیت کو اس قعرِ مذلت سے نکال کر ان کے قلوب کو توحید کی جلا بخشی۔ بھٹکی ہوئی مخلوق کو راہ یاب کر کے خالق سے جوڑ دیا۔ اس کے بعد آپ نے دیگر احکام و مسائل کو بتدریج بیان فرمایا۔ عصرِ حاضر میں کفر و الحاد' مادہ پرستی اور دنیاوی جاہ و حشمت نے دین سے لگاؤ اور شغف کو تقریباً ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ نتیجتاً بت پرستی اور شرکیہ افکار کا دین کے نام پر پرچار ہونے لگا ہے' تعویذ گنڈوں کو باعث شفا سمجھا جانے لگا ہے' ستاروں سے پانی طلب کیا جا رہا ہے' نجومیوں اور کاہنوں سے قسمت معلوم کرنے کے لئے ان کی درگاہوں پر ہر وقت ہجوم رہتا ہے۔ اہل قبول کو داتا' گنج بخش اور غوث وغیرہ ناموں سے موسوم کر کے ان سے رزق مانگا جا رہا ہے' حاجات کے لئے ملتجی ہوا جا رہا ہے' مشکل کشائی کے لئے درخواست گزاری کی جا رہی ہے۔

فی زمانا عقائد کی ان جملہ خرابیوں کی اصلاح کے لئے اہلِ علم نے متعدد کتب ترتیب دی ہیں۔ پیشِ خدمت کتاب ''اسلامی عقائد'' بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو سعودی عرب کے معروف اور جید عالم دین فضیلۃ الشیخ حافظ ابن احمد الحکمی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف کردہ ہے۔

موصوف نے اس کتاب کو سوال و جواب کی شکل میں مدون کیا ہے جو افہام و تفہیم کا نہایت آسان ذریعہ ہے۔ بلا مبالغہ یہ کتاب عقائد کے موضوع پر منفرد بھی ہے اور مضامین کے احتصار کے لحاظ سے ایک انسائیکلوپیڈیا بھی۔ اردو زبان میں ایسی مفید کتاب اب تک شائع نہیں ہوئی۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ پہلی مرتبہ انڈیا سے طبع ہوا۔ پاکستان میں اس کو بہترین کمپیوٹر کمپوزنگ' دیدہ زیب ٹائٹل اور اچھی طباعت کے

ساتھ پہلی بار ستمبر 1999ء کو" مکتبہ اسلامیہ" فیصل آباد کی طرف سے شائع کیا گیا۔ جس کا جدید ایڈیشن اللہ کی توفیق سے مزید بہتر شکل میں پیش خدمت ہے۔

ہم نے عربی عبارتوں کو ان کے اصل مراجع سے تلاش کر کے اغلاط کی تصحیح کے ساتھ ساتھ کتاب میں موجود آیات واحادیث مختصر اور ضروری تخریج بھی کر دی ہے۔ جس سے اس کتاب کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔

اس کتاب میں اللہ رب العالمین کی عبادت کا صحیح معنی ومفہوم' محبت الٰہی کی علامات' ایمان' اسلام اور احسان کی تفصیلات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ ایمان باللہ' ایمان بالرسل اور ایمان بالملائکہ کو وضاحت سے بیان کر کے فرشتوں کی ذمہ داریوں کا تذکرہ بھی کر دیا گیا ہے۔ شہادۃ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا مفصل بیان اور اس کی شرائط قرآن و سنت سے دلائل کے ساتھ مذکور ہیں۔ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ کی عام فہم انداز میں وضاحت' ایمان میں کمی بیشی' توحید کی بنیادی تین اقسام۔۔۔ توحید ربوبیت' توحید الوہیت' توحید اسماء وصفات۔۔۔ کی دلائل وامثلہ سے وضاحت کی گئی ہے۔ سابقہ انبیاء پر ایمان کا مطلب اور خاتم النبیین پر ایمان کے دلائل اور آنحضور ﷺ کے معجزات کا تذکرہ' قیامت کی نشانیاں' عذابِ قبر اور جزا وسزا کا بیان' صور پھونکنے کی تفصیلات اور میدانِ حشر کی پر آشوب کیفیات کا حقیقی منظر پیش کیا گیا ہے' حساب و کتاب' نامۂ اعمال' میزانِ عدل' حوض کوثر' پل صراط' جنت وجہنم کا ذکر قرآن کریم اور احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کے فضائل کو تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے' روزِ محشر سرخرو ہونے والی جماعت کی نشان دہی کی گئی ہے۔

امید ہے کہ یہ حقیری کاوش عقائد کی درستگی میں سنگِ میل ثابت ہوگی' ان شاء اللہ العزیز!۔۔۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے مصنف' مترجم' ناشر اور دیگر معاونین کو اجرِ جمیل عطا فرمائے! (آمین)

محمد سرور عاصم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

سوال: بندوں پر سب سے پہلے کونسی چیز واجب ہے؟

جواب: بندوں پر سب سے پہلے اس چیز کا جاننا ضروری ہے کہ جس کیلئے اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے اور جس کا اللہ نے ان سے عہد لیا ہے اور جس کیلئے ان کی طرف اپنے رسولوں کو بھیجا ہے اور جس کیلئے ان پر اپنی کتابیں نازل کی ہیں اور جس کیلئے دنیا و آخرت اور جنت وجہنم پیدا کی گئی ہے اور جس کے سبب آخرت کی حقیقت ثابت کی جائے گی اور یہ ہونے والی بات ہو کر رہے گی اور جس کیلئے عدل کی ترازو کھڑی کی جائے گی اور نامہ اعمال بکھیر دیئے جائیں گے اور جس میں لوگوں کی سعادت اور بدبختی ہوگی اور اسی کے حساب سے نور ایمان تقسیم ہوگا' اور اللہ جس کیلئے نور نہ دے اس کیلئے کوئی نور نہیں۔

سوال: کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے؟

جواب: اللہ کا ارشاد ہے:

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْن [ 51 /الذاریات:56]

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔''

اس کے علاوہ دوسری آیات بھی ہیں جن میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ مخلوق الٰہی انسان اور جن اللہ کی بندگی کیلئے پیدا کی گئی ہے۔

سوال: عبد کے معنی کیا ہیں؟

جواب: عبد سے مراد اگر غلام' فرمانبردار' تابعدار' حکم کا پابند ہے۔ تو اس معنی میں عالم برتر اور عالم ادنیٰ کی ساری مخلوق شامل ہے خواہ وہ عاقل ہو یا ناسمجھ' تر ہو یا خشک'

متحرک ہو یا ٹھہری ہوئی' کھلی ہوئی ہو یا چھپی ہوئی ہو' مومن ہو یا کافر' نیک ہو یا بدکار سب اللہ کی مخلوق اس کی پروردہ' اس کے حکم کے تابع' اس کی تدبیر کے مطابق چلنے والی اور ہر ایک کی ایک پہچان ہے جس پر وہ قائم ہے اور سب کی ایک حد مقرر ہے جہاں جا کر وہ ختم ہوتی ہے اور ساری مخلوق اپنی مقررہ مدت پر چل رہی ہے جس سے ذرّہ برابر بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ اور یہی اللہ علیم وقدیر کی مقرر کردہ حد ہے اور اس عادل حکمت والے کی یہ تدبیر ہے۔

لیکن اگر عبد سے مراد' عابد' عبادت گزار' اللہ سے محبت کرنے والا' اس کا تابعدار ہے تو یہ معنی خاص ایمان والوں کے لئے مراد ہوگا جو اللہ کے معزز بندے ہیں اور اس کے متقی دوست ہیں جنہیں دنیا اور آخرت میں نہ کوئی خوف ہے اور نہ غم۔ وہ اللہ کی مرضی میں گم ہیں۔

سوال: عبادت کسے کہتے ہیں؟

جواب: عبادت کا معنی بہت جامع اور وسیع ہے اور ہر ظاہری اور باطنی باتوں پر بولا جاتا ہے جنہیں اللہ پسند کرتا ہے اور ان سے خوش ہوتا ہے اور ان سب باتوں سے الگ ہونا جنہیں اللہ ناپسند فرماتا ہے۔

سوال: آدمی کا عمل کب عبادت ہوتا ہے؟

جواب: جب عمل میں دو چیزیں پائی جائیں۔ اول: اس کام سے پوری محبت۔ دوم: اس کام کیلئے پوری فرمانبرداری' جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ [2 البقرة:165]

''اور جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ سے بہت شدید محبت رکھتے ہیں۔''

اور دوسری جگہ فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ [23المؤمنون:57]

''اور جو اپنے رب کے خوف سے ڈرتے ہیں۔''

اس محبت اور خوف کو اللہ نے ایک آیت میں جمع کر دیا' فرمایا:

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَّ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ [21 الانبیاء:90]

''یہ لوگ لپک لپک کر نیکیاں کرتے ہیں اور ہمیں امید اور خوف سے پکارتے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے۔''

سوال: بندہ جو اپنے رب سے محبت کرتا ہے۔اس کی پہچان کیا ہے؟

جواب: اس کی پہچان یہ ہے کہ اللہ جس چیز کو پسند کرتا ہے بندہ بھی اس کو پسند کرے اور اللہ جس چیز کو ناپسند کرتا ہے بندہ بھی اس کو ناپسند کرے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کرے اور اس کی منع کی ہوئی باتوں سے دور رہے' اللہ کے دوستوں کو دوست رکھے اور اس کے دشمنوں کو دشمن سمجھے اور ایمان کی مضبوط رسی یہ ہے کہ اللہ کیلئے محبت کی جائے اور اللہ کیلئے نفرت کی جائے۔

سوال: بندے کو کیسے معلوم ہوا کہ اللہ کس چیز کو پسند کرتا ہے اور کس چیز سے راضی نہیں ہے؟

جواب: بندوں کو اس طرح معلوم ہوا کہ اللہ نے اپنے انبیاء علیہم السلام بھیجے اور اپنی کتابیں اتاریں جو ان باتوں کا حکم دیتی تھیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے اور جن چیزوں کو اللہ ناپسند کرتا ہے ان سے منع کرتی تھیں۔اس طرح بندوں پر اللہ کی مضبوط حجت قائم ہوئی اللہ کا ارشاد ہے:

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ [4:النساء:165]

''سب رسولوں کو اللہ نے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا تا کہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ پر الزام کا موقع نہ رہے۔''

نیز فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [3:آل عمران:31]

''کہ دیجئے! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا۔ اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

سوال: عبادت کی کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: عبادت کی تین شرطیں ہیں:

اول: ارادے کی سچ' یہ عبادت کے وجود کیلئے ضروری شرط ہے۔ دوم: خلاص نیت اور سوم: اس شریعت کی موافقت جس کا اللہ نے حکم دیا ہے کہ اس کے مطابق خاص اسی کی بندگی کی جائے۔ یہ تینوں شرطیں عبادت کی قبولیت کیلئے ضروری ہیں۔

ارادے کی سچائی کا مطلب یہ ہے کہ بندہ عبادت میں سستی نہ کرے' مسلسل عبادت کرے اور عبادات میں اتنی کوشش کرے کہ اس پر اللہ کا یہ فرمان صادق نہ آسکے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ [61.الصف:2-3]

''اے ایمان والو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو تم کیا نہیں کرتے' اللہ اس چیز سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔''

سوال: اخلاص نیت کا کیا معنی ہے؟

جواب: اخلاص نیت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بندے اپنے تمام کھلے اور چھپے اعمال اور باتوں میں اللہ کی رضا چاہیں جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ [98:البينة:5]

اور ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ اخلاص کے ساتھ یکسو ہو کر اللہ کی عبادت کریں۔

نیز اللہ نے فرمایا:

وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى [92:اللّيل:19-20]

''اور اس لئے نہیں دیتا کہ اس پر کسی کا احسان ہے جس کا وہ بدلہ اتارتا ہے بلکہ اپنے اللہ اعلیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے دیتا ہے۔''

نیز فرمایا:

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا [76:الدهر:9]

''ہم تمہیں محض اللہ کے واسطے کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری۔''

سوال: وہ کونسی شریعت ہے کہ صرف اسی پر عمل کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے؟

جواب: وہ ابراہیم علیہ السلام کی ملت حنیفیہ ہے جس کا نام اسلام ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ [3:آل عمران:19]

''دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔''

اللہ کا ارشاد ہے:

وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ [3:آل عمران:85]

''اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔''

نیز ارشاد فرمایا:

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ [42:الشورىٰ:21]

''کیا ان کیلئے ایسے شریک ہیں جنھوں نے ان کیلئے ایسا دین مقرر کیا ہے جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا ہے۔''

اس مضمون کی دوسری بہت سی آیتیں ہیں۔

سوال: دین اسلام کے کتنے درجے ہیں؟

جواب: اسلام کے تین درجے ہیں: اسلام' ایمان اور احسان۔ ان تینوں میں سے جس ایک کا بھی نام لیا جائے تو اس سے پورا دین مراد ہوگا۔

سوال: اسلام کا معنی کیا ہے؟

جواب: اسلام کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو ایک ماننے کے ساتھ اسکے سامنے جھک جانا اور اس کے احکام کی تعمیل کے ساتھ اس کی فرمانبرداری کرنا اور شرک سے بچنا۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

وَ مَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَه' لِلّٰهِ [4:النساء:125]

''اور اس شخص سے بہتر کس کا دین ہوسکتا ہے جس نے اللہ کے حکم کو قبول کیا۔''

اور فرمایا:

وَ مَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَه' اِلَى اللّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى [31:لقمان:22]

''اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ کا فرمانبردار بنادے اور وہ نیکوکار بھی ہو' تو اس نے مضبوط دستاویز ہاتھ میں لے لی۔''

اور فرمایا:

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَه' اَسْلِمُوْا وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ [22الحج:34]

''تمہارا معبود ایک ہی ہے تو اس کے فرمانبردار ہو جاؤ اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنادو۔''

سوال: اس کی کیا دلیل ہے کہ جب اسلام' ایمان اور احسان میں سے کوئی ایک بولا

جائے تو اس سے پورا دین مراد ہوگا؟

جواب: لفظ اسلام کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ [3:آل عمران:19]

''بیشک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔''

اور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيْبًا وَ سَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ غَرِيْبًا ①

''اسلام شروع ہوا اجنبی ہو کر اور پھر ویسا ہی ہو جائے گا جیسا شروع ہوا تھا۔''

اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ (مسند احمد 114/4)

''افضل اسلام اللہ پر ایمان لانا ہے۔''

سوال: اسلام مفصل کی تعریف ارکان خمسہ (پانچ) سے کی جاتی ہے اس کی دلیل کیا ہے؟

جواب: آپ ﷺ سے جبرائیل علیہ السلام نے دین کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت ہو تو حج کرو۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ ②

سوال: دین میں توحید اور رسالت کی گواہی کا مقام کیا ہے؟

---

① ((مسلم: كتاب الايمان، باب بيان ان الاسلام بدا غريبا وسيعود غريبا، رقم: 372،... ترمذی: ابواب الایمان، باب ماجاء ان الاسلام بدا غريبا و سيعود غريبا، رقم :2629،... ابن ماجه: ابواب الفتن، باب بدا الاسلام غريبا، رقم: 3986.))

② ((بخاری: كتاب الايمان، باب دعاء كم ايمانكم، رقم: 8 ، ... مسلم: كتاب الايمان، باب بيان اركان اسلام ، رقم :113، ... ترمذی: ابواب الایمان، باب ماجاء بنی الاسلام على خمس، رقم: 2609، ... نسائی: كتاب الايمان ، باب على كم بنى الاسلام ، رقم 5004 مشكوة، كتاب الايمان.))

جواب: ان دونوں شہادتوں کے بغیر بندہ دین میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ [24:النور:62]

''مومن تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔''

اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ①

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک کہ وہ یہ گواہی نہ دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

سوال: لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دینے کی دلیل کیا ہے؟

جواب: لا الٰہ الا اللہ کی گواہی پر حسب ذیل آیتیں دلیل ہیں:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ [3:آل عمران:18]

''اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے لوگ جو انصاف پر قائم ہیں وہ گواہی دیتے ہیں کہ اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

نیز فرمایا:

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ [47:محمد:19]

---

① ((بخاری: کتاب الایمان، باب فان تابوا و اقاموا الصلوة و اتوا الزکوة فخلو سبیلهم ، رقم:25، مسلم ، کتاب الایمان ، باب الامر بقتال للناس حتی یقولوا لا اله الا الله ، رقم :124،... ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب علی ما یقاتل المشرکون، رقم 2641، نسائی : کتاب الزکوة ، باب مانع الزکوة ، رقم 2445، ابن ماجه: ابواب الفتن، باب الکف عمن قال لا اله الا الله ، رقم 3927،... مشکوة کتاب الایمان۔))

''پس یقین جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ [3:آل عمران:62]

''اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

سوال: لا الہ الا اللہ کی گواہی کا معنی کیا ہے؟

جواب: لا الہ الا اللہ کی گواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا انکار کیا جائے کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی بندگی کا مستحق ہے؟ اور یہ کہ بندگی کا حق صرف اللہ عزوجل کیلئے ثابت ہے جو اکیلا ہے اور اس کی بندگی میں کوئی شریک نہیں، نہ ہی اس کی سلطنت میں اس کا کوئی شریک ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ [22:الحج:62]

''یہ اس لئے کہ اللہ ہی برحق ہے اور جس چیز کو کافر اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور یہ کہ اللہ رفیع الشان اور بڑا ہے۔''

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی صحت کیلئے سات شرطیں ہیں:

پہلی شرط: انکار اور اقرار دونوں اعتبار سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا معنی جاننا۔

دوسری شرط: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر دل سے پوری طرح یقین کرنا۔

تیسری شرط: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنی پر ظاہری اور باطنی دونوں اعتبار سے فرمانبردار ہونا۔

چوتھی شرط: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنی کو پوری طرح قبول کرنا اس طرح کہ اس کے کسی مطالبے کو رد نہ کیا جائے۔

پانچویں شرط: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنی میں پوری طرح مخلص ہونا۔

چھٹی شرط: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنی کو نہ صرف زبان بلکہ دل کی گہرائی سے سچ جاننا۔

ساتویں شرط: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنی اور اس کے پڑھنے والوں سے محبت کرنا اور اس سے واسطے دوستی اور دشمنی کرنا۔

سوال: کتاب وسنت سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے لئے علم کی شرط کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ کا ارشاد ہے:

اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ [43: الزخرف:86]

"مگر جو شخص حق کی گواہی دے اور دل سے اس کو حق جانتا بھی ہو"

اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ مَاتَ وَ هُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ①

"جو مرا اور جانتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ جنت میں جائے گا۔"

سوال: کتاب وسنت سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر ایمان کی شرط (یقین) کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اس کی دلیل اللہ کا یہ ارشاد ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ [49الحجرات:15]

"مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر شک میں نہ پڑے اور اللہ کی راہ میں مال اور جان سے لڑے۔ یہی لوگ سچے مومن ہیں۔"

حضور ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو فرمایا:

مَنْ لَقِيْتَ وَرَآءَ هٰذَا الْحَآئِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ②

"اس دیوار کے پیچھے ہر اس شخص کو جو لا الٰہ الا اللہ کی دلیل سے گواہی

① ((مسلم: کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة قطعاً، رقم 136، ... مشکوۃ: کتاب الایمان، فصل الثالث.)) ② ((مسلم: حوالہ مذکور، رقم: 147.))

دیتا ہو جب تم ملو تو اس کو جنت کی بشارت دو۔"

سوال: کتاب وسنت سے اطاعت کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ کا یہ ارشاد ہے:

وَ مَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗ اِلَى اللّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى [31:لقمان:22]

"اور جو شخص خود کو اللہ کا فرمانبردار کر دے اور وہ نیکو کار بھی ہو تو اس نے مضبوط دستاویز ہاتھ میں لے لی۔"

اور نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ ①

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوگا جب تک اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں۔"

سوال: کتاب وسنت میں شرط قبولیت کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے اس کو قبول نہیں کیا۔

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ وَ مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ ۝ مَالَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝ وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ۝ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَ مَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ۝ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ۝ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اِنَّا

① ((شرح السنة: كتاب الايمان، باب ردالبدع و الاهواء: 213/1))

كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ O اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ Oوَ يَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ [37:الصّٰفّٰت:22-36]

جولوگ ظلم کرتے تھے ان کو ان کے ہم جنسوں کو اور جس کو وہ پوجا کرتے تھے (سب کو) جمع کر لو (یعنی جن کو) اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے پھر ان کو جہنم کے راستے پر چلا دو اور ان کو ٹھہرائے رکھو کہ ان سے (کچھ) پوچھنا ہے۔ تم کو کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے بلکہ آج تو وہ فرمانبردار ہیں اور ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے سوال (وجواب) کریں گے' کہیں گے کہ تم تو ہمارے پاس دائیں (اور بائیں) طرف سے آتے تھے وہ کہیں گے بلکہ تم ہی ایمان لانے والے نہ تھے اور ہمارا تم پر کچھ غلبہ نہ تھا بلکہ تم سرکش لوگ تھے۔ سو ہمارے بارے میں ہمارے پروردگار کی بات پوری ہوگئی۔ اب ہم مزے چکھیں گے۔ ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا اور ہم خود گمراہ تھے۔ پس وہ اس روز عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔ ہم گنہگاروں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں۔ ان کا یہ حال تھا کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو غرور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بھلا ہم ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے کیسے اپنے اپنے معبودوں کو چھوڑ دینے والے ہیں۔

اوررسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيْرِ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَ الْعُشْبَ الْكَثِيْرَ وَ كَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَآءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَ اَصَابَ مِنْهَا طَآئِفَةً اُخْرٰى اِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَآءً وَ لَا تُنْبِتُ كَلَاً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَ نَفَعَهٗ بِمَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ

فَعَلِمَ وَ عَلَّمَ وَ مَثَلُ مَن لَّمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْسًا وَ لَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللهِ الَّذِي اُرْسِلْتُ بِهٖ ①

اس کی مثال جو اللہ نے مجھ کو ہدایت اور علم دیا ایسی ہے جیسے زمین پر بہت زیادہ مینہ برسے' اس میں کچھ حصہ ایسا تھا جس نے پانی کو جذب کر لیا اور چارہ اور بہت سا سبزہ جمایا اور کچھ حصہ اس کا کڑا سخت تھا' اس نے پانی کو سمیٹ رکھا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچایا۔ لوگوں نے اس سے پیا اور پلایا اور چرایا (یعنی اس سے کھیتی کی) اور کچھ حصہ اس کا چٹیل میدان تھا۔ نہ تو پانی روک رکھا اور نہ ہی گھاس اگایا (جیسے چکنی چٹان کہ پانی لگا اور چل دیا) تو یہ مثال ہے اس کی جس نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اللہ نے اس کو فائدہ دیا۔ اس چیز سے جو مجھ کو عطا فرمائی اور خود بھی علم حاصل کیا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور جس نے اس طرف سر نہ اٹھایا (یعنی توجہ نہ دی) اور اللہ کی ہدایت کو قبول نہ کیا جس کو میں دے کر بھیجا گیا ہوں۔

سوال: کتاب وسنت سے اخلاص کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد:

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ [39:الزمر:3]

''یاد رکھو خالص عبادت اللہ ہی کیلئے (زیبا) ہے۔''

اور ارشاد ہے:

فَاعْبُدِ اللهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ [39:الزمر:2]

''تو مخلص ہو کر اللہ ہی کی عبادت کرو۔''

اور ارشاد نبوی ﷺ ہے:

اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ ②

① ((بخاری: کتاب العلم، باب فضل من علم و علّم ، رقم:79،... مسلم: کتاب الفضائل، باب بیان مثل مابعث النبی ﷺ من الهدی و العلم، رقم : 5953.))

② ((بخاری : کتاب العلم ، باب الحرص:99... بخاری : کتاب الرقاق، باب صفة الجنة و النار، رقم:6570))

’’میری شفاعت کی سعادت پانے والے وہ لوگ ہیں جو خالص دل سے گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔‘‘

نیز فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَی النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ يَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْهَ اللهِ (اخرجه البغوی فی کتاب الصلوة، باب المساجد فی البیوت) ①

بیشک اللہ نے اس شخص کو جہنم پر حرام کر دیا ہے جو اللہ کی رضا کی خاطر کہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

سوال: کتاب وسنت سے صدق کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ کا یہ ارشاد:

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيَعْلَمَنَّ اللهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِيْنَ [29العنکبوت:1-3]

کیا لوگ یہ خیال کیے ہوئے ہیں کہ (صرف) یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لائے چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔ اور جو لوگ اس سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے ان کو بھی آزمایا تھا تو اللہ ان کو ضرور معلوم کرے گا جو (اپنے ایمان میں) سچے ہیں اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

مَا مِنْ اَحَدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ

① ((بخاری: کتاب الصلاۃ، باب المساجد فی البیوت، رقم: 425 ... بخاری: کتاب الرقاق، باب العمل الذی یبتغی به وجه الله تعالی، رقم: 6422 ... مسلم: کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة قطعا، رقم: 142 ... ترمذی: ابواب الایمان، باب ماجاء فی من یموت و هو یشهد ان لا اله الله، رقم: 2638 ... مسند احمد 44/4، رقم 16047))

صِدْقًا مِنْ قَلْبِہٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ ①

"جو شخص بھی سچے دل سے گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ اس کو جہنم پر حرام کردے گا۔"

اسی طرح آپ ﷺ نے اس اعرابی (بدو) سے فرمایا تھا جسے آپ ؐ نے اسلام کی بنیادی چیزیں سکھا دی تھیں اور اس نے کہا تھا کہ اللہ کی قسم ان پر میں نہ بھی اضافہ کروں گا اور نہ ہی کچھ کم کروں گا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ ②

"اگر اس نے سچے دل سے کہا ہے تو کامیاب ہوگا۔"

سوال: کتاب وسنت سے محبت کی شرط کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ [5:المائدہ:54]

"اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کرے گا جن کو وہ دوست رکھے اور وہ بھی اللہ کو دوست رکھیں۔"

اور نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد:

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَ اَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ

① ((بخاری: کتاب العلم، باب من خص بالعلم قوما دون قوم کراهية ان لا یفهموا، رقم:128... مسلم: کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان مات علی التوحید دخل الجنة قطعا، رقم:148... شرح السنة: کتاب الایمان، باب من مات لا یشرك بالله94/1.))

② ((بخاری: کتاب الایمان، باب الزکاة من الاسلام، رقم: 46... بخاری: کتاب الصوم، باب وجوب صوم رمضان، رقم:1891... مسلم: کتاب الایمان، باب بیان صلوٰت التی هی احد ارکان الاسلام، رقم:100... ابوداؤد: کتاب الصلوة، باب فرض الصلوة، رقم:91-392... مؤطا: کتاب قصر الصلوة فی السفر، باب جامع الترغیب فی الصلوة، رقم:94))

اِلَّا لِلّٰہِ وَ اَنْ یَّکْرَہ' اَنْ یَعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ مِنْہُ کَمَا یَکْرَہ' اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ ①

تین باتیں جس میں ہوں گی ان کی وجہ سے وہ ایمان کی لذت پائے گا۔ اول یہ کہ اللہ اوراس کے رسول ﷺ اس کے نزدیک سب چیزوں سے زیادہ پیارے ہوں۔ دوسرے یہ کہ وہ کسی سے محض اللہ کی خاطر محبت کرے۔ تیسرے یہ کہ جب اللہ نے اسے کفر سے نکال دیا ہے تو دوبارہ کفر میں لوٹنے کو وہ سخت ناپسند سمجھے جیسے کہ وہ خود کو آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

سوال: اللہ کیلئے دوستی اوراس کیلئے دشمنی کی دلیل کیا ہے؟

جواب: ارشادالٰہی ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اَوْلِیَاءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ وَّ مَنْ یَتَوَلَّھُمْ مِنْکُمْ فَاِنَّہ' مِنْھُمْ [5:المائدہ:51]

''اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست مت بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہی میں سے ہوگا۔''

نیز فرمایا:

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہ' وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ... اِلٰی اٰخِرِ الآیَاتِ [5:المائدہ:55]

''تمہارے دوست تو اللہ اوراس کا رسول اور ایمان والے ہی ہیں۔''

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوْا اٰبَائَکُمْ وَ اِخْوَانَکُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ [9:توبہ:23]

---

① ((بخاری: کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان، رقم:16...مسلم: کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف بھن وجد حلاوۃ الایمان، رقم:165...نسائی: کتاب الایمان و شرائعہ، باب حلاوۃ الایمان، رقم:4991... ابن ماجہ: ابواب الفتن، باب الصبر علی البلاء، رقم:4033))

''اے ایمان والو! اگر تمہارے ماں باپ 'بہن بھائی ایمان کے مقابل کفر کو پسند کریں تو ان سے دوستی نہ رکھو۔''

اور ارشاد ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ [58:المجادله:22]

''جو لوگ اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے۔''

مزید ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ

[60الممتحنة:1]

''اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔''

سوال: شهادة ان محمد رسول الله کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ [3:آل عمران:164]

''بیشک اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہی میں سے پیغمبر بھیجے جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور انہیں اللہ کی کتاب اور دانائی سکھاتے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ [9:التوبه:128]

''بیشک تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں' تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے۔تمہاری بھلائی کے بڑے خواہشمند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے ہیں۔''

مزید ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُه' [63:المنافقون:1]

''اور اللہ جانتا ہے کہ آپ ﷺ اس کے رسول ہیں۔''

سوال: شهادة ان محمدا رسول الله (ﷺ) کے معنی کیا ہیں؟

جواب: دل کی گہرائی سے عزم وارادہ کے ساتھ اس بات کی تصدیق و زبانی اقرار کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور تمام انس وجن کیلئے اس کے رسول ہیں۔جنہیں اللہ تعالیٰ نے:

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ٥ وَ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا [33:الاحزاب 45-46]

''اے پیغمبر ﷺ ہم نے آپ کو بطور گواہ' خوشخبری سنانے والا' ڈرانے والا اور اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔''

لہٰذا ان کی بتائی ہوئی تمام چیزوں کی تصدیق کرنا واجب ہے' چاہے وہ ماضی کی خبریں ہوں یا مستقبل کی' ان کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھنا' ان کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھنا' ان کے اوامر واحکامات کو بجالانا' ان کی منع کی ہوئی چیزوں سے باز رہنا' ان کی شریعت کی پیروی کرنا' ان کی سنت کو ہر حال میں پکڑے رکھنا' ان کے فیصلوں پر راضی برضا رہنا واجب ہے۔اسی طرح اس کا اعتقاد بھی واجب ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور آپ ﷺ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔اس لئے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس وقت تک وفات نہیں دی جب تک کہ دین کو

مکمل نہیں فرما دیا اور بلاغ مبین کو پہنچا نہیں دیا اور اپنی امت کو اس روشن راستہ پر لگا نہیں دیا جس کی رات دن کی طرح ہے اور اس راہ سے اب جو بھی ہٹے گا وہ ہلاک وتباہ ہوگا۔ اس سلسلہ میں بہت سے مسائل ہیں جو ان شاء اللہ بعد میں آئیں گے۔

سوال: شہادۃ ان محمداً رسول اللہ (ﷺ) کی شرائط کیا ہیں؟ کیا یہ شہادۃ پہلی شہادت ان لا الہ الا اللہ کے بغیر قابلِ قبول ہے؟

جواب: ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بندہ دین میں داخل نہیں ہوتا مگر انہی دونوں شہادتوں کے ذریعہ اور یہ دونوں شہادتیں لازم وملزوم ہیں۔ پہلی شہادت کی جو شرطیں ہیں وہی شرطیں دوسری شہادت کیلئے بھی ہیں۔

سوال: نماز وزکوۃ کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد ہے:

فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَھُمْ

[9:التوبة:5]

''پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوۃ دینے لگیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ [9:التوبة:11]

''پھر اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

وَ مَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَ یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ [98:البينة:5]

''اور ان کو تو یہی حکم دیا گیا تھا کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں' یکسو ہو کر اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں۔''

سوال: روزہ کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [2:البقرة:183]

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ [2:البقرة:185]

''جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہیے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے۔''

ایک اعرابی (بدو) کے سلسلہ کی حدیث ہے:

اَخْبِرْنِیْ مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ فَقَالَ شَهْرُ رَمَضَانَ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا ①

''آپ مجھے بتایئے کہ اللہ نے مجھ پر کتنے روزے فرض کئے ہیں فرمایا رمضان کا مہینہ اگر تم کچھ نفلی روزے رکھنا چاہو تو رکھ سکتے ہو۔''

سوال: حج کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ [2:البقرة:196]

''اور حج اور عمرہ اللہ کیلئے پورا کرو۔''

① ((بخاری:کتاب الصوم، باب وجوب صوم رمضان، رقم:1891...و کتاب الحیل: باب فی الزکوۃ، رقم:6956...نسائی: کتاب الصیام، باب وجوب الصیام،رقم:2092))

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا

[3:آل عمران:97]

''اور لوگوں پر اللہ کے واسطے بیت اللہ کا حج فرض ہے جو کہ اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھے۔''

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ ①

''بیشک اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔''

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ اسلام پانچ بنیادوں پر قائم کیا گیا ہے۔②

سوال: ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنے والے یا اقرار کے باوجود اس پر تکبر کے ساتھ عمل نہ کرنے والے کا حکم کیا ہے؟

جواب: یہ کفر ہے کفر کی وجہ سے اسے قتل کیا جائے گا۔ جیسے کہ کافروں اور جھٹلانے والوں اور تکبر کرنے والوں کے ساتھ کیا جاتا ہے' جیسے فرعون' ابلیس' وغیرہ۔

سوال: ان کا اقرار کرنے والے لیکن سستی یا تاویل کی وجہ سے انہیں چھوڑنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جہاں تک نماز کی بات ہے اسے جو شخص سستی یا تاویل کی وجہ سے اس کے وقت سے تاخیر کے ساتھ پڑھتا ہے اس سے توبہ کروائی جائے گی اگر توبہ کرے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کیا جائے گا۔

---

① ((نسائی: مناسك الحج، باب وجوب الحج، رقم :2620 ۔ ۔ ۔ مسلم : كتاب الحج، باب فرض الحج مرة فی العمر، رقم :3257 ))

② ((بخاری: كتاب الایمان، باب دعائكم ايمانكم، رقم :8 ۔ ۔ ۔ مسلم: كتاب الايمان، باب بیان اركان الاسلام ودعائمه العظام، رقم :113-114 ۔ ۔ ۔ ترمذی: ابواب الايمان، باب ماجاء بنی الاسلام علی خمس، رقم :2609 ۔ ۔ ۔ نسائی: كتاب الايمان، باب علی کم بنی الاسلام، رقم :5004 ))

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوْا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَھُمْ

[التوبۃ:9:5]

''اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔''

حدیث شریف کے الفاظ ہیں:

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ ①

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں (زکوٰۃ نہ دینے والوں سے) لڑوں۔''

جہاں تک زکوٰۃ کا معاملہ ہے تو مانع زکوٰۃ اگر طاقتور نہیں ہے تو امام وقت اس سے زبردستی وصول کرے اور بطور سزا اس کے مال میں سے کچھ لے لیا جائے۔ اسلئے کہ ارشاد نبوی ہے:

فَمَنْ مَنَعَھَا فَاِنَّا اٰخِذُوْھَا وَ شَطْرَ مَالِہٖ مَعَھَا ②

''اور جو شخص اس کو دینے سے انکار کرے گا تو ہم زکوٰۃ کے ساتھ اس کا آدھا مال بھی لے لیں گے۔''

اور اگر زکوٰۃ نہ دینے والوں کی ایک جماعت ہو اور ان کی طاقت وقوت بھی ہو تو امام وقت پر ان سے جنگ کرنا واجب ہے۔ یہاں تک کہ وہ زکوٰۃ ادا کردیں۔ اس کی دلیل گزشتہ آیت وحدیث ہے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا ہی کیا ہے۔

① ((بخاری:کتاب الایمان، باب فان تابوا واقامو الصلوۃ واتوالزکوۃ فخلوا سبیلھم، رقم :25 ... مسلم: کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ، رقم :125 ... ابوداؤد: کتاب الجھاد، باب علی مایقاتل المشرکون، رقم :2641-2640 ... ترمذی: ابواب التفسیر، باب ومن سورۃ الغاشیۃ، رقم :3341 ... نسائی: کتاب الزکوۃ، باب مانع الزکوۃ، رقم :2445 ... ابن ماجہ: ابواب الفتن، باب الکف عمن قال لا الہ الا اللہ، رقم :3927 ))

② ((ابوداؤد: کتاب الزکوۃ، باب فی الزکوۃ السائمۃ، رقم :1575 ... نسائی: کتاب الزکوۃ، باب سقوط الزکوۃ عن الابل اذا کانت رسلا لاھلھا والحمولتھم، رقم :2451))

جہاں تک روزہ کا مسئلہ ہے تو اس سلسلہ میں کچھ وارد نہیں ہوا ہے۔ لیکن امام وقت یا اس کے نائب کو کچھ ایسی تدبیریں اختیار کرنی چاہئیں کہ اس طرح کے لوگوں کیلئے تنبیہ کا سامان ہو اور حج کیلئے بندہ پر واجب ہے کہ اسے جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش کرے، اس بارے میں ٹال مٹول کرنے والے کیلئے اخروی وعید آئی ہے لیکن دنیا میں کسی خاص سزا کا ذکر نہیں آیا ہے۔

سوال: ایمان کیا ہے؟

جواب: ایمان نام ہے قول و عمل کا، قلب و زبان کا قول، قلب و زبان و اعضاء کا عمل، اطاعت سے اس میں اضافہ ہوتا ہے، معصیت سے گھٹتا ہے۔ اہل ایمان، اپنے ایمان میں باعتبار فضیلت کے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

سوال: ایمان کے قول و عمل ہونے کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَ زَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ [49:الحجرات:7]

”لیکن اللہ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اسے تمہارے دلوں میں سجا دیا ہے۔“

ایک جگہ ارشاد ہے:

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ [7:الاعراف:158]

”پس اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔“

شہادتین کے یہی معنی ہیں جن کے بغیر بندہ دین میں داخل نہیں ہوگا۔ یہی اعتقادی طور پر دل کا عمل ہے۔ نطق کے اعتبار سے زبان کا عمل ہے۔ جب تک یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ نہیں ہوں گی ایمان کا فائدہ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ [2:البقرۃ:143]

''اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ تمہارے ایمان کو یوں ہی کھو دے۔''

یہاں ایمان سے مراد تحویل قبلہ سے پہلے بیت المقدس کو قبلہ بنا کر ادا کی گئی نمازیں ہیں۔ تمام نمازوں کو یہاں ایمان کہا گیا ہے' یہ ایک جامع ترین لفظ ہے۔ اس میں دل' زبان' اعضاء سب شامل ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے جہاد' قیام' شب قدر' رمضان کے روزے و قیام' نماز پنج گانہ کی ادائیگی اور ان کے علاوہ دیگر اعمال کو ایمان کہا ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ کونسا عمل سب سے اچھا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان باللہ ورسولہ (متفق علیہ) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔

سوال: ایمان میں زیادتی و کمی کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

لِيَزْدَادُوْا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ [48: الفتح:4]

''تا کہ ان کے ایمان کے ساتھ ایمان بڑھے۔''

وَ زِدْنٰهُمْ هُدًى [18:الكهف:13]

''اور ہم نے ان کو اور زیادہ ہدایت دی''

وَ يَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى [19:مريم:76]

''اور جو ہدایت پا چکے اللہ انہیں اور زیادہ ہدایت دیتا ہے۔''

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى [47:محمد:17]

''اور جو ہدایت پا چکے اللہ نے ان کو مزید ہدایت دی۔''

وَ يَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِيْمَانًا [74:المدثر:31]

''اور مومنوں کا ایمان اور زیادہ ہو گیا۔''

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا [9:التوبة:124]

''جو ایمان لائے ہیں ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا۔''

وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيمَانًا وَّ تَسْلِيمًا [33: الاحزاب:22]

''اس سے ان کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہوگئی۔''

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَوْ اَنَّكُمْ تَكُوْنُوْنَ فِيْ كُلِّ حَالَةٍ كَحَالَتِكُمْ عِنْدِىْ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ ①

''جیسی تمہاری حالت میرے پاس ہوتے ہوئے رہتی ہے اگر ویسی ہی حالت ہمیشہ رہے تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔''

سوال: اہل ایمان کا ایک دوسرے پر فضیلت رکھنے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: ارشاد باری تعالے ہے۔

وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ o اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ... اِلٰى قَوْلِهٖ ... وَاَصْحَابُ الْيَمِيْنِ مَا اَصْحَابُ الْيَمِيْنِ [56: الواقعة 9 تا 27]

''اور جو آگے بڑھنے والے ہیں (ان کا کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں۔ وہی اللہ کے مقرب ہیں اور داہنے ہاتھ والے کون ہیں۔ داہنے ہاتھ والے۔''

ایک جگہ ارشاد ہے:

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ O فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ O وَ اَمَّا اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ O فَسَلَامٌ لَّكَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ [56:الواقعة:88-91]

''پھر اگر وہ اللہ کے مقربوں میں سے ہے تو اس کیلئے آرام اور خوشبودار پھول اور نعمت کے باغ ہیں اور اگر وہ دائیں ہاتھ والوں میں سے ہے

① ((مسلم: كتاب التوبة، باب فضل دوام الذكر والفكر فى الامور الآخرة، رقم:6966-6967 ... ترمذى: ابواب صفة القيامة والرقائق والورع، باب حديث حنظله، رقم :2514 ... ابن ماجه ابواب الزهد، باب المداومة على العمل، رقم 4239))

(تو کہا جائے گا) تم پر داہنے ہاتھ والوں کی طرف سے سلام۔"

ایک جگہ ارشاد ہے:

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ [35:الفاطر:32]

"اور کچھ تو اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اور کچھ تو میانہ رو ہیں اور اللہ کے حکم سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والے ہیں۔"

شفاعت والی حدیث کے الفاظ ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ يُخْرِجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ دِيْنَارٍ مِّنْ اِيْمَانٍ ثُمَّ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ نِصْفُ دِيْنَارٍ مِنْ اِيْمَانٍ ①

"بیشک اللہ جہنم سے ان سب لوگوں کو نکالے گا جن کے دل میں ایک دینار برابر بھی ایمان ہوگا' اس کے بعد ان سب لوگوں کو بھی جن کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہوگا۔"

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً ثُمَّ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً ②

وہ شخص بھی جہنم سے نکالا جائے گا جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اور جس کے دل میں "جو" برابر بھی بھلائی ہو اور وہ شخص بھی جہنم سے نکالا جائے گا جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اور اس کے دل میں گیہوں کے برابر بھی بھلائی ہو اور وہ شخص بھی جہنم سے نکالا

① ((بخاری: کتاب الایمان، باب زیادۃ الایمان ونقصانہ، رقم :44 ۔۔۔ نسائی: کتاب الایمان و شرائعہ، باب زیادۃ الایمان، رقم :5013 ۔۔۔ ترمذی: ابواب صفۃ جھنم، رقم :2598 ))

② ((بخاری: کتاب الایمان، باب زیادۃ الایمان و نقصانہ، رقم 44 ۔۔۔ مسلم: کتاب الایمان، باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا، رقم :4609 ))

جائے گا جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہو اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی بھلائی ہو۔ (بھلائی سے مراد یہاں ایمان ہے۔)

سوال: اس کی دلیل کیا ہے کہ ایمان کا مطلق تذکرہ کیا جائے تو اس میں پورا دین شامل ہوتا ہے؟

جواب: وفد عبدقیس کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

اٰمُرُكُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ ؟ قَالُوْا اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اِقَامُ الصَّلَاةِ وَ اِيْتَآءُ الزَّكٰوةِ وَ اَنْ تُؤَدُّوْا مِنَ الْمُغْنَمِ الْخُمُسَ [1]

میں تم کو اللہ وحدہٗ پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں آپ ﷺ نے پوچھا اللہ وحدہٗ پر ایمان لانے کا مطلب سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ علم رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور مال غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرنا۔

سوال: ایمان مفصل کی تعریف چھ ارکان سے کی جاتی ہے اس کی کیا دلیل ہے؟

جواب: حضرت جبرائیل علیہ السلام کے یہ پوچھنے پر کہ مجھے ایمان کے بارے میں بتاؤ، حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلَائِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ [2]

---

[1] ((بخاری: کتاب الایمان، باب اداء الخمس من الایمان، رقم :53 ۔۔۔ مسلم: کتاب الایمان، باب الامر بالایمان باللہ تعالی ورسولہ وشرائع الدین والدعاء الیہ، رقم :116))

[2] ((بخاری: کتاب الایمان، باب سوال جبرائیل النبی ﷺ عن الایمان والاحسان وعلم الساعۃ، رقم :50 ۔۔۔ مسلم: کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان و وجوب الایمان باثبات قدر اللہ تعالی، رقم :93 ۔۔۔ نسائی: کتاب الایمان و شرائعہ، باب صفۃ الایمان والاسلام، رقم :4994))

کہ تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور روز قیامت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔

سوال: من جملہ کتاب سے اس کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد ہے:

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ [2:البقرة:177]

''نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب (قبلہ سمجھ کر) ان کی طرف منہ کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر اور اللہ کی کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔''

مزید ارشاد ہے:

اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ [54:القمر:49]

''ہم نے ہر چیز اندازہ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے۔''

سوال: اللہ پر ایمان کے معنیٰ کیا ہیں؟

جواب: دل کی گہرائی سے اس بات کی پختہ تصدیق کرنا کہ اللہ تعالےٰ کی ذات موجود ہے' اس کا مدمقابل پہلے تھا نہ بعد میں ہوگا' وہی اول ہے اس سے پہلے کچھ نہ تھا' وہی آخر ہے اس کے بعد کچھ نہ ہوگا' وہی ظاہر ہے اس کے اوپر کچھ نہیں' وہی باطن ہے اس کے نیچے کچھ نہیں' وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے' قیوم ہے' اکیلا ہے' بے نیاز ہے۔

لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ [112:اخلاص:3-4]

''نہ وہ پیدا ہوا ہے اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوگا۔ اس کا کوئی مدمقابل نہیں۔''

یعنی الوہیت و ربوبیت اور اسماء وصفات میں اللہ ہی کو ایک ماننا ایمان باللہ کہلاتا ہے۔

سوال: توحید الوہیت کیا ہے؟

جواب: تمام عبادات: ظاہرہ باطنہ اور عبادات قولیہ وعملیہ میں اللہ کی یکتائی ووحدت کا اقرار کرنا اور ماسوائے اللہ کے ہر چیز کی عبادت کی نفی کرنا جیسے کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

وَ قَضٰی رَبُّکَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ [17:الاسراء:23]

''اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔''

وَاعْبُدُوْا اللہَ وَ لَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا [4:النساء:36]

''اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔''

ایک جگہ ارشاد ہے:

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ

[20:طه: 14]

بیشک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، تم میری عبادت کرو اور میری یاد کیلئے نماز پڑھا کرو۔

سوال: توحید الوہیت کی ضد کیا ہے؟

جواب: توحید کی ضد شرک ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

شرک اکبر۔۔۔ جو ایمان کے سراسر منافی ہے اور دوسری شرک اصغر۔۔۔ جس سے کامل ایمان کی نفی ہوتی ہے۔

سوال: شرک اکبر کیا ہے؟

جواب: بندہ کا کسی غیر اللہ کو اللہ رب العالمین کے برابر قرار دینا اور اس سے ویسی ہی محبت کرنا جیسے کہ اللہ تعالےٰ سے محبت کی جاتی ہے۔ اس سے اسی طرح ڈرنا جس طرح اللہ سے ڈرا جاتا ہے۔ اس سے التجا کرنا، اسے پکارنا، اسی سے خوف ورجا رکھنا، اس کی رغبت رکھنا، اسی پر توکل کرنا، اللہ تعالےٰ کی معصیت میں اس کی اطاعت کرنا، اللہ تعالےٰ کی مرضی کو ٹھکرا کر اس کی اتباع کرنا وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى إِثْمًا عَظِيْمًا[4:النساء:48]

''بے شک اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اسکا شریک بنایا جائے اور اسکے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک بنایا اس نے بڑا بہتان باندھا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا [4:النساء:116]

''اور جس نے اللہ کا شریک مقرر کیا وہ رستے سے دور جا پڑا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ [22: الحج:31]

''اور جو شخص (کسی کو) اللہ کے ساتھ شریک مقرر کرے تو وہ گویا ایسا ہے جیسے آسمان سے گر پڑے، پھر اس کو پرندے اچک لے جائیں یا ہوا کسی دور جگہ اٹھا کر پھینک دے۔''

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَ لَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا ①

اللہ تعالیٰ کا حق بندے پر یہ ہے وہ اس کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی

① ((بخاری، کتاب الجهاد ، باب اسم الفرس والحمار رقم 2856...... مسلم کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة قطعاً رقم 143-144...... ترمذی: ابواب الایمان ، باب ما جاء فی افتراق هذه الامة رقم 2643...... ابن ماجة: ابواب الزهد، باب مایرجی من رحمة الله یوم القیامة رقم 4296))

چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ تعالےٰ پر یہ ہے کہ جو بندے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے وہ انہیں عذاب نہ دے۔

شرک سے بندہ دین سے کلی طور پر خارج ہو جاتا ہے چاہے وہ اپنے شرک کا اعلان کرے جیسے کفار مکہ نے کیا تھا یا پھر اس شرک کو اندر چھپائے رکھے جیسے کہ ان منافقین کا شیوہ تھا جو دھوکہ دے کر دین کا اظہار کرتے تھے۔ اسلام کا اعلان کرتے تھے اور اندر کفر کو چھپائے رکھتے تھے۔

انہیں کے بارے میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ اعْتَصِمُوْا بِاللهِ وَ اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ[4:النساء:145-146]

”کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے میں ہوں گے اور تم ان کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے۔ ہاں! جنہوں نے توبہ کی اور اپنی حالت کو درست کیا اور اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑا اور خاص طور پر اللہ کے فرمانبردار ہو گئے تو ایسے لوگ مومنوں کے زمرے میں ہوں گے۔“

سوال: شرک اصغر کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کیلئے کئے جانے والے کام میں ریا کاری کیلئے بہتری پیدا کرنا۔

اس سلسلہ میں ارشاد باری تعالےٰ ہے:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا[18:الکھف:110]

”جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے پرودگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔“

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الأَصْغَرُ ①

''میں تمہارے بارے میں سب سے زیادہ جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔''

آپ ﷺ سے جب پوچھا گیا کہ شرک اصغر کیا ہے تو آپ نے فرمایا: الریاء۔ مزید اپنی زبان سے یوں تشریح فرمائی:

يَقُومُ الرَّجُلُ فَيُصَلِّي فَيُزَيِّنُ صَلاتَهُ لِمَا يَرىٰ مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ ②

''آدمی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو تو محض اس لئے بنا سنوار کر نماز پڑھتا جائے کہ کوئی اس کو دیکھ رہا ہے۔''

اس میں غیر اللہ کی قسم بھی داخل ہے جیسے آباء و اجداد' معبودان باطل' کعبہ شریف' امانت وغیرہ کی قسم۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

وَ لاَ تَحْلِفُوا بِآبَاءِ كُمْ وَ لاَ بِأُمَّهَاتِكُمْ وَ لاَ بِالأَنْدَادِ ③

''اپنے باپ کی قسم مت کھاؤ' نہ ماؤں کی اور نہ معبودان باطل کی۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

لاَ تَحْلِفُوا إِلَّا بِاللهِ ④

''اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی قسم مت کھاؤ۔''

مزید ارشاد ہے:

---

① ((مسند احمد:(5/428-429)، مجمع الزوائد(1/107)، بلوغ المرام: كتاب الجامع، باب الترهيب من مساوى الاخلاق، رقم :1485 ))

② ((ابن ماجه: ابواب الزهد: باب الرياء والسمعة، رقم :4204 ))

③ ((بخارى: كتاب الايمان والنذور، باب لا تحلفوا بآبائكم، رقم :6646 ... مسلم كتاب الايمان: باب النهى عن الحلف بغير الله تعالىٰ، رقم :4254 ... ابوداؤد: كتاب الايمان والنذور، باب كراهة الحلف با لآباء، رقم :3248... نسائى: كتاب الايمان والنذور، باب الحلف بالامهات، رقم :3800))

④ ((ابوداؤد: كتاب الايمان، باب كراهة الحلف بالاباء، رقم :3248 ... نسائى: كتاب الايمان والنذور، باب الحلف بالامهات، رقم :3800))

مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا ①

''جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں۔''

مزید ارشاد ہے:

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ ②

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔''

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: وَ اَشْرَكَ 'اور اس نے شرک کیا۔

اور شرک اصغر میں مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ شِئْتَ (جو اللہ چاہے اور جو آپ ﷺ چاہیں) کہنا ہے۔ آپ ﷺ کے بارے میں اس طرح کے شرکیہ جملے کہنے والے شخص کو جواب دیتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

اَجَعَلْتَنِىْ لِلّٰهِ نِدًّا بَلْ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ' (اخرجه البيهقى فى السنن الكبرى 217/3 و فى كتاب الاسماء و الصفات 238/1)

''کیا تم نے مجھے اللہ کا شریک بنایا؟ (اس طرح کہا کرو) جو اکیلا اللہ چاہے۔''

اس طرح یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺ نہ ہوتے' میرے لئے تو بس اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہیں۔ میں اللہ اور آپ ﷺ کے پاس جانے والا ہوں۔۔۔

اس کے طرح کے اقوال کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَ شَاءَ فُلَانٌ وَ لٰكِنْ قُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَآءَ فُلَانٌ ③

---

① ((ابوداؤد: كتاب الايمان والنذور، باب كراهة الحلف بالآمانة، رقم :3253، ۔۔۔ مسند احمد: (352/5) رقم :22471))

② ((ترمذی: ابواب الايمان والنذور، باب ماجاء من حلف بغير الله فقد اشرك، رقم :1535 ۔۔۔ ابوداؤد: باب كراهة الحلف بالآباء، رقم :3251))

③ ((ابوداؤد: كتاب الادب، باب لا يقال خبثت نفسى، رقم :4980))

"جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے' مت کہو بلکہ یہ کہو کہ جو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے۔"

اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر کہا جائے:

لَوْ لاَ اللّٰهُ ثُمَّ فَلاَنٌ

"اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتے پھر فلاں نہ ہوتا۔"

تو یہ کہنا جائز ہے جبکہ لو لا اللہ و فلان اگر اللہ اور فلاں نہ ہوتے' کہنا جائز نہیں۔

سوال: ان الفاظ 'و' اور 'ثم' کے مابین کیا فرق ہے؟

جواب: "وَ" موازنہ و برابری کیلئے آتا ہے لہذا جو کہتا ہے: مَاشَآءَ اللّٰهُ وَ شِئْتَ جو اللہ چاہے اور تو چاہے۔۔۔ وہ بندہ کی مشیّت کو اللہ تعالیٰ کی مشیّت کے برابر کر دیتا ہے۔ جبکہ "ثم" (پھر) سے اس کا اشارہ ملتا ہے کہ بندہ کی حیثیت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے۔ لہذا اگر کوئی کہتا ہے مَا شَا اللّٰهُ ثُمَّ ما شِئْتَ جو اللہ چاہے پھر تو چاہے۔۔۔ تو گویا اس نے اقرار کیا کہ بندہ کی مشیت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے اور بندہ کی مشیت یا چاہت اللہ تعالیٰ کی مشیت و چاہت کے بعد ہی ہوگی۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ [76:الدھر:30]

"اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر جو اللہ کو منظور ہو۔"

سوال: توحید ربوبیت کیا ہے؟

جواب: صدق دل سے اس کا اقرار کہ اللہ کائنات کی ہر چیز کا رب' ہر چیز کا مالک و خالق ہے اور ہر چیز کا مدّبر اور ہر چیز پر تصرف کرنے والا' اس میں اسکا کوئی شریک نہیں۔ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی دوست نہیں' اسکے حکم کو رد کرنیوالا کوئی نہیں' اس کے فیصلے کا رد کرنے والا کوئی نہیں' اس کی مخالفت کرنے والا کوئی نہیں' اس کے برابر کوئی

نہیں، اس کا ہم نام کوئی نہیں، کسی معاملہ میں اس سے تکرار کرنے والا کوئی نہیں، اس کی ربوبیت اور اس کے اسماء وصفات کے تقاضوں پر تنقید کرنے والا کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ [6:الانعام:1]

''ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرا اور روشنی بنائی۔''

مزید ارشاد ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ [1:الفاتحہ:1]

''سب تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے۔''

اور ارشاد ہے:

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ [13:الرعد:16]

ان سے پوچھو! کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ (تم ہی ان کی طرف سے) کہہ دو کہ اللہ۔۔ پھر (ان سے) کہو کہ تم نے اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو کیوں کارساز بنایا ہے جو خود اپنے نفع ونقصان کا بھی کچھ اختیار نہیں رکھتے (یہ بھی) پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے؟ بھلا ان لوگوں نے جن کو اللہ کا شریک مقرر کیا ہے کیا انہوں نے اللہ کی سی مخلوقات پیدا کی ہیں؟ جس کے سبب ان کو مخلوقات مشتبہ ہو گئی ہے؟ کہہ دو اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے یکتا اور زبردست ہے۔

اور ارشاد ہے:

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ [30:الروم:40]

"اللہ ہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا' پھر تمہیں مارے گا' پھر زندہ کرے گا' بھلا تمہارے (بنائے ہوئے) شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کر سکے؟ وہ پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک سے بلند ہے۔"

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ [31:لقمان:11]

"یہ تو اللہ کی تخلیق ہے۔ تم مجھے دکھاؤ کہ اللہ کے سوا جو لوگ ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا ہے؟"

مزید ارشاد ہے:

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ ○ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ [52:الطور:35-36]

"کیا یہ کسی کے پیدا کئے بغیر ہی پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود (اپنے آپ کو) پیدا کرنے والے ہیں یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ نہیں۔۔۔ بلکہ یہ یقین ہی نہیں رکھتے۔"

اور ارشاد ہے:

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَ اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ط هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا [19:مریم:65]

"یعنی آسمان و زمین کا اور جو ان دونوں کے درمیان ہے سب کا

پروردگار (وہ اللہ) ہے تو اسی کی عبادت کرو اور اسی کی عبادت پر ثابت قدم رہو۔ بھلا تم کوئی اسکا ہم نام جانتے ہو؟"

اور ارشاد ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ [42:الشوری:11]

"اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھتا اور سنتا ہے۔"

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيرًا [17:الاسراء:111]

"اور کہو! کہ سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں، جس نے نہ تو کسی کو (اپنا) بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے اور نہ اس وجہ سے کہ وہ عاجز و ناتواں ہے، کوئی اس کا مددگار ہے۔ اور اس کو اعلیٰ جان کر اس کی بڑائی کرتے رہو۔"

اور ارشاد ہے:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ مَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍO وَ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ ط وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ [34:سبا:22-23]

"کہہ دو! کہ جن کو تم اللہ کے سوا (معبود) خیال کرتے ہو ان کو بلاؤ وہ آسمانوں اور زمین میں ذرّہ بھر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں اور نہ ان میں انکی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے اور اللہ کے ہاں (کسی کیلئے) سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اس کیلئے جس کے بارے میں وہ

اجازت بخشے یہاں تک کہ جب ان کے دلوں میں اضطراب دور کر دیا جائے گا تو کہیں گے حق (فرمایا ہے) اور وہ عالی رتبہ اور گرامی قدر ہے۔"

سوال: توحید ربوبیّت کی ضد کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے متصرف کا اعتقاد' کائنات کی تدبیر ونظم و انتظام' اس کی ایجاد وخاتمہ' موت وحیات' جلب منفعت' دفع مضرت اور ربوبیت کے دیگر لوازمات میں سے کسی بھی چیز میں یا پھر اس کے اسماء وصفات کے تقاضوں میں سے کسی بھی چیز میں اس کی مخالفت کرنے والے اعتقاد جیسے علم غیب' عظمت وکبریا وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَ مَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ [35:فاطر:2-3]

"اللہ جو اپنی رحمت کا (دروازہ) کھول دے تو کوئی اس کو بند کرنے والا نہیں اور (اگر) بند کر دے تو اس کے بعد کوئی اس کو کھولنے والا نہیں' اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ لوگو! اللہ کے جو تم پر احسانات ہیں' ان کو یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق (اور رازق ہے) جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق دے۔"

اللہ کا ارشاد ہے:

وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ [10:یونس:107]

"اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تم سے بھلائی کرنا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی

روکنے والا نہیں۔"

مزید ارشاد ہے:

قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ [39:الزمر:38]

"کہو بھلا دیکھو تو جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا وہ اس تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا اگر مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو وہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں۔ کہہ دو! مجھے اللہ ہی کافی ہے' بھروسہ رکھنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔"

ایک جگہ اور ارشاد ہے:

وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ [6:الانعام:59]

"اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

مزید ارشاد ہے:

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ [27النمل65]

"کہہ دو! کہ جو لوگ آسمان و زمین میں ہیں اللہ کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتے۔"

اور ارشاد ہے:

وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ [2:البقرة:255]

"اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے)"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَالْعَظْمَةُ اِزَارِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا

اَلْقَیْتُهُ فِی النَّارِ ①

''بزرگی میرا تہبند ہے اور بڑائی میری چادر ہے جو کوئی ان دونوں میں سے کسی کو چھینے گا تو میں ضرور اس کو دوزخ میں پھینکوں گا۔''

سوال: توحید اسماء وصفات کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے آپ کو جن صفات سے متصف کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے جن اسماء حسنیٰ اور صفات عالیہ کا تذکرہ کیا ہے اس پر ایمان اور ان اسماء وصفات کو ٹھیک اسی طرح ماننا اور باقی رکھنا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے خود متعدد جگہوں پر ان کی نفی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لاَ یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا [20طٰہٰ:110]

''جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ اس کو جانتا ہے وہ (اپنے) علم سے (اللہ کے علم) پر احاطہ نہیں کر سکتے۔''

اور ارشاد ہے:

لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ [2الشوریٰ:11]

''اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھتا اور سنتا ہے۔''

اور ارشاد ہے:

لاَ تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ج وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ[6:الانعام 103]

''(وہ ایسا ہے کہ) نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں، وہ نگاہوں کا ادراک کر سکتا ہے اور وہ بھید جاننے والا خبردار ہے۔''

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا (یعنی جب ان کے بتوں کا تذکرہ کیا گیا) ہمارے سامنے اپنے رب کا نسب بیان کیجئے؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

① ((ابن ماجه: كتاب الزهد، باب البراءة الكبر، رقم :4175))

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ

[112:الاخلاص:1-3]

''کہو! کہ وہ (ذات پاک ہے جس کا نام) اللہ (ہے) ایک ہے۔ وہ (معبود) برحق' جو بے نیاز ہے' نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔''

اس لئے کہ جو چیز پیدا ہوتی ہے وہ ضرور مر جاتی ہے۔ اور جب کوئی مرتا ہے تو وہ وارث بناتا ہے اور اللہ تعالےٰ نہ تو مرتا ہے اور نہ ہی وارث بناتا ہے۔

وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ [112:الاخلاص:4]

''اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔''

یعنی اللہ تعالےٰ کا کوئی شبیہ' مثیل یا بدیل نہیں۔ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔

سوال: اسماءِ حسنیٰ پر کتاب وسنت کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد:

وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا وَ ذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اَسْمَآئِہٖ [7:الاعراف:180]

''اور اللہ کے سب نام اچھے ہی اچھے ہیں تو اس کو اس کے ناموں سے پکارا کرو اور جو لوگ اس کے ناموں میں کجی (اختیار) کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو۔''

ایک جگہ ارشاد ہے:

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط اَیًّامَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی [17:الاسراء:110]

''کہہ دو! کہ تم (اللہ کو) ''اللہ'' کے نام سے پکارو یا ''رحمٰن'' (کے نام سے) جس نام سے پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں۔''

مزید ارشاد ہے:

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى [20:طٰہٰ:8]

''(وہ معبود برحق ہے) کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کے سب نام اچھے ہیں۔''

اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ①

''بیشک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو ان ناموں کا ورد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

اَسْئَلُكَ اللّٰهُمَّ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ ②

''میں اس نام سے جسے تو نے اختیار کیا' اپنی کتاب میں اتارا یا کسی مخلوق کو سکھایا غیب میں اپنے لئے مخصوص کیا تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ قرآن عظیم کو میرے لئے دل کی بہار بنا دے۔''

سوال: قرآن مجید میں اسماء حسنیٰ کی مثالیں کیا ہیں؟

جواب: جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا [4:النساء:34]

---

① ((بخاری: کتاب التوحید، باب ان لله مائة اسم الا واحده، رقم :7392 ۰۰۰ مسلم: کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، رقم :6809-6810 ۰۰۰ ابن ماجه : ابواب الدعاء، باب اسماء الله عزوجل، رقم:3860-3861))

② ((مسند أحمد: عن عبدالله، 391/1، رقم :3704))

''بیشک اللہ سب سے اعلیٰ اور جلیل القدر ہے۔''

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا [33:الاحزاب:34]

بیشک اللہ باریک بین اور باخبر ہے۔

اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا [35:الفاطر:44]

''وہ علم والا (اور) قدرت والا ہے۔''

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا [4:النساء:58]

''بیشک اللہ سنتا (اور) دیکھتا ہے۔''

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا [4:النساء:56]

''بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا [4:النساء:23]

''بیشک اللہ بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔''

وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ [2:البقرة:263]

''اور اللہ بے پرواہ اور بردبار ہے۔''

اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ [11:هود:73]

''وہ تعریف کے لائق اور بزرگوار ہے۔''

اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ [11:هود:57]

''میرا رب تو ہر چیز پر نگہبان ہے۔''

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا [4:النساء:1]

''کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔''

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا [4:النساء:81]

''اور اللہ ہی کافی کارساز ہے۔''

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا [4:النساء:85]

"اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"

اِنَّهٗ اَلَا بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ [41:فصلت:54]

"وہ ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔"

اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ [9:التوبۃ:117]

"بیشک وہ ان پر نہایت شفقت کرنے والا (اور) مہربان ہے۔"

اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ [11:ھود:61]

"بیشک میرا پروردگار نزدیک (بھی ہے اور دعا کا) قبول کرنے والا (بھی) ہے۔"

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِیْبًا [4:النساء:6]

"اور حقیقت میں تو اللہ ہی (گواہ اور) حساب لینے والا کافی ہے۔"

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ [2:البقرۃ:255' آل عمران:2]

"اللہ (معبود برحق ہے) اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' زندہ ہمیشہ رہنے والا۔"

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ [57الحدید:3]

"وہ (سب سے) پہلا (سب سے) پچھلا ہے اور (اپنی قدرتوں سے سب پر) ظاہر اور (اپنی ذات سے) پوشیدہ ہے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے۔"

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ [59:الحشر:22]

"وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا' وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔"

هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ

الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى [59:الحشر:23-24]

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' بادشاہ حقیقی' پاک ذات (ہر عیب سے) سالم' امن دینے والا' نگہبان' غالب' زبردست' بڑائی والا' اللہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔ وہی اللہ (تمام مخلوقات کا) خالق' ایجاد واختراع کرنے والا' صورتیں بنانے والا ہے۔ اس کے سب اچھے سے اچھے نام ہیں۔''

سوال: سنت نبوی ﷺ سے اسماء حسنٰی کی مثالیں کیا ہیں؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَ رَبُّ الْاَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ①

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' جو بہت بڑا اور بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑے عرش کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمان وزمین اور باعزت عرش کا رب ہے۔''

اور ایک ارشاد نبوی ﷺ ہے:

بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ ②

''اے زندہ! اے چیزوں کے تھامنے والے! اے بڑائی اور عزت والے! اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے!''

① ((بخاری: کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الكرب، رقم :6346 ... مسلم : کتاب الذکر والدعاء، باب دعاء الكرب، رقم :6921))

② ((ابوداؤد: کتاب الوتر، باب الدعاء، رقم :1495 ... نسائی: کتاب السهو، باب الدعاء بعد الذکر، رقم :1301 ... ترمذی: ابواب الدعوات، باب ان رحمتی تغلب غضبی، رقم :3544 ... ابن ماجه : ابواب الدعاء، باب اسم الله الاعظم، رقم :3858 ... وصححه الالبانی فی صحیح النسائی 279/1))

ایک اور ارشاد ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ①

"اسی اللہ کے نام سے صبح وشام کرتا ہوں جس کے نام کی وجہ سے زمین و آسمان میں کوئی چیز تکلیف نہیں پہنچاسکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔"

مزید ارشاد ہے:

عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَ مَلِیْکَهٗ ②

"اے اللہ! ظاہر اور پوشیدہ کے جاننے والے' آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے' ہر چیز کا رب اور بادشاہ۔"

ایک جگہ ارشاد ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا وَ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی ' مُنَزِّلُ التَّوْرَاتِ وَالْاِنْجِیْلَ وَالْقُرْآنَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ ذِیْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهٖ ' اَنْتَ الْاَوَّلُ وَ لَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَ اَنْتَ الْاٰخِرُ وَ لَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ وَّ اَنْتَ الظَّاهِرُ وَ لَیْسَ فَوْقَکَ شَیْءٌ وَ اَنْتَ الْبَاطِنُ وَ لَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ ③

---

① ((ابوداؤد: کتاب الادب، باب مایقول اذا اصبح، رقم :5088 ۰۰۰ ترمذی: کتاب الدعوات، باب ماجاء فی الدعاء اذا اصبح، رقم :3388))

② ((ترمذی: ابواب الدعوات، باب دعاء علمه ﷺ ابابکر، رقم :3529 ۰۰۰ ابوداؤد: کتاب الادب، باب مایقول اذا اصبح، رقم :5067 ۰۰۰نسائی: کتاب قیام اللیل، باب بایّ شیءٍ تستفتح صلوة اللیل، رقم :1626.... و صححه الالبانی فی صحیح الترمذی 142/3))

③ ((مسلم: کتاب الذکر، باب الدعاء عند النوم، رقم:6889۰۰۰ ابوداؤد: کتاب الادب، باب مایقول عند النوم، رقم :5051۰۰۰ترمذی: ابواب الدعوات، باب الدعاء الذی علمه فاطمة حین سئلته، رقم :3481 ۰۰۰ ابن ماجه: ابواب الادب، باب دعاء رسول الله ﷺ، رقم :3831))

"اے اللہ! ساتوں آسمان اور عرش عظیم کے رب' اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب' اے دانے اور گٹھلیوں کے پھاڑنے والے' تورات اور انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے تیری پناہ مانگتا ہوں' ہر شر والے کے شر سے جس کی پیشانی تو پکڑے ہوئے ہے' تو ہی اول ہے' تجھ سے پہلے کچھ نہیں اور تو ہی آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں اور تو ہی ظاہر ہے' تیرے اوپر کچھ نہیں۔ تو ہی باطن ہے تیرے علاوہ کچھ نہیں۔"

اور ایک جگہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْھِنَّ وَ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْھِنَّ ①

"اے اللہ! تیرے لئے سب تعریفیں، تو ہی آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے سب کا نور ہے اور تیرے لئے ہی تعریف ہے اور تو ہی آسمانوں اور زمینوں اور ان کے رہنے والوں کو قائم رکھنے والا ہے۔"

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ②

"اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اس بات کے ذریعے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو ایک اور بے نیاز ہے نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور کوئی تیرے ہمسر نہیں۔"

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

---

① ((بخاری: کتاب الدعوات، باب الدعاء اذا انتبہ من اللیل، رقم :6317۔۔۔ ترمذی: ابواب الدعوات، باب ماجاء مایقول اذا قام من اللیل الی صلوۃ، رقم :3418۔۔۔ نسائی: کتاب قیام اللیل، باب ذکر ما یستفتح به القیام، رقم :1620۔۔۔ ابن ماجہ: ابواب اقامۃ الصلوۃ، باب ماجاء فی الدعاء اذا قام الرجل من اللیل، رقم :1355))

② ((ابوداؤد: کتاب الوتر ، باب الدعاء، رقم :1493۔۔۔ ابن ماجہ: ابواب الدعاء، باب اسم اللہ اعظم، رقم :3857۔۔۔ مسند احمد: (350/5) ابن شیبہ (271/10) حاکم (504/1) ابن حبان(173/3) وصححہ الحاکم والالبانی انظر صحیح الترمذی(123/3)))

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ① اے دلوں کے پھیرنے والے۔

سوال: اسماء حسنٰی کی دلالت کتنے نوع کی ہے؟

جواب: تین نوع کی ذات پر دلالت کریں گے مطابقۃ ذات سے مشتق صفات پر دلالت کریں تضمنا اور ذات سے غیر مشتق صفات پر دلالت کریں گے۔

سوال: اس کی مثالیں کیا ہیں؟

جواب: اس کی مثال جیسے اللہ تعالےٰ کے نام ''الرحمٰن'' ''الرحیم'' یہ ''مسمّٰی'' کی ذات پر متابقۃً دلالت کرتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالےٰ پر اسی طرح سے مشتق صفت پر تضمنا دلالت کرتے ہیں وہ ہے رحمت۔ اسی طرح اس کے علاوہ دیگر ان صفات پر بھی التزاماً دلالت کرتے ہیں جو اس سے مشتق نہیں ہیں۔ جیسے ''الحیاۃ القدرۃ'' وغیرہ۔ یہی اس کے تمام اسماء حسنٰی کا حال ہے۔ جبکہ مخلوق کا معاملہ اس کے برخلاف ہے۔ کسی کو حکیم کہا جاتا ہے۔ جبکہ وہ نرا جاہل ہوتا ہے۔ کسی کو منصف کہا جاتا ہے جبکہ وہ ظالم ہوتا ہے۔ کسی کو عزیز کہا جاتا ہے جبکہ وہ انتہائی ذلیل ہوتا ہے۔ کسی کو شریف کہا جاتا ہے جبکہ وہ بہت ہی گھٹیا شخص ہوتا ہے۔ کسی کو کریم کہا جاتا ہے اور وہ لئیم ہوتا ہے۔ کسی کو صالح اور نیک کہا جاتا ہے اور وہ شریر و بدکردار ہوتا ہے۔ کسی کو سعید کہا جاتا ہے اور وہ شقی ہوتا ہے۔ ہاں اسی طرح بہتوں کو اسد' حنظلہ' علقمہ وغیرہ کہا جاتا ہے جبکہ وہ ایسے نہیں ہوتے۔ تمام تعریف اور حمد و ثنا اسی ذات کیلئے ہے۔ وہ ویسا ہی ہے جیسے کہ اس نے اپنی تعریف کی ہے اور مخلوق کی ہر تعریف و توصیف سے برتر ہے۔

سوال: ضمنی طور پر اسماء حسنٰی کتنی قسموں پر دلالت کرتے ہیں؟

جواب: چار قسموں پر: **پہلی قسم---** ''اسم علم'' جس میں تمام اسماء حسنٰی آ جاتے ہیں وہ ہے ''اللہ''۔ اسی لئے اس کے علاوہ تمام اسمائے حسنٰی بطور صفت کے آتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

---

① ((مسند احمد : عن عائشة (251/6) رقم :25602.... ترمذی: ابواب القدر، باب ماجاء عن القلوب بین اصبیعی الرحمن ، رقم:2140))

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِیءُ الْمُصَوِّرُ [59:الحشر:24]

''وہی اللہ (تمام مخلوقات کا) خالق' ایجاد واختراع کرنے والا ہے۔''

اور اسی طرح کی دیگر آیتیں ہیں جبکہ اسم اللہ کبھی بھی کسی اور صفت کے تابع بن کر نہیں آیا۔

**دوسری قسم**---''ذات الٰہی'' کی صفت ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ کا نام ''السمیع'' ہے۔ اس میں تمام خفیہ واعلانیہ آوازوں کو سننے کی صلاحیت متضمن ہے۔ اسی طرح اس کا نام ''بصیر'' ہے جس میں تمام دکھائی دینے والی چیزیں چاہے وہ چھوٹی ہوں یا بڑی شامل ہیں۔ اس کا نام ''علیم'' ہے۔ اس میں اس کا علم محیط شامل ہے۔ جس کے بارے میں آتا ہے۔

لاَ یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لاَ فِی الْاَرْضِ وَ لاَ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِکَ وَ لاَ اَکْبَرُ [34:السباء:3]

''ذرہ بھر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں (نہ) آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور کوئی چیز خواہ ذرے سے چھوٹی یا بڑی ایسی نہیں جو اس سے پوشیدہ ہو۔''

اس کا ایک نام ''القدیر'' ہے جس میں چیز پر قدرت شامل ہے۔ ایجاد کرنے کی بھی اور ختم کرنے کی بھی۔

**تیسری قسم**---میں اللہ تعالےٰ کی ''فعلی صفت'' آتی ہے جیسے الخالق' الرازق' الباری المصور وغیرہ۔

**چوتھی قسم**---اس میں تقدیس و پاکیزگی اور تمام نقائص سے پاکی کی صفت آتی ہے۔ جیسے ''القدوس'' ہے' السلام وغیرہ۔

سوال: اللہ تعالےٰ پر اطلاق ہونے والے اسماء حسنیٰ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو صرف اللہ تعالےٰ کیلئے مختص ہیں اور بعض میں غیر کو بھی شریک کر سکتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو صفت کمال پر دلالت کرتے ہیں جیسے الحی'

القیوم' الاحد' الصمد' وغیرہ اور بعض تو ایسے ہیں جنکے ساتھ ان کی ضد کو بھی ذکر کرنا ضروری ہے۔ اس لئے جب بغیر ضد کے بیان کئے جائیں تو اس سے نقص کا وہم ہوتا ہے۔

اَلضَّارُ' اَلنَّافِعُ وَالْخَافِضُ الرَّافِعُ وَالْمُعْطِیُ اَلْمَانِعُ وَالْمُعِزُّ وَالْمُذِلُّ

''نقصان پہنچانے والا' نفع دینے والا اور پست کرنے والا' بلند کرنے والا' دینے والا' روکنے والا' عزت دینے والا' ذلیل کرنے والا۔''

لہٰذا اللہ تعالےٰ کی صفات ضار' خافض' مانع و مذل وغیرہ کو انفرادی طور پر ذکر کرنا صحیح نہیں ہے۔ کتاب وسنت کی وحی میں ان کا تذکرہ اس طرح نہیں آیا ہے۔ انہیں اسماء میں سے ایک اسم منتقم ہے۔ قرآن مجید میں یہ اپنے متعلق کے بغیر وارد نہیں ہوا۔ اللہ کا ارشاد ہے:

اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ [32:السجدة:22]

''ہم گنہگاروں سے ضرور بدلہ لینے والے ہیں۔''

یا پھر لفظ ''ذو'' کی طرف اپنی اضافت کے ساتھ آیا ہے جیسے:

وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُوْانْتِقَامٍ [3:آل عمران:4]

''اور اللہ زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے۔''

سوال: اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی کچھ صفات ذاتی ہیں اور کچھ صفات فعلی ہیں۔ قرآن مجید سے ذاتی صفات کی مثال کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

بَلْ یَدَاہُ مَبْسُوْطَتٰنِ [5:المائدہ:64] بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔

کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ [28:القصص:88]

''اس کی ذات (پاک) کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔''

وَ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ [55:الرحمٰن:27]

''اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال و

عظمت ہے باقی رہے گی۔"

وَ لِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ [20:طه:39]

"اور اس لئے کہ تم میرے سامنے پرورش پاؤ۔"

اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ [18:الكهف:26]

"وہ کیا خوب دیکھنے والا اور کیا خوب سننے والا ہے۔"

اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰی [20:طه:46]

"میں تمہارے ساتھ ہوں (اور) سنتا اور دیکھتا ہوں۔"

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ [2:البقرة:255]

"جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے' جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے اسے سب معلوم ہے اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے۔"

وَ کَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا [4:النساء:164]

"اور موسیٰ علیہ السلام سے تو اللہ نے باتیں بھی کیں۔"

وَ اِذْ نَادٰی رَبُّکَ مُوْسٰی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ [26:الشعراء:10]

"اور جب تمہارے پروردگار نے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا کہ ظالم لوگوں کے پاس جاؤ۔"

وَ نَادٰهُمَا رَبُّهُمَا اَلَمْ اَنْهَکُمَا عَنْ تِلْکُمَا الشَّجَرَةِ [7:الاعراف:22]

"تب ان کے رب نے ان کو پکارا کہ کیا میں نے تم کو اس درخت (کے پاس جانے) سے منع نہیں کیا تھا؟"

وَیَوْمَ یُنَادِیْهِمْ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِیْنَ [28:القصص:65]

"اور جس روز (اللہ) ان کو پکارے گا اور کہے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا

جواب دیا؟"

سوال: ذاتی صفات کی مثالیں سنت رسول ﷺ سے بیان کیجئے۔

جواب: حدیث شریف میں ہے:

حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ كَشَفَهُ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ ①

"اس کا حجاب نور ہے اگر اس کو کھول دے تو اس کے چہرے کی چمک ان سب کو جلا دے جہاں تک اس کی مخلوق کی نگاہ پہنچ جاتی ہے۔"

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

يَمِيْنُ اللّٰهِ مَلْاٰى لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اَرَئَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَغِضْ مَا فِيْ يَمِيْنِهٖ وَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ وَ بِيَدِهِ الْاُخْرَى الْفَيْضُ اَوِ الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَ يَخْفِضُ ②

"اللہ کے ہاتھ بھرے ہوئے ہیں اس کو رات دن خرچ کرنے سے بھی کم نہیں ہوگا (اس کا فیض جاری رہتا ہے) تم کو معلوم ہے اس نے آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش کے وقت سے اب تک کتنا خرچ کیا ہے کیونکہ اس کے داہنے ہاتھ میں جو ہے وہ کم نہیں ہوتا۔ اسکا عرش پانی پر تھا اور اسکے دوسرے ہاتھ میں بخشش یا قبضہ قدرت کا ترازو ہے وہی اٹھاتا ہے اور پست کرتا ہے۔"

دجال کے سلسلہ میں جو حدیث آئی ہے اس میں آپ نے فرمایا:

① ((مسلم: کتاب الایمان ، باب فی قول علیه السلام ان الله لاینام و فی قوله حجابه النور، رقم :445-446 ۰۰۰ ابن ماجه: کتاب السنة باب فی ما انکرت الجهمیه، رقم :195-196))

② ((بخاری: کتاب التفسیر:11 ، سورة هود، رقم :4684 ۰۰۰ مسلم: کتاب الزکوة، باب الحث علی النفقة و تبشیر المنفق بالخلف، رقم :2309۰۰۰ ابن ماجه: کتاب السنه، باب فی ماء انکرت الجهمیة، رقم :1097 ))

اِنَّ اللّٰهَ لاَ يَخْفٰى عَلَيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ ①

''تم لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی ذات پوشیدہ نہیں ہے۔ بے شک اللہ کانا نہیں ہے۔''

یہ فرما کر آپ نے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ فرمایا:

استخارہ والی حدیث میں آپ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ اَسْئَالُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَ لاَ اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَ لاَ اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلاَّمُ الْغُيُوْبِ ②

''اے اللہ ! تیرے علم کی مدد سے بھلائی طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کی مدد سے مقدرت مانگتا ہوں اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں' بیشک تو ہی قدرت رکھتا ہے اور میں نہیں رکھتا اور تو ہی جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو ہی غیبوں کا جاننے والا ہے۔''

ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

فَاِنَّكُمْ لاَ تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَ لاَ غَائِبًا تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا قَرِيْبًا ③

''بیشک تم کسی بہرے کو نہیں پکارتے اور نہ غائب کو بلکہ ایسے معبود کو پکارتے ہو جو سنتا ہے' دیکھتا ہے اور تمہارے بہت قریب ہے۔''

اور ایک حدیث ہے:

---

① ((بخاری: كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى ولتصنع على عينى، رقم :7407 ... مسلم: كتاب الايمان، باب ذكر المسيح ابن مريم والمسيح الدجال، رقم :426 ... ابوداؤد: كتاب الملاحم، باب خروج الدجال، رقم :4316 ... ترمذی: ابواب الفتن، باب ماجاء فى صفة الدجال، رقم :2241 ... ابن ماجه: ابواب الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عيسى ابن مريم و خروج يأجوج و مأجوج، رقم :4071 ))

② ((بخاری: كتاب الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارة، رقم :6382 ... مسلم: ابواب الوتر، باب ماجاء فى صلاة الاستخارة، رقم :480 ... ابن ماجه: ابواب اقامة الصلوة و السنة فيها، باب ماجاء فى صلاة الاستخارة، رقم :1383 ))

③ ((بخاری: كتاب التوحيد، باب وكان الله سميعا بصيرا، رقم :7386 ... مسلم: كتاب الذكر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذكر، رقم :6862-6863 ... ابوداؤد: كتاب الوتر، باب فى الاستغفار، رقم :1526-1527 ... ترمذی: ابواب الدعوات، باب ماجاء فى فضل التسبيح و تهليل و التمحيد، رقم :3461 ))

إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يُّوْحِيَ بِالْأَمْرِ تَكَلَّمَ بِالْوَحْيِ ①

"جب اللہ تعالیٰ وحی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ وحی کے ذریعے بات کرتا ہے۔"

بعث سے متعلق ایک حدیث ہے:

يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا آدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ ②

"اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے آدم! جو وہ جواب دیں گے میں حاضر ہوں۔"

سوال: قرآن مجید میں صفات فعلی کی مثالیں کیا ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَآءِ [2:البقرة:29]

"پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا۔"

هَلْ يَنْظُرُوْنَ إِلَّا أَنْ يَّأْتِيَهُمُ اللّٰهُ [2:البقرة:210]

"کیا یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان پر اللہ کا (عذاب) آنازل ہو۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ [39:الزمر:67]

"اور انہوں نے اللہ کی قدر شناسی جیسی کرنی چاہیے تھی نہیں کی اور قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی۔ اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔"

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

مَامَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ [38:ص:75]

"جس شخص کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا' اسکے آگے سجدہ کرنے

---

① ((اخرجه البيهقي في الاسماء والصفات))

② ((بخاری كتاب التوحيد، باب ولاتنفع الشفاعة عنده، رقم 7483))

سے تجھے کس چیز نے منع کیا ہے۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِيْلاً لِّكُلِّ شَيْءٍ [الاعراف:145]

''اور ہم نے (تورات کی) تختیوں میں ان کیلئے ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی۔''

مزید ارشاد ہے:

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا [7:الاعراف:143]

''جب ان کا رب پہاڑ پر نمودار ہوا تو (تجلی انوار ربانی نے) اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔''

اور فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ [22:الحج:18]

''بیشک اللہ جو چاہتا ہے' کرتا ہے۔''

سوال : حدیث شریف سے صفات فعلی کی مثالیں کیا ہیں؟

جواب: ارشاد نبوی ہے:

يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ ①

''ہمارا رب ہر رات آسمان دنیا تک اترتا ہے' جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے۔''

اور ایک حدیث کے الفاظ ہیں جو شفاعت سے متعلق ہیں:

---

① ((بخاری: کتاب التوحید، باب یریدون ان یبدلو کلام الله، رقم:7494 ۰۰۰ مسلم : کتاب صلوۃ المسافرین، باب الترغیب فی الدعاء و الذکر فی اخر اللیل والاجابة فیه، رقم:1172-1173 ۰۰۰ ابو داؤد: کتاب السنه، باب فی الرد علی الجهمیة، رقم:4733 ۰۰۰ ترمذی: ابواب الدعوات، باب حدیث ینزل ربنا کل لیلة الی السماء الدنیا، رقم:3498)

فَيَأْتِيهِمُ اللّٰهُ فِي صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا ①

''پس اللہ ان کے پاس اچھی صورت میں آئے گا جسے وہ پہچان لیں گے پھر وہ کہے گا' میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے تو ہی ہمارا رب ہے۔''

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَرْضَ وَ تَكُونُ السَّمٰوَاتُ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ ②

''بیشک اللہ تعالےٰ قیامت کے دن زمین کو مٹھی میں لے گا اور ساتوں آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے' پھر کہے گا' میں بادشاہ ہوں۔''

ایک اور جگہ ارشاد نبویؐ ہے:

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ بِيَدِهِ عَلٰى نَفْسِهِ إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي ③

''جب اللہ تعالےٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنے ہاتھ سے اپنی ذات پر اس بات کو فرض قرار دیا کہ بیشک میری رحمت میرے غضب پر غالب ہوگی۔''

حضرت آدم و موسیٰ علیہما السلام کی بحث و تکرار والی حدیث کے الفاظ ہیں:

فَقَالَ آدَمُ يَا مُوسٰى اِصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ وَ خَطَّ لَكَ التَّوْرَاتَ بِيَدِهِ ④

① ((بخاری: کتاب التوحید، باب وجوه یومئذ ناضرة، رقم :7437، وکتاب الاذان باب فضل السجود، رقم :806۔۔۔ مسلم : کتاب الایمان، باب اثبات رؤیة المؤمنین فی الآخرة ربهم سبحانه و تعالیٰ، رقم :451 ))

② (( بخاری: کتاب التوحید، باب قول الله تعالی لما خلقت بیدی ، رقم :7214 مسلم ،کتاب صفات المنافقین واحکامهم، باب صفة القیامة والجنة والنار، رقم :7050 ۔۔۔ ابن ماجه: کتاب السنة، باب فیما انکرت الجهمیة، رقم :192 ))

③ ((بخاری: کتاب بدء الخلق، باب وهو الذی یبدء الخلق، رقم :3194۔۔۔ مسلم: کتاب التوبه، باب سعة رحمة الله تعالیٰ، رقم :6969۔۔۔ ابن ماجه: ابواب الزهد، باب مایرجی من رحمة الله یوم القیامه، رقم :4295))

④ ((مسلم: کتاب القدر، باب حجاج آدم و موسی، رقم :6742۔۔۔ بخاری کتاب القدر باب تحاج آدم و موسیٰ عند الله، رقم :6614))

''پس آدم علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ! اللہ نے آپ کو اپنے کلام کیلئے خاص کیا اور آپ کو تورات اپنے ہاتھ سے لکھ کر دی۔''

یہاں پر اللہ تعالیٰ کا کلام اور ہاتھ دونوں ذاتی صفات میں سے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہمکلام ہونا بیک وقت صفت ذات بھی ہے اور صفت فعل بھی اور تورات کو لکھنا صفت فعل ہے۔

اور حدیث کے الفاظ ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَبْسُطُ يَدَهٗ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيْئُ النَّهَارِ وَ يَبْسُطُ يَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْئُ اللَّيْلِ ①

''بیشک اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن میں گناہ کرنے والا توبہ کرے اور وہ اپنا ہاتھ دن کے وقت پھیلاتا ہے تاکہ رات میں گناہ کرنے والا توبہ کرے۔''

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کی فعلی صفات میں سے کچھ اسماء اخذ کئے جا سکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء توقیفی ہیں؟ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کردہ ہیں)

جواب: اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء حسنیٰ توقیفی ہیں' انہی ناموں سے اسے پکارا جائے گا جن کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ نے متعین کئے ہیں۔ ہر وہ فعل جس کا اطلاق اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر کیا ہے اسے تعریف وکمال کیلئے ہی کیا ہے۔ لیکن ان تمام افعال کو اپنے لئے بطور وصف نہیں بیان فرمایا اور نہ ہی ان سے اسماء بنائے جا سکتے ہیں بلکہ ان میں سے بعض کو بطور وصف بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ [30:الروم:40]

''اللہ ہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا' پھر تم کو رزق دیا' پھر تمہیں مارے

① ((مسلم: کتاب التوبة، باب قبول التوبة من الذنوب، رقم :6989 ۰۰۰ مسند احمد: عن ابی موسیٰ (395/4)، رقم :19035))

گا' پھر تمہیں زندہ کرے گا۔''

اور اپنے آپ کو خالق' رازق' زندہ کرنے والا' مارنے والا' اور مدبر کہا ہے۔
ان میں سے بعض نام تو ایسے ہیں جن کا اطلاق اپنے اوپر محض جزا و مقابلہ کے طور پر کیا
ہے جن سے مدح و تعریف اور کمال مراد لیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ [4:النساء:142]

''اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں' (یہ اس کو کیا دھوکہ دیں گے) وہ انہیں کو دھوکے
میں ڈالنے والا ہے۔''

وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ[3آل عمران:54]

''اور وہ (یعنی یہود قتل عیسیٰ کے بارے میں ایک) چال چلے اور اللہ
بھی (عیسیٰ کو بچانے کیلئے) چال چلا اور اللہ خوب چال چلنے والا ہے۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ [9:التوبة:67]

''انہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی ان کو بھلا دیا۔''

لیکن ان کے افعال کا اللہ تعالیٰ پر اطلاق آیت سے ہٹ کر یا اس کے
سیاق سے ہٹ کر کرنا جائز نہیں۔ لہذا یہ کہا نہیں جائے گا کہ اللہ تعالیٰ مکر سے کام
لیتا ہے' دھوکہ دیتا ہے' مذاق کرتا ہے وغیرہ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو ماکر' خادع'
مستھزی نہیں کہا جائے گا اور ایسے کوئی عقل مند مسلمان کہہ بھی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ
اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو مکر سے' کید سے' دھوکہ سے متصف نہیں کیا ہے۔ لیکن
ناحق ایسا کرنے والوں کو سزا کے ضمن میں اور سب کو معلوم ہے اس پر سزا دینا' عین
عدل و انصاف ہے اور لوگوں کے نزدیک بھلائی کا کام ہے۔ لہذا یہ خالق و علیم' عادل و
حکیم کے نزدیک اچھا کیوں نہ ہو؟

سوال : اللہ تعالےٰ کا اسماء حسنیٰ میں سے العلی، الاعلیٰ اور اسی طرح الظاہر اور القاہر اور المتعالی ہیں ان سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسماء میں ان کلمات سے ماخوذ صفات کے معنی پائے جاتے ہیں۔ وہ ہیں اللہ تعالےٰ کیلئے بلندی (اپنے تمام معانی کے ساتھ) کا ثبوت یعنی اللہ تعالےٰ کا اپنے عرش کے اوپر ہونا، اپنی تمام مخلوق سے بلند و برتر ہونا، ان سے دور رہ کر قریب ہونا، ان کا نگران ہونا، ان کے احوال و کوائف سے واقف ہونا، اس سے کسی بھی پوشیدہ چیز کا پوشیدہ نہ رہنا، اسی طرح علو قہر کا مطلب ہے اس پر کوئی بھی غلبہ کی کوشش کرنے والا نہیں اور اس کا کوئی منازع نہیں اور اختلاف کرنے والا نہیں اور اسے کوئی منع کرنے یا روکنے والا نہیں، بلکہ کائنات کی ہر چیز اس کی عظمت و جبروت کی تابع ہے۔ اسکی عزت کے سامنے سب ذلیل ہیں، اس کے کبریاء کے سامنے ذلیل ہے، اس کے تصرف و قہر کے ماتحت ہے اور اس کے قبضہ قدرت سے نکل نہیں سکتی۔ اسی طرح اس کی شان بلند کا مطلب ہے کہ کمال کی تمام صفات اس کیلئے ثابت ہیں اور تمام نقائص سے وہ پاک ہے۔ وہ بڑا بابرکت و بلند و بالا ہے۔ یہ تمام کے تمام الفاظ بلندی کے معنی میں آتے ہیں۔ یہ تمام معانی ایک دوسرے کو لازم ہیں، یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے۔

سوال: قرآن مجید سے (علو، فوقیت) بلند ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اس معنی کے واضح دلائل بے شمار ہیں، ان میں اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد:

اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى [20:طه:5]

"(یعنی اللہ) رحمٰن جس نے عرش پر قرار پکڑا ہے۔"

یہ آیت قرآن مجید میں سات جگہوں پر آئی ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے:

ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِى السَّمَآءِ [67:الملک:16]

"کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو؟"

ایک جگہ ارشاد ہے:

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ [16:النحل:50]

''اور اپنے پروردگار سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے ہیں''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُه' [35الفاطر:10]

''اس کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل اس کو بلند کرتے ہیں۔''

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

تَعْرُجُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ [70:المعارج:4]

'' جس کی طرف روح (الامین) اور فرشتے چڑھتے ہیں۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ [32:السجدة:5]

''وہی آسمان سے زمین تک (کے) ہر کام کا انتظام کرتا ہے۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ [3:آل عمران :55]

''اے عیسیٰ میں تمہاری دنیا میں رہنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھا لوں گا۔''

سوال: سنت نبوی ﷺ سے اس کی دلیل کیا ہے؟

جواب: احادیث میں بھی اس کی بے شمار دلیلیں موجود ہیں۔ حدیث میں ہے:

وَالْعَرْشُ فَوْقَ ذٰلِكَ وَاللهُ فَوْقَ الْعَرْشِ وَ هُوَ يَعْلَمُ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ

''اور عرش اس کے اوپر ہے اور اللہ عرش کے اوپر ہے اور وہ تمہاری حالت سے خوب واقف ہے۔''

ایک مرتبہ ایک لونڈی کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَيْنَ اللّٰهُ؟ قالت في السَّمآءِ قال من انا؟ قالت: انْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، قَالَ: اعْتِقْهَا فَاِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ ①

"اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: آسمان میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے آزاد کردو کیونکہ یہ مومنہ ہے۔"

معراج النبی ﷺ کی احادیث اور فرشتوں کا تعاقب ایک کھلی دلیل ہے۔

حدیث شریف کے الفاظ ہیں:

ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ ②

"پھر وہ لوگ اوپر چڑھتے ہیں جو تم میں موجود تھے اللہ ان سے سوال کرے گا اور وہ ان کو اچھی طرح جانتا ہے۔"

ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَ لَا يَصْعَدُ اِلَى اللّٰهِ اِلَّا الطَّيِّبُ ③

"اپنی پاک کمائی میں سے جس نے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا اور اللہ تک صرف پاک کمائی ہی پہنچتی ہے۔ (یعنی وہ صرف حلال کمائی ہی قبول کرتا ہے)"

وحی کے سلسلہ میں وارد ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

---

① ((مسلم: كتاب المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوٰة، رقم: 1199 .... ابوداؤد: كتاب الصلوٰة، باب تشميت العاطس في الصلوٰة، رقم: 930 .... نسائي: كتاب السهو، باب الكلام في الصلوٰة، رقم: 1219))

② ((بخاري: كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى تعرج الملئكة والروح اليه، رقم: 7429 مسلم: كتاب المساجد و مواضع الصلوٰة، باب فضل صلاتي الصبح و العصر والمحافظة عليهما، رقم: 1432 .... نسائي: كتاب الصلوٰة، باب فضل صلاة الجماعة، رقم: 488 .... مؤطا: كتاب قصر الصلوٰة في السفر، باب جامع الصلوٰة، رقم: 82))

③ ((بخاري: كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى تعرج الملئكة والروح اليه، رقم: 7430، و كتاب الزكوٰة، باب الصدقة من كسب طيب، رقم: 1040 .... مسند احمد: عن ابي هريره (331/2)، رقم: 8181))

اِذَا قَضَی اللّٰہُ الاَمْرَ فِی السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰئِکَۃُ بِاَجْنِحَتِھَا خُضْعَانًا لِقَوْلِہٖ کَاَنَّہٗ سِلْسِلَۃٌ عَلٰی صَفْوَانٍ ①

''اللہ جب آسمان میں کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اپنے پروں کو اس کے حکم کی تابعداری کیلئے مارتے ہیں جیسے چٹان پر کوئی زنجیر (ماری جاتی ہے)''

سوائے (فرقہ) ''جہمیہ'' کے تمام لوگ اس کے قائل ہیں۔

سوال: "استواء" کے سلسلہ میں ہمارے علماءِ اسلاف نے کیا کہا ہے؟

جواب: تمام علماء اسلاف کا یہی کہنا ہے کہ استواء معلوم ہے' اس کی کیفیت عقل میں آنے والی نہیں' اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔ اللہ کا پیغام ہے رسول اللہ ﷺ پر اس کا پہنچانا فرض ہے اور ہم پر اس کی تصدیق اور اس کا تسلیم کرنا واجب ہے۔

اسلاف نے اسی طرح کی باتیں تمام اسماء وصفات کے بارے میں بھی کہی ہیں۔

اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا [3:آل عمران:7]

''ہم اس پر ایمان لائے' یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں۔''

اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ اشْھَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ [3:آل عمران:52]

''ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں۔''

سوال: قرآن مجید میں علو قہر کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اس کے دلائل بہت زیادہ ہیں۔ جیسے ارشاد الٰہی ہے:

وَ ھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ [6:الانعام:18]

''اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے۔''

اس میں قاہرانہ بلندی وبرتری شامل ہے' ایک جگہ ارشاد ہے:

---

① ((بخاری: کتاب التوحید، باب ﴿ولا تنفع الشفاعۃ الا لمن اذن لہ﴾ رقم: 7481 ۔۔۔ ترمذی: ابواب التفسیر، باب و من سورۃ السبا، رقم: 3223۔۔۔ابن ماجہ: کتاب السنہ، باب فی ماانکرت الجھمیۃ، رقم: 194))

سُبۡحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ [الزمر 39:4]

''وہ پاک ہے، وہی تو اللہ یکتا (اور) غالب ہے۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

لِمَنِ الۡمُلۡكُ الۡيَوۡمَ ؕ لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِ [الغافر 40:16]

''آج کس کی بادشاہت ہے؟ اللہ کی جو اکیلا اور غالب ہے۔''

مزید ارشاد ہے:

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا مُنۡذِرٌ ۖ وَّ مَا مِنۡ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ [ص 38:65]

''کہہ دو! کہ میں تو صرف ہدایت کرنے والا ہوں اور اللہ یکتا اور غالب کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ مَا مِنۡ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا [هود 11:56]

''(زمین پر) جو چلنے پھرنے والا ہے وہ اس کو چوٹی سے پکڑے ہوئے ہے۔''

اور ارشاد ہے:

يٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ فَانۡفُذُوۡا ؕ لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ [الرحمٰن 55:33]

''اے گروہ جن وانس! اگر تمہیں قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ اور زور کے سوا تو تم نکل سکتے ہی نہیں۔ (یعنی تم میں اتنی طاقت ہی نہیں ہے)''

سوال: سنت نبوی میں اس کے دلائل کیا ہیں؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا ①

''تیری پناہ مانگتا ہوں ہر چوپائے کے شر سے جس کی پیشانی تو پکڑے ہوئے ہے۔''

ایک اور جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَ ابْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَائُکَ ②

''اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے اور بندی کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے' تیرا ہر حکم میرے حق میں نافذ ہے۔ تیرا ہر فیصلہ میرے حق میں انصاف ہے۔''

اور ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

اِنَّکَ تَقْضِیْ وَ لاَ یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّهٗ لاَ یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَ لاَ یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ ③

''تو ہی فیصلہ کرتا ہے' تجھ پر کسی کا فیصلہ نہیں چلتا۔ جس کو تو دوست رکھے' اس کا کوئی ذلیل کرنے والا نہیں اور جس کو تو دشمن بنا لے اس کو کوئی دوست بنانے والا نہیں۔''

سوال: علوشان سے متعلق دلائل کیا ہیں اور اللہ تعالےٰ سے کن چیزوں کی نفی کرنا ضروری ہے؟

جواب: یہ سمجھ لیجئے! کہ علو (بلند و عالی) شان میں وہ تمام صفات داخل ہیں جو

① ((مسلم: کتاب الذکر والدعاء، باب الدعاء عندالنوم، رقم :6890۔۔۔ ابن ماجه: ابواب الدعاء، باب مایدعوبه اذا أوی الی فراشه، رقم :3873۔۔۔ فتح الباری ، ابن حجر(123/11)

② ((مسند احمد: (452/1) رقم :4306))

③ ((ترمذی: ابواب الوتر، باب ماجاء فی القنوت فی الوتر، رقم :464۔۔۔ نسائی: کتاب قیام اللیل وتطوع النهار، باب الدعاء فی الوتر، رقم :1746۔۔۔ ابن ماجه: ابواب اقامة الصلوٰت، باب ماجاء فی القنوت فی الوتر، رقم :1178۔۔۔ ابو داؤد: کتاب الوتر، باب القنوت فی الوتر، رقم :1425۔۔۔ و صححه الالبانی فی صحیح ابی داؤد)))

القدوس السلام الکبیر المتعال جیسے اسماء حسنیٰ سے ظاہر ہیں۔ اسی طرح اس کے کمال و جلال کی صفتیں ہیں۔ جیسے اس کی وحدانیت کی بلندی کہ اس کے ملک (بادشاہی) میں کوئی شریک ہے اور نہ مددگار و معاون اور نہ بغیر اس کی اجازت کے کوئی سفارشی' اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی عظمت و کبریائی' ملکوت و جبروت میں بھی ایسا لاثانی و بلند ہے کہ اس کا کوئی مخالف و مدمقابل نہیں' اور نہ ہی ذلت کی وجہ سے اس کا کوئی ولی اور نہ مددگار۔ اسی طرح اپنی صمدیت میں اتنا بلند ہے ہے کہ اس کا نہ کوئی شریک حیات ہے نہ لڑکا' نہ باپ' نہ برابری کرنے والا' پھر وہ اپنی زندگی قیومت وقدرت میں اتنا بلند ہے کہ اسے نہ موت آئے گی' نہ اونگھ اور نہ نیند اور نہ تھکاوٹ اور عاجزی' پھر اپنے کمال علم میں اتنا بلند ہے کہ ہر غفلت ونسیان سے پاک ہے۔ اس کے علم سے کائنات کا ایک ذرہ بھی مخفی نہیں ہے' نہ زمیں میں اور نہ آسمان میں وہ اپنے کمال حکمت میں اتنا بلند و برتر ہے کہ دنیا کی کسی چیز کو بے کار نہیں بنایا ہے اور نہ ہی مخلوق کو بیکار چھوڑ رکھتا ہے کہ وہ بلا امر و نہی اور سزاء جزا کے گھوم رہی ہو۔ پھر وہ اپنے عدل وانصاف میں درجہ کمال کو پہنچا ہوا ہے کہ ذرہ برابر کسی پر ظلم نہیں کرتا اور نہ کسی کی نیکی کو چھپاتا ہے۔ وہ اپنے غنا (بے نیازی) میں بھی انتہا درجہ پر ہے کہ اسے کھلانے پلانے اور دوسروں سے کچھ مانگنے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی ان تمام صفات میں درجہ کمال کو پہنچا ہوا ہے جس کو اس نے خود ہی بیان کیا ہے۔ یا اس کے رسول ﷺ نے بیان فرمایا۔ وہ بہت ہی بابرکت اور حمد وثناء والی ذات ہے۔ ہر عیب سے پاک اور اپنی الوہیت و ربوبیت اور دیگر اسماء حسنیٰ کے منافی صفات سے منزہ ہے۔

وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ [30:الروم:27]

''اور آسمانوں اور زمین میں اس کی شان بہت بلند ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔''

سوال :اسماء حسنیٰ کے بارے میں آنحضرت ﷺ کے ارشاد مَنْ اَحْصَاھَا دَخَلَ الْجَنَّةَ (مسلم : کتاب الذکر والدعا والتوبۃ والاستغفار رقم:6809-10) (یعنی جس نے اسماء حسنیٰ کو یاد رکھا وہ جنت میں جائے گا) کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کے کئی مطلب بیان کئے گئے ہیں:

1- ایک مطلب یہ ہے کہ ان (اسماء) کو یاد کیا جائے اور ان کے ذریعہ اللہ کو پکارا جائے اور ان کے ذریعے اللہ کی تعریف کی جائے۔

2- ایک مطلب یہ ہے کہ ان میں جن ناموں کی اقتداو پیروی کرنا ممکن ہو جیسے رحیم' اور کریم۔ تو بندے کو چاہیے کہ خود ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ جو اس کی ذات کے لائق ہو اس طرح کہ خود کو ویسا ہی بنانے کی کوشش کرے۔

لیکن جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہو جیسے جبّار' عظیم' متکبر' تو ان میں بندے کا فرض ہے کہ وہ ان اسماء الٰہی کا اقرار کرے اور ان کے سامنے خود کو جھکا دے اور ان میں سے کسی کو اپنی ذات کے ساتھ موصوف نہ کرے۔

اور جن اسمائے حسنیٰ میں وعدہ کا معنیٰ ہو جیسے غفور' شکور' عفوٌ' حلیم' جواد (سخی)' کریم تو لالچ اور رغبت کے ساتھ خود کو پیش کرے۔

اور جن اسمائے حسنیٰ میں وعید اور دھمکی کا معنیٰ ہو جیسے عَزِیْزٌ (غالب) ذِی اُنتِقَام (بدلہ لینے والا) شَدِیْدُ الْعِقَابُ (سخت سزا دینے والا) سَرِیْعُ الْحِسَاب (جلد حساب لینے والا) تو خوف اور دہشت کے ساتھ خود کو پیش کرے۔

3- اور ایک معنیٰ یہ ہے کہ بندہ ان ناموں کے ساتھ خود کو حاضر کر دے اور معرفت اور عبودیت کے ساتھ اس کا حق ادا کرے۔ مثلاً اس کا استحضار کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات سے بلند و برتر ہے وہ عرش پر مستوی ہے۔ باوجود کہ وہ اپنی مخلوقات سے علیحدہ ہے لیکن وہ اپنی صفت قدرت اور علم کے ذریعے پورے طور پر ان پر حاوی ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا جو تقاضا ہے وہ یہ کہ بندہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت

کیلئے بالکل خاص کرے۔اس طور پر کہ اسی کی ذات کو اپنے قلب کا واحد سہارا مان کر اس کی طرف حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے سر تسلیم خم کئے ہوئے بڑھے اور اس کے حضور اس طرح کھڑا ہو جس طرح کوئی عاجز و بے بس شخص بارعب و دبدبہ والے بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور وہ ایسا محسوس کرے کہ اس کا قول و عمل پیش ہو رہا ہے۔لہذا اس بات سے شرم محسوس کرے کہ اس کا قول و عمل اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو جو رسوائی اور خواری کا سبب بنے۔ وہ اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی قوت تصرف و تدبیر مثلاً مارنا' جلانا' عزت بخشنا' ذلیل و رسوا کرنا' بلند و پست کرنا' عطا و بخشش' دست کشی' ازالہ مصیبت' آفات و مصائب کا نزول اور لوگوں کو گردش زمانہ میں ڈالنا وغیرہ سے متعلق احکامات و فرامین تمام گوشہ ہائے عالم میں ہر وقت اتر رہے ہیں اور اس کی بادشاہت تھی اس کے علاوہ کوئی بھی اس تصرف پر قادر نہیں۔اس کے احکامات اس کی مرضی کے مطابق نافذ ہو رہے ہیں۔ارشاد باری ہے:

يُدَبِّرُ الاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُه' اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ [32: السجدة:5]

''وہی آسمان سے زمین تک (کے) ہر کام کا انتظام کرتا ہے۔ پھر وہ ایک روز جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ہزار برس ہے (اس کے طرف صعود اور رجوع) کرے گا۔''

تو جس نے بھی معرفت اور عبودیت دونوں اعتبار سے استحضار کا حق ادا کر دیا وہ بے نیاز ہو گیا۔اب اللہ کی ذات ہی اس کیلئے کافی ہے اور وہی اس کا رب ہے۔اسی طرح جس نے اس کی صفت علم جو سب پر محیط ہے صفت سماع بصر' حی و قیوم' وغیرہ کا استحضار کیا وہ بھی اس نعمت سے سرفراز ہو گا اور استحضار کی نعمت (انہی) کو عطا ہوتی ہے جو اطاعت و بندگی میں آگے رہنے والے اللہ کے مقرب بندے ہوتے ہیں۔

سوال: توحید اسماء و صفات کی ضد کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کے اسماء وصفات اور آیات کا الحاد وانکار ہی اسکی ضد ہے۔اس کی تین قسمیں ہیں:

اول: ان مشرکوں کا الحاد جو اللہ تعالےٰ کے اسماء کی اصلی صفات سے ہٹ گئے ہیں اور ان اسماء سے اپنے بتوں کا نام رکھ چھوڑا ہے اور اس میں کمی وزیادتی کر دی۔لہذا الہ سے "الات" اور عزیز سے "العزیٰ" اور منان سے "منات" بنادیا ہے۔

دوسری قسم: ان لوگوں کا الحاد وانکار جو اللہ تعالےٰ کی صفات کی کیفیات بیان کرتے ہیں اور مخلوق کی صفات سے اللہ تعالےٰ کی تشبیہ دیتے ہیں۔ یہ لوگ مشرکوں کے الحاد کی ضد ہیں۔ان لوگوں نے مخلوق کو رب العالمین کے برابر کر دیا ہے اور ان لوگوں نے اللہ کو اجسام مخلوق کے رتبہ میں کر دیا ہے اور اس کی تشبیہ وتمثیل کرنا شروع کر دیا ہے۔

تیسری قسم: سرے سے انکار کرنے والوں کا الحاد۔ان کی بھی دو قسمیں ہیں پہلی قسم ان لوگوں کی ہے جو اللہ تعالیٰ کے اسماء کے الفاظ کا اثبات کرتے ہیں لیکن صفات کمال کا انکار کرتے ہیں۔لہذا وہ کہتے ہیں وہ رحمٰن ورحیم ہے بلا رحمت کے' وہ علیم ہے لیکن بغیر علم کے' وہ سمیع ہے بغیر سماعت کے' بصیر ہے بغیر بصارت کے' قدیر ہے بلا قدرت کے۔اسی طرح دیگر اسماء کا بھی یہی حال بیان کرتے ہیں۔ایک قسم ان لوگوں کی بھی ہے جو کلی طور پر اسماء اور اس کے مفہوم ومعنی ہی کی نفی کرتے ہیں اور اسے کچھ مانتے ہی نہیں۔یعنی اس کا کوئی نام ہے' نہ صفت۔سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ملحدوں' ظالموں کے اقوال واوصاف سے۔ بیشک آسمان اور زمین اور ان دونوں کے مابین جو کچھ ہے سب کا رب ہے۔اس کی عبادت کرو۔اس کی عبادت پر قائم رہو۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا [19:مریم:65]

''آسمان وزمین کا اور جو ان دونوں کے درمیان ہے سب کا پروردگار

ہے تو اسی کی عبادت کرو اور اسی کی عبادت پر ثابت قدم رہو۔ بھلا تم
کوئی اس کا ہم نام جانتے ہو؟''

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ [42:الشوریٰ:11]

''اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھتا اور سنتا ہے۔''

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا [20:طٰہٰ:110]

''جو کچھ اس کے آگے ہے اور جو کچھ اس کے پیچھے ہے وہ اس کو جانتا
ہے اور وہ اپنے علم سے اللہ (کے علم) پر احاطہ نہیں کر سکتے۔''

سوال: کیا توحید کی تمام انواع واقسام باہم لازم وملزوم ہیں؟

جواب: جی ہاں! توحید کی تمام انواع واقسام باہم اس طرح لازم وملزوم ہیں کہ اگر ان میں سے کسی ایک نوع میں شرک کرے گا وہ دوسری انواع کے سلسلے میں بھی مشرک ہوگا۔ اس کی مثال جیسے کسی غیر اللہ سے ایسی چیز مانگنا ہے جس پر وہ قادر نہ ہو اور جس پر صرف اللہ تعالےٰ قادر ہو جبکہ دعا وسوال عبادت ہے بلکہ عبادت کی اصل ہے۔ لہٰذا اس کو کسی غیر اللہ کی طرف پھیرنا یہ اللہ کی الوہیت میں شرک ہے۔ اسی طرح کسی غیر اللہ سے جلب منفعت' یا دفع مضرت کیلئے سوال کرنا یا کسی ضرورت کو مانگنا اس اعتقاد کے ساتھ کہ وہ اس کو پوری کرنے پر قادر ہے یہ ربوبیت میں شرک ہے۔ اس لئے کہ اس میں سائل کا یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ غیر اللہ بھی اللہ کے ساتھ صاحب تصرف ہے اور اس کی ملکیت میں غیر اللہ کا بھی دخل ہے۔ پھر اس میں غیر اللہ سے یہ دعا اسی وقت کی ہوگی جب اسے اس کا اعتقاد ہوگا کہ وہ دور وقریب ہر جگہ سے سنتا ہے اور ہر وقت ہر جگہ سے سنتا ہے۔ اور یہ لوگ اس کی صراحت بھی کرتے ہیں یہ اسماء وصفات میں شرک ہے۔ اس لئے اس سے غیر اللہ کیلئے سمع مطلق ومحیط کا اثبات کیا جاتا ہے۔ جس میں دور قریب کی کوئی چیز اس سے محجوب ومخفی نہیں رہتی۔ لہٰذا الوہیت کا یہ شرک ربوبیت واسماء وصفات میں شرک کا ضامن ہے۔

سوال: فرشتوں پر ایمان لانے کی کتاب وسنت سے کیا دلیل ہے؟

جواب: قرآن مجید میں اس کے دلائل بہت ہیں۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْمَلٰٓئِکَةُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ [42:الشوریٰ:5]

''اور فرشتے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور جو لوگ زمین میں ہیں ان کیلئے معافی مانگتے رہتے ہیں۔''

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ یُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ یَسْجُدُوْنَ [7:الاعراف:206]

''جو لوگ تمہارے پروردگار کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے گردن کشی نہیں کرتے اور اس پاک ذات کو یاد کرتے اور اس کے آگے سجدے کرتے رہتے ہیں۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِکَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِیْلَ وَ مِیْکَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ [2:البقرة:98]

''جو شخص اللہ کا اور اس کے فرشتوں اور اس کے پیغمبروں کا اور جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہو تو ایسے کافروں کا اللہ دشمن ہے۔''

سنت کے دلائل بھی گزر چکے ہیں' خاص طور پر (حدیث جبرائیل) میں صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَهُمْ مِنَ النُّوْرِ

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان (فرشتوں) کو نور سے پیدا کیا ہے۔''

سوال: فرشتوں پر ایمان لانے کے معنی کیا ہیں؟

جواب: فرشتوں کے وجود کا اقرار واعتقاد اور یہ کہ وہ اللہ کی مخلوق میں سے ہیں اللہ تعالیٰ کے پروردہ اور اس کے تابع ہیں:

عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ [21 الانبياء:26-27]

''وہ اس کے عزت والے بندے ہیں' اس کے آگے بڑھ کر بول نہیں سکتے اور وہ اس کے حکم پر عمل کرنے والے ہیں۔''

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ [66:التحريم:6]

جو ارشاد اللہ ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اس کو بجالاتے ہیں۔

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ [21:الانبياء:19-20]

''وہ اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہی اور نہ اکتاتے ہیں رات دن (اس کی) تسبیح کرتے رہتے ہیں (نہ تھکتے ہیں) نہ اکتاتے ہیں۔''

سوال: فرشتوں کی بعض انواع کا باعتبار عمل وذمہ داری تذکرہ کیجئے۔

جواب: عمل اور ذمہ داری کے اعتبار سے انکی بہت سی قسمیں ہیں۔ ان میں سے بعض تو رسولوں کے پاس وحی لانے کے کام پر معمور ہیں اور وہ ہیں حضرت روح الامین جبرائیل علیہ السلام' ان میں سے بعض بارش پر معمور ہیں اور وہ ہیں ''میکائیل'' علیہ السلام بعض صور پھونکنے پر معمور ہیں وہ ہیں حضرت ''اسرافیل'' علیہ السلام اور بعض روح قبض کرنے پر معمور ہیں وہ ہیں ''ملک الموت'' اور ان کے مددگار فرشتے اور بعض تو بندوں کے اعمال کا حساب وکتاب کرتے ہیں وہ ہیں ''کراما کاتبین'' اور کچھ تو بندوں کی حفاظت پر معمور ہیں جو ان کے آگے پیچھے دیکھتے رہتے ہیں ان کو ''معقبات'' کہا جاتا ہے۔ اور بعض جنت اور اس کی نعمتوں پر معمور ہیں وہ ''رضوان'' کے نام سے جانے

جاتے ہیں اوران کے ساتھ کچھ اور فرشتے بھی ہوتے ہیں اور کچھ جہنم اور اس کے عذاب پر معمور ہیں وہ ''مالک'' کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ان کے ساتھ داروغہ وغیرہ کی ایک جماعت ہے جن کے انیس (۱۹) سردار ہیں۔اس طرح بعض فرشتے قبر کے عذاب پر معمور ہیں جو'' منکر نکیر'' کے نام سے جانے جاتے ہیں بعض عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔بعض (المقربون) کے نام سے جانے جاتے ہیں بعض ماؤں کے رحم میں نطفے کی پرورش اور آدمی کی تخلیق اور اس کی تقدیر لکھنے پر معمور ہیں۔بعض فرشتے بیت معمور میں داخل ہوتے ہیں' اس میں روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ایک مرتبہ داخل ہونے والے فرشتے دوبارہ داخل نہیں ہوتے۔پھر بعض فرشتے گشت کرتے رہتے ہیں اور ذکر واذکار کی مجلسوں میں جاتے ہیں' بعض صف باندھے کھڑے عبادت کررہے ہیں جو کسی حال میں سست نہیں پڑتے' بعض رکوع وسجود میں پڑے ہوئے ہیں وہ کبھی سر نہیں اٹھاتے۔اس کے علاوہ بھی بہت فرشتے ہیں جن کا علم ہمیں نہیں ہے۔

وَ مَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ وَ مَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ [74:المدثر:31]

''اور تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور یہ تو بنی آدم کیلئے نصیحت ہے۔''

سوال: کتابوں پر ایمان لانے کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اس کے دلائل بہت سارے ہیں۔مثلاً اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ [4:النساء:136]

''مومنو! اللہ پر اس کے رسول پر اور جو کتاب اس نے اپنے پیغمبر (آخر الزمان) پر نازل کی ہے اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی ہیں سب پر ایمان لاؤ۔''

ایک اور جگہ پر ارشاد ہے:

قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَا اُنْزِلَ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَا اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَمَا اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ [2:البقرۃ:136]

"(مسلمانو!) کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو (کتاب) ہم پر اتری اس پر جو (صحیفے) ابراہیم واسماعیل اور اسحاق اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو (کتابیں) موسیٰ وعیسیٰ کو عطا ہوئیں ان پر اور جو اور پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملیں ان پر (سب پر ایمان لائے) ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے۔"

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

وَ قُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ [42:الشوریٰ:15]

"اور کہہ دو! کہ جو کتاب اللہ نے نازل فرمائی ہے میں اس پر ایمان رکھتا ہوں۔"

سوال: کیا قرآن مجید میں تمام آسمانی کتابوں کا نام آ گیا ہے۔

جواب: قرآن مجید میں جن کتابوں کا تذکرہ آیا ہے وہ ہیں تورات، انجیل، زبور، صحف ابراہیم، وموسیٰ اور باقی کا تذکرہ اجمالی طور پر کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰةَ وَ الْاِنْجِيْلَ مِنْ قَبْلُ [3:آل عمران:2-4]

"اللہ (جو معبود برحق ہے) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ اس نے (اے محمد ﷺ) تم پر سچی کتاب

نازل کی جو پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اسی نے تورات وانجیل نازل کی۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا [4:النساء:163]

''اور داؤد کو ہم نے زبور بھی عنایت کی تھی۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰیo وَ اِبْرَاھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی[53:النجم:36-37]

''کیا جو باتیں موسیٰ کے صحیفہ میں ہیں ان کی اسکو خبر نہیں پہنچی اور ابراہیم کی جنہوں نے (حق طاعت ورسالت) کو پورا کیا۔''

مزید ارشاد ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنَاتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَھُمُ الْکِتَابَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ [57:الحدید:25]

''ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔''

لہٰذا جن کتابوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے وضاحت اور تفصیل سے کیا ہے تفصیلی طور پر ان پر ایمان لانا واجب ہے اور جن کا تذکرہ اجمالا کیا ہے اجمالا ہی ان پر ایمان لانا واجب ہے اور اس سلسلہ میں ہم وہی کہیں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔

وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنْ کِتَابٍ [42:الشوریٰ:15]

''اور کہہ دو! جو کتاب اللہ نے نازل فرمائی ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔''

سوال: اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟

جواب: صدق دل سے اس بات کی تصدیق کرنا کہ یہ تمام آسمانی کتابیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں۔ ان کتابوں کی عبارت کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے حقیقی معنی میں کلام فرمایا ہے اور پردہ کے پیچھے سے (اللہ تعالےٰ سے سنی گئی ہے بغیر کسی ملکوتی پیغمبر کے) اور بعض کو ملکوتی پیغمبر نے انسانی پیغمبر کو پہنچایا ہے۔ بعض کو تو اللہ تعالےٰ نے خود اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ [42:الشوریٰ :51]

''اور کسی آدمی کیلئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے مگر الہام (کے ذریعے سے) یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیج دے تو وہ اللہ کے حکم سے جو چاہے القاء کرے۔''

اور ایک جگہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

اِنِّيْ اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَ بِكَلَامِيْ [7:الاعراف:144]

''میں نے تم کو اپنے پیغام اور اپنے کلام سے لوگوں سے ممتاز کیا ہے۔''

نیز فرمایا:

وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا [4:النساء:164]

''اور موسیٰ سے تو اللہ نے باتیں بھی کیں۔''

اور تورات کے سلسلہ میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ [7:الاعراف:145]

''اور ہم نے (تورات کی) تختیوں میں سے ان کیلئے ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی۔''

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق فرمایا:

وَ اٰتَیْنٰہُ الْاِنْجِیْلَ [5:المائدہ:46] اوران کوانجیل عنایت کی۔

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

وَ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا [4:النساء:163]

''اور داؤد کو ہم نے زبور بھی عطا کی تھی۔''

اور قرآن کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْھَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْکَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ یَشْھَدُوْنَ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا [4:النساء:166]

''لیکن اللہ نے جو (کتاب) تم پر نازل کی ہے اس کی نسبت اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے اپنے علم سے نازل کی اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور گواہ تو اللہ ہی کافی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰہُ لِتَقْرَاَہٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکْثٍ وَّ نَزَّلْنٰہُ تَنْزِیْلًا

[17:الاسراء:106]

''اور ہم نے قرآن کو جزو جزو کر کے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اتارا ہے۔''

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ○ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ○ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ○

[26:الشعراء:192-195]

''اور (قرآن اللہ) پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے۔ اس کو امانتدار فرشتہ لیکر اترا ہے (یعنی اس نے) تمہارے دل پر (القاء) کیا ہے تاکہ (لوگوں کو) نصیحت کرتے رہو (اور القاء بھی) فصیح عربی زبان میں کیا ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالذِّکْرِ لَمَّا جَآءَ هُمْ وَ اِنَّهٗ لَكِتَابٌ عَزِیْزٌO لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ [41:فصلت:41-42]

''جن لوگوں نے نصیحت کو نہ مانا جب وہ کتاب ان کے پاس آئی اور یہ تو ایک عالی رتبہ کتاب ہے۔ اس پر جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے سے (اور) دانا (خوبیوں والے) کی اتاری ہوئی ہے۔''

سوال: اگلی کتابوں میں سے قرآن مجید کا رتبہ اور مقام کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَیْمِنًا عَلَیْهِ [5:المائدۃ:48]

''اور (اے پیغمبر!) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان (سب) پر شامل ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ یُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ تَفْصِیْلَ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ [10:یونس:37]

اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اپنی طرف سے بنا لائے۔ ہاں (یہ اللہ کا کلام ہے) جو (کتابیں) اس سے پہلے (کی) ہے ان کی تصدیق کرتا ہے اور انہی کتابوں کی (اس میں) تفصیل ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں (کہ) رب العالمین کی طرف سے (نازل ہوا) ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

مَا كَانَ حَدِيثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيلَ كُلِّ شَىْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ [12:یوسف:111]

''یہ (قرآن) ایسی بات نہیں ہے جو (اپنے دل) سے بنائی گئی ہو بلکہ جو (کتابیں) اس سے پہلے (نازل ہوئیں) ہیں ان کی تصدیق کرنے والا اور ہر چیز کی تفصیل کرنے والا اور مومنوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے۔''

اہل تفسیر کا کہنا ہے کہ تمام کتابوں پر محیط' سب کی امین اور اس سے سابقہ کتابوں پر گواہ ہے اور سب کی تصدیق کرنے والی ہے۔ یعنی ان کتابوں میں جو صحیح باتیں موجود ہیں۔ ان کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان میں واقع تحریف وتبدیل کا انکار کرنے والی ہے۔ اور اس پر خط تنسیخ پھیرنے والی ہے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ O وَ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْا اٰمَنَّا بِهٖ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَا اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ [28:القصص:52-53]

''جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور جب (قرآن) ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے بیشک ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے اور ہم تو اس سے پہلے کے حکم بردار ہیں۔''

سوال: قرآن شریف کے سلسلہ میں امت پر کن چیزوں کا التزام ضروری ہے؟

جواب: ظاہر و باطن میں اس کی اتباع' اس کو مضبوطی سے تھامے رہنا' اس کا حق ادا کرنا وغیرہ۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا [6:الانعام:155]

''اور (اے کفر کرنے والو) یہ کتاب بھی ہم نے اتاری ہے (جو کہ)

برکت والی ہے اور تم اس کی پیروی کرو اور (اللہ سے) ڈرو۔"

اور ایک جگہ فرمایا:

اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اُوْلِیَآءَ

[7: الاعراف: 3]

"(لوگو!) جو کتاب تم پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نازل ہوئی ہے اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو۔"

ایک اور جگہ پر فرمایا:

وَالَّذِیْنَ یُمَسِّکُوْنَ بِالْکِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ط اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ [7: الاعراف: 170]

"اور جو لوگ کتاب کو مضبوط پکڑے ہوئے ہیں اور نماز کا التزام رکھتے ہیں (ان کو ہم اجر دیں گے) کہ ہم نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔"

اس سلسلہ میں وصیت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَخُذُوْا بِکِتٰبِ اللّٰہِ وَ اسْتَمْسِکُوْا بِہٖ ①

"کتاب اللہ کو پکڑو اور اس سے چمٹے رہو۔"

ایک اور مرفوع حدیث ہے:

اِنَّھَا سَتَکُوْنُ فِتْنَۃٌ، قُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: کِتٰبُ اللّٰہِ ②

"بیشک عنقریب فتنے ظاہر ہوں گے۔ میں نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کہا، یا رسول اللہ ﷺ اس سے بچنے کی کیا صورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کتاب اللہ۔"

سوال: کتاب کو مضبوطی سے پکڑنے اور اس کا حق ادا کرنے کا مطلب کیا ہے؟

① ((مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب فی فضائل علیؓ، رقم: 6225))

② ((ترمذی: ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل القرآن، رقم: 2906))

جواب: اس کو یاد کرنا' اس کی تلاوت کرنا' رات دن اس پر عمل کرنا' اس کی آیتوں پر غور و تدبر کرنا' اس کی حلال کردہ چیزوں کو حلال سمجھنا' اس کی حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھنا اس کے احکامات کی پابندی کرنا' اس کی منہیات سے باز رہنا' اس کے امثال سے عبرت پکڑنا' اس کے قصوں سے نصیحت حاصل کرنا' اس کے محکمات پر عمل کرنا' اس کے متشابہات کو تسلیم کرنا' اس کی قائم کردہ حدود سے آگے تجاوز نہ کرنا' غلو پسندوں کی تحریف و باطل پرستوں کے جھوٹ سے اس کی حفاظت کرنا' ہر معنی میں اس کی خیر خواہی کرنا اور علی وجہ البصیرۃ اس کی طرف دعوت دینا۔

سوال: خلق قرآن کے قائلین کا کیا حکم ہے؟

جواب: حقیقت کے اعتبار سے قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے' اللہ تعالیٰ نے اس سے قولی طور پر گفتگو کی ہے۔ بطور وحی اپنے نبی ﷺ پر نازل کیا ہے۔ مومنین اس پر ایمان لائے ہیں۔ اگرچہ وہ ہاتھ سے لکھا ہوا ہے۔ زبان سے اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ دل میں اس کو محفوظ کیا جاتا ہے۔ کانوں سے سنا جاتا ہے۔ آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ انگلیاں' سیاہی' قلم' کاغذ سب مخلوق ہیں لیکن ان چیزوں سے جو چیز لکھی ہوئی ہے وہ غیر مخلوق ہے۔ دل اور سینے مخلوق لیکن وہاں محفوظ ہونے والی چیز غیر مخلوق ہے۔ کان مخلوق ہیں' سنی جانے والی چیز غیر مخلوق۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌO فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ [56:الواقعۃ:77-78]

''یہ بڑے رتبے کا قرآن ہے (جو) کتابِ محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَ مَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ [29:العنکبوت:49]

''بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے' ان کے سینوں میں

محفوظ ہیں اور ہماری آیتوں سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو بے انصاف ہیں۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَاتْلُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهِ

[18:الکھف:27]

"اور اپنے پروردگار کی کتاب کو جو تمہارے پاس بھیجی جاتی ہے پڑھتے رہا کرو۔اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔"

مزید ارشاد ہے:

وَ إِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللهِ [9:التوبۃ:6]

"اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ کلام سننے لگیں۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَدِيْمُوْا النَّظَرَ فِي الْمُصْحَفِ ① قرآن کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔

اس سلسلہ کی نصوص بہت زیادہ ہیں لہذا جو شخص بھی قرآن یا قرآن کے کسی حصہ کو مخلوق کہے گا وہ کافر ہے بلکہ کفر اکبر کا مرتکب ہے۔اس سے وہ کلی طور پر دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔اس لئے کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے۔اللہ کی صفت ہے اور جو شخص اس کی صفات کو مخلوق کہے گا وہ کافر و مرتد ہے۔دوبارہ اسے اسلام کی طرف لوٹنے کی دعوت دی جائے گی۔اگر لوٹ آئے تو ٹھیک ہے ورنہ کفر کی حالت میں اسے قتل کر دیا جائے گا۔اس کیلئے مسلمانوں کے احکامات جاری نہ ہوں گے۔

سوال: کیا کلام کی صفت ذاتی صفت ہے یا فعلی؟

جواب: صفت کلام کا اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعلق ہونے اور اللہ تعالیٰ کا اس

① ((اخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد، باب القراة في المصحف))

سے متصف ہونے کی وجہ سے اس کی ذاتی صفت ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا علم وغیرہ۔ بلکہ قرآن مجید خود اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔ اپنے علم سے نازل فرمایا ہے اور اپنے ارادے مشیت سے اللہ تعالیٰ کا کلام کرنے کے اعتبار سے وہ صفت فعلی ہے۔

جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یُّوْحِیَ بِالْاَمْرِ تَکَلَّمَ بِالْوَحْیِ ①

''جب اللہ تعالیٰ حکم بھیجنا چاہتا ہے تو وحی کے ذریعے بات کرتا ہے۔''

اسی وجہ سے سلف صالحین نے صفت کلام کو بیک وقت صفت ذات اور صفت فعل دونوں کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیش کلام سے متصف ہے۔ یعنی ازل سے ابد تک کیلئے اس سے بات کرنا اور گفتگو کرنا اس کے اپنے ارادہ ومشیت سے ہوتا ہے۔ جب چاہتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے اس سے بات کرتا ہے اور جیسے چاہتا ہے سنتا ہے۔ اس کا کلام اس کی صفت ہے۔ اس کی کوئی غایت وانتہا نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا [18:الكهف:109]

''کہہ دو! کہ اگر سمندر میرے پروردگار کی باتوں کے (لکھنے کیلئے) سیاہی ہوں تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں سمندر ختم ہو جائیں اگر چہ ویسا ہی اور (سمندر) اس کی مدد کو لائیں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ لَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ [31:لقمان:27]

''اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم ہوں اور سمندر کا (تمام پانی) سیاہی ہو (اور) اس کے بعد سات سمندر اور

① ((اخرجه البيهقي في الاسماء والصفات(326/1)))

(سیاہی ہو جائیں) تو اللہ کی باتیں (یعنی اسکی صفتیں) ختم نہ ہوں۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ [6:الانعام:115]

"اور تمہارے رب کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ سنتا اور جانتا ہے۔"

سوال: جو لوگ واقفہ کے نام سے مشہور ہیں یہ کون لوگ ہیں؟

جواب: واقفہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کے سلسلہ میں کہتے ہیں کہ ہم یہ نہیں کہیں گے کہ وہ اللہ کا کلام ہے اور نہ ہی اسے مخلوق کہیں گے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان میں سے جو علم کلام سے واقف ہوگا وہ جہمی ہوگا اور جو علم کلام سے ناواقف ہوگا وہ نرا جاہل ہوگا۔ اس پر بیان و برہان سے حجت قائم کی جائے گی۔ اگر وہ توبہ کر لیتا ہے اور اس بات پر ایمان لے آتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے ورنہ بصورت دیگر وہ جہمیہ سے بھی بدتر ہے۔

سوال: اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا کہنا ہے جو کہتا ہے کہ قرآن پڑھتے وقت میرے الفاظ مخلوق ہیں؟

جواب: اس طرح کی عبارت کا اطلاق نفی و اثبات دونوں اعتبار سے جائز نہیں۔ اس لئے کہ لفظ مشتمل ہے (تلفظ) جو قرآن مجید میں ہے لہذا جب قول کا اطلاق اس کے مخلوق ہونے پر ہوگا تو اس کا دوسرا معنی مراد ہوگا اور یہ قول جہمیہ کے قول سے جا کر مل جائے گا اور اگر مخلوق کہا جائے گا تو پہلے معنی پر شامل ہوگا جو بندہ کا عمل ہے۔ یہ فرقہ اتحادیہ کی بدعت ہے۔ اسی لئے اسلاف صالحین نے فرمایا جو شخص کہے گا کہ قرآن پڑھنے میں میرے تلفظ مخلوق وہ جہمی ہے۔ اور جو کہے گا وہ غیر مخلوق ہے وہ بدعتی ہے۔

سوال: رسولوں پر ایمان لانے کی دلیل کیا ہے؟

جواب: کتاب وسنت میں اس کے دلائل بیشمار ہیں۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ O اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا O وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ [4:النساء 150-152]

''جولوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ایمان اور کفر کے بیچ میں ایک راہ نکالنی چاہتے ہیں وہ بلا اشتباہ کافر ہیں اور کافروں کیلئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ اللہ اور اسکے پیغمبروں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی میں فرق نہ کیا یعنی سب کو مانا اور ایسے لوگوں کو وہ عنقریب ان کی نیکیوں کے صلہ میں (بہت اجر) عطا فرمائے گا۔''

ارشاد نبوی ہے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ بِرُسُلِهٖ ① ''میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔''

سوال: ایمان بالرسل کے معنی کیا ہیں؟

جواب: صدق دل سے اس بات کا اقرار کہ اللہ تعالےٰ نے ہر امت میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا ہے تاکہ انہیں صرف اللہ تعالےٰ کی عبادت کیلئے بلائے اور معبودان باطل کی تکفیر کرے۔ اور یہ کہ انبیاء تمام کے تمام سچے اور تصدیق شدہ تھے۔

---

① ((بخاری: کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات هل يصلی عليه، رقم :1354 ۰۰۰ ابو داؤد: كتاب الملاحم، باب خبر ابن الصياد، رقم :4329 ۰۰۰ مسند احمد: عن عبدالله ابن مسعود رضی الله عنه (396/1)، رقم :3752))

نیکوکار، رشد و ہدایت والے، کریم، نیک، متقی، امین وھادی تھے۔ ظاہری دلائل اور روشن نشانیوں کے ذریعے اپنے رب کی طرف سے تصدیق شدہ تھے اور یہ کہ انہوں نے ہراس چیز کو اپنی قوم تک پہنچادیا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھیجا تھا۔ اس میں سے نہ کچھ چھپایا اور نہ اس میں تبدیلی کی اور نہ ہی اپنی طرف سے ایک حرف کا اضافہ کیا اور نہ ہی کمی کی۔

فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ [النحل:16:35]

''تو پیغمبروں کے ذمے (اللہ کے احکام کو) کھول کر پہنچادینے کے سوااور کچھ نہیں۔''

وہ تمام کے تمام حق پر تھے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے اور محمد ﷺ کو بھی اپنا خلیل بنایا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بات کی، حضرت ادریس علیہ السلام کو بلند مقام تک پہنچایا اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہے جسے اس نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا اور وہ اس کی طرف سے روح ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض پر فضیلت دی اور بعض کے درجہ کو بلند فرمایا۔

سوال: کیا تمام انبیاء ورسل کی دعوت ایک تھی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اصول بھی ایک تھے؟

جواب: تمام انبیاء ورسل کی دعوت، عبادت کی بنیاد جس اصول پر ہے وہ ہے ''توحید''۔ یعنی تمام اقسام عبادت میں قول وعمل ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور دیگر تمام معبودان باطل کی تکفیر کرنا اور جہاں تک فرض عبادتوں کا تعلق ہے تو ان پر نماز روزہ وغیرہ فرض کیے گئے تھے جو دوسروں پر نہیں کیئے گئے تھے اور ان پر کچھ ایسی چیزیں حرام کردی گئی تھیں جو دوسروں کیلئے حلال تھیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور آزمائش کے تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً [11:ھود:7]

"(مقصد یہ ہے کہ) تم کو آزمائے کہ تم میں عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔"

سوال: مذکورہ عبارتوں میں انبیاء کرام کی دعوت کے ایک ہونے کی دلیل کیا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں اس کے دلائل دو قسموں کے ہیں ایک مجمل اور دوسرا مفصل۔ مجمل دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلاً اَنِ اعْبُدُوْا اللہَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ [16:النحل:36]

"اور ہم نے ہر جماعت میں ایک پیغمبر بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور بتوں (کی پرستش) سے اجتناب کرو۔"

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ [21:الانبیاء:25]

"اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو۔"

مزید ارشاد فرمایا:

وَ سْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَامِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِھَۃً یُّعْبَدُوْنَ [43:الزخرف:45]

اور (اے محمد ﷺ!) جو اپنے پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ہیں ان سے دریافت کرلو کیا ہم نے (اللہ) رحمٰن کے سوا اور معبود بنائے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے؟"

مفصل دلائل: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوْا اللہَ مَا لَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ [23:المومنون:23]

''اور ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا' تو انہوں نے ان سے کہا' کہ اے قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔''

مزید ارشاد ہے:

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُہٗ' [7الاعراف:73]

''اور قوم ثمود علیہ السلام کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو بھیجا (تو صالح علیہ السلام نے) کہا کہ اے قوم اللہ ہی کی عبادت کرو' اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔''

مزید ارشاد ہے:

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُہٗ' [11ھود:50]

''اور اسی طرح قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو بھیجا' انہوں نے کہا کہ بھائیو! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُہٗ' [7:الاعراف:85]

'' اور مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا (تو) انہوں نے کہا اے قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔''

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖۤ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ O اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ [43:الزخرف:26-27]

''اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں

سے کہا کہ جن چیزوں کو تم پوجتے ہو میں ان سے بیزار ہوں' ہاں! جس نے مجھ کو پیدا کیا۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

اِنَّمَآ اِلٰھُکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط وَسِعَ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا

[20:طٰہٰ:98]

''تمہارا معبود اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔''

وَ قَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبَّکُمْ اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَ مَاْوٰہُ النَّارُ

[5:المائدۃ:72]

''حالانکہ مسیح (یہود سے) یہ کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو' جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی (اور جان رکھو کہ) جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا اللہ اس پر بہشت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔''

قُلْ اِنَّمَا اَنَا مُنْذِرٌ وَّ مَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ [38:ص:65]

''کہہ دو! کہ میں صرف ہدایت کرنے والا ہوں اور اللہ یکتا اور غالب کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

سوال: حلال و حرام جیسی فروعات میں ان کی شریعتوں کے مابین اختلاف کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لِکُلٍّ جَعَلْنَا مِنْکُمْ شِرْعَۃً وَّ مِنْھَاجًا ط وَ لَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّ لٰکِنْ لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْمَآ اٰتٰکُمْ

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ [5:المائدة:48]

''ہم نے تم میں سے ہر ایک (فرقے) کے لئے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی شریعت پر کر دیتا مگر جو حکم اس نے تم کو دیئے ہیں ان میں وہ تمہاری آزمائش کرنا چاہتا ہے' سو نیک کاموں میں جلدی کرو۔''

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

شرعة و منهاجا کا مطلب ہے راستہ اور سنت۔ اسی طرح کا قول مجاہد' عکرمہ' حضرت حسن بصری' حضرت قتادہ' ضحاک اسدی اور ابو اسحاق السبیعی وغیرہ سے منقول ہے۔ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں:

اَلْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَ دِيْنُهُمْ وَاحِدٌ ①

''ہم انبیاء علیہم السلام آپس میں علاتی بھائی ہیں' ہمارا دین ایک ہے۔''

اس سے مراد توحید ہے جس کو دے کر اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کو بھیجا ہے۔ اور اس کی ہر نازل کردہ کتاب میں اسکا تذکرہ ہے۔

اس کے علاوہ انکی شریعتیں' اوامر و نواہی اور حرام و حلال سے متعلق مختلف تھیں۔

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً [11:هود:7]

''وہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے؟''

سوال: کیا اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کا تذکرہ قرآن میں کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے جتنے رسولوں اور نبیوں کا تذکرہ قرآن میں کیا ہے وہ ہماری عبرت و نصیحت کیلئے کافی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ رُسُلاً قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلاً لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ [4:النساء:164]

① ((بخاری: کتاب الانبیاء، باب قول الله ﷻ والذكر فى الكتاب مريم، رقم: 3443 ... مسلم: كتاب الفضائل، باب فضائل عيسىٰ عليه السلام، رقم: 6130-6131 ... ابو داؤد: كتاب السنه، باب فى التخيير بين الانبياء عليهم السلام، رقم: 4675))

"اور بہت سے پیغمبر ہیں جن کے حالات ہم تم سے پیشتر بیان کر چکے ہیں اور بہت سے پیغمبر ہیں جن کے حالات تم سے بیان نہیں کئے ہیں۔"

لہٰذا جہاں تفصیل ہے وہاں تفصیلی طور پر سب پر ایمان لائیں گے اور جہاں اجمال ہے وہاں اجمالی طور پر سب پر ایمان لائیں گے۔

سوال: قرآن مجید میں ان میں سے کتنوں کے نام گنوائے گئے ہیں؟

جواب: جن انبیاء کا تذکرہ قرآن مجید میں آیا ہے وہ ہیں حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام وابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام اسحاق ویعقوب ویوسف علیہم السلام حضرت یحیٰ علیہ السلام والیسع، ذوالکفل، حضرت داؤد وسلیمان وایوب (اسباط کا مجملہ تذکرہ کیا) حضرت عیسیٰ وسیدنا ونبینا وحبیبنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: ان میں سے اولوالعزم انبیاء کون کونسے ہیں؟

جواب: یہ پانچ ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے الگ الگ طور پر انہیں قرآن مجید کے اندر دو جگہوں میں بیان کیا ہے۔ پہلی جگہ سورۃ الاحزاب میں ارشاد باری تعالےٰ ہے:

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ [33:الاحزاب:7]

"اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نوح علیہ السلام سے اور ابراہیم علیہ السلام سے اور موسیٰ علیہ السلام سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام سے۔"

دوسری جگہ سورۃ الشوریٰ میں:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ [42:الشوریٰ:13]

"اس نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر کیا (جس کے اختیار

کرنے) کا نوح علیہ السلام کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم وموسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو حکم دیا تھا وہ یہ کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔"

سوال: پہلا رسول کون ہے؟

جواب: اختلاف کے بعد سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّآ اَوۡحَيۡنَآ اِلَيۡكَ كَمَآ اَوۡحَيۡنَآ اِلٰى نُوۡحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ [4:النساء :163]

"(اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی جس طرح نوح علیہ السلام اور ان سے پچھلے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔"

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ وَّ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ [40:غافر:5]

"ان سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم اور ان کے بعد اور امتوں نے بھی (پیغمبروں کی) تکذیب کی۔"

سوال: اختلاف کب واقع ہوا؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

كَانَ نُوۡحُ وَّ آدَمُ عَشَرَةُ قُرُوۡنٍ كُلُّهُمۡ عَلٰى شَرِيۡعَةٍ مِّنَ الۡحَقِّ فَاخۡتَلَفُوۡا ﴿فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيۡنَ وَ مُنۡذِرِيۡنَ﴾ [2:البقرة:213]

"(حضرت) نوح اور آدم (علیہما السلام) کے درمیان کی مدت دس (10) صدیاں تھیں (اس وقت) تمام قومیں شریعت الٰہی پر قائم تھیں لیکن جب انہوں نے آپس میں اختلاف کیا' تو اللہ تعالےٰ نے ان کی طرف بشارت دینے والے اور (عذاب سے) ڈرانے والے پیغمبر بھیجے۔"

سوال: خاتم النبیین کون ہیں؟

جواب: خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

سوال: اس کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ [33:الاحزاب:40]

''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور خاتم النبیین ہیں۔''

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ بَعْدِیْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ①

''عنقریب میرے بعد تیں کذاب پیدا ہوں گے' سب کے سب نبی ہونے کا دعوی کریں گے' حالانکہ میں خاتم النبین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔''

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَكُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ②

''کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تم میرے لئے موسیٰ کے بھائی ہارون

---

① ((ابوداؤد: کتاب الفتن، باب ذکر الفتن و دلائلھا، رقم :4252، و کتاب الملاحم، باب خبر ابن الصیاد، رقم :4334، ۰۰۰ ترمذی: کتاب الفتن، باب لاتقوم الساعة حتی یخرج کذابون، رقم :2219))

② ((بخاری: کتاب المغازی، باب غزوہ تبوک و ھی غزوہ العسرة، رقم :4416 ۰۰۰ مسلم : کتاب فضائل الصحابة رضوان اللہ علیم اجمعین، باب من فضائل علی ابن طالبؓ، رقم :6218 ۰۰۰ ترمذی: ابواب المناقب باب حدیث غریب انا دارالحکمة و علی بابھا، رقم :3724 ۰۰۰ ابن ماجه: کتاب السنه فضل علیؓ ، رقم :115))

کے درجے میں ہو' سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔"

دجال والی حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ①

"اور میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔"

سوال: ہمارے نبی ﷺ کو دیگر انبیاء کے مقابلے میں کن کن خصائص اور امتیازات سے نوازا گیا ہے؟

جواب: آپ ﷺ کو بے شمار خصائص و امتیازات سے نوازا گیا مثلاً آپ خاتم النبیین ہیں اور اولاد آدم کے سردار ہیں جیسے کہ ارشاد باری تعالےٰ ہے:

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ م مِنْهُمْ مَنْ کَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ [2:البقرة:253]

"یہ پیغمبر جو (ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہتے ہیں) ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض ایسے ہیں جن سے اللہ نے گفتگو فرمائی اور بعض کے دوسرے امور میں مرتبے بلند کیے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَ لَا فَخْرَ ②

"میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں اور اس میں کوئی فخر کی بات نہیں۔"

انہی خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو تمام جن و انس کے لئے مبعوث فرمایا' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا [7:الاعراف:158]

"(اے محمد ﷺ) کہہ دو کہ لوگو میں تم سب کیطرف اللہ کا بھیجا ہوا

① ((ابوداؤد: کتاب الفتن، باب ذکر الفتن و دلائلها، رقم :4252 ۔ ۔ ۔ ترمذی: کتاب الفتن، باب لاتقوم الساعة حتی یخرج الکذابون، رقم:2219))

② ((ابن ماجه: کتاب الزهد، باب ذکر الشفاعة، رقم :4308۔ ۔ ۔ ابوداؤد: کتاب السنه، باب فی التخییر بین الانبیاء، رقم :))

(یعنی اس کا رسول) ہوں۔"

وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا [34:سبا:28]

آپ ﷺ نے فرمایا:

اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطُهُوْرًا فَاَیُّمَا رُجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْیُصَلِّ وَ اُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَنَائِمُ وَ لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ وَ کَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَ بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً ①

پانچ چیزیں مجھ کو ایسی دی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ (1) ایک مہینہ کی مسافت تک (دشمنوں پر) میرا رعب چھایا رہتا ہے۔ (2) تمام زمین کو میرے واسطے سجدہ کرنے کی جگہ اور پاک کرنے والی چیز بنا دیا گیا ہے۔ اس لئے میری امت کے جس شخص کو (جہاں کہیں) نماز کا وقت مل جائے (وہیں) نماز پڑھ لے۔ (3) میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا ہے۔ (4) مجھ کو شفاعت کا حق ملا ہے۔ (5) مجھ سے پہلے ہر نبی صرف اپنی قوم کیلئے بھیجا جاتا تھا لیکن مجھ کو تمام لوگوں کیلئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

مزید ارشاد گرامی ہے:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَ لَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ (وَلَمْ) یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ

---

① ((بخاری: کتاب التیمم، باب قوله فلم تجدوا ماء، رقم :335، و کتاب الصلوة، باب قول النبی ﷺ جعلت لی الارض مسجدا و طهورا، رقم :438 ۔۔۔ مسلم: کتاب المساجد، باب المساجد و مواضع الصلوة، رقم :1163 ۔۔۔ ترمذی: کتاب السیر، باب ماجاء فی الغنیمة، رقم :1553 ۔۔۔ نسائی: کتاب الغسل و التیمم، باب التیمم بالصعید، رقم :432))

اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ ①

''اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے' جو یہودی اور نصرانی میری بعثت کی خبر پانے کے باوجود جو میں پیغام لایا ہوں اس پر ایمان لائے بغیر مرجائے گا تو وہ یقیناً جہنمی ہوگا۔''

ان کے علاوہ بھی آپ ﷺ کے بہت سے خصائص ہیں' جن کے بارے میں صریح نصوص موجود ہیں۔

سوال: انبیاء کرام کے معجزات کیا ہیں؟

جواب: معجزات سے مراد وہ خارق عادت چیزیں ہیں جن میں چیلنج بھی شامل ہو اور تعارض سے محفوظ ہوں' معجزات یا تو حسی ہوتے ہیں جنہیں آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے اور کانوں سے سنا جا سکتا ہے جیسے چٹان سے اونٹنی کا نکلنا' لاٹھی کا سانپ بن جانا' جمادات کا کلام کرنا وغیرہ وغیرہ یا پھر معنوی ہوتے ہیں جنہیں بصیرت سے ہی معلوم کیا جاتا ہے جیسے قران مجید کا معجزہ۔ ہمارے نبی ﷺ کو ہر طرح کا معجزہ عطا ہوا ہے جتنے معجزات تمام گزشتہ انبیاء علیہم السلام کو ملے تھے ان تمام معجزات سے ہمارے نبی ﷺ کو بڑے معجزات ملے ہیں۔ محسوسات میں جیسے شق قمر' ستون کا شوق سے آواز نکالنا' آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا ابلنا' ہتھیلی کا بات کرنا' کھانے کا تسبیح پڑھنا وغیرہ جن کے بارے میں متواتر صحیح احادیث موجود ہیں لیکن یہ سب دیگر انبیاء کے معجزات کی طرح ہیں جو اپنے اپنے زمانہ کے ختم ہوتے ہی ختم ہو گئے ہیں اب صرف ان کا تذکرہ رہ گیا ہے لیکن قرآن مجید اب بھی زندہ و جاوید اور ہمیشہ رہنے والا معجزہ ہے۔ جس کے عجائب کبھی بھی ختم نہیں ہوں گے اور نہ ہی باطل اس کے مقابلے میں آسکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ ۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ [41:فصلت:42]

① ((مسلم: كتاب الايمان، باب وجوب الايمان برسالة نبينا محمد ﷺ، رقم :386))

اس پر جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے سے (اور) دانا (اور) خوبیوں والے (اللہ) کی اتاری ہوئی ہے۔''

سوال: اعجازِ قرآن کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اس کی دلیل چیلنج کرتے ہوئے بیس سال سے زیادہ مدت میں نازل ہونا وہ بھی تمام مخلوق میں سے زیادہ فصیح، سب سے زیادہ کلام پر قدرت رکھنے والی، زبان کے اعتبار سے زیادہ بلیغ اور بیان کے اعتبار سے سب سے زیادہ بلند قوم کو یہ کہتے ہوئے:

فَلْيَأْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صَادِقِيْنَ [52:الطور:34]

''اگر یہ سچے ہیں تو ایسا کلام بنا تو لائیں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيَاتٍ [11:هود:13]

''کہہ دو! کہ اگر سچے ہو تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ۔''

مزید ارشاد ہے:

قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ [10:یونس:38]

''کہہ دو! کہ تم بھی اس طرح کی ایک سورت بنا لاؤ۔''

لہٰذا وہ اپنی شدید خواہش و کوشش کے باوجود ایسا نہیں کر سکتے جبکہ قرآن مجید کے حروف و کلمات وہی حروف و کلمات ہیں جن میں وہ بات کرتے تھے اور اس میدان میں ایک دوسرے سے مقابلہ آرائی کرتے تھے، ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے۔ پھر قرآن نے ان کی عاجزی و بے بسی کا بانگ دہل اعلان کیا۔ ارشاد باری ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا [17:الاسراء:88]

''کہہ دو! کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لا سکیں گے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔

اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیٌّ اِلَّا قَدْ اُعْطِیَ مِنَ الْاٰیَاتِ مَا مِثْلُهُ اٰمَنَ عَلَیْهِ الْبَشَرُ وَ اِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَیَّ فَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرُهُمْ تَابِعًا یَّوْمَ الْقِیَامَةِ ①

''جتنے انبیاء گزرے ہیں ان میں سے ہر ایک کو ایسے ایسے معجزے دیئے جن کو دیکھ کر لوگ ایمان لائیں اور مجھ کو بڑا معجزہ جو اللہ تعالیٰ نے دیا وہ قرآن ہے۔ جس کو وحی کے ذریعے سے میرے پاس بھیجا۔ تو مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے تابعدار لوگ دوسرے پیغمبروں کے تابعداروں سے زیادہ ہوں گے۔''

اعجاز قرآن پر لوگوں نے بڑی لمبی لمبی کتابیں لکھی ہیں جس کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا ہے۔ الفاظ و معانی، ماضی و مستقبل کی خبریں یعنی غیبات سب پر الگ الگ کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن پھر بھی اس کا حق ادا نہیں ہوا۔ بلکہ بہت غوطے لگانے کے باوجود اتنا ہی ملا جتنا کہ سمندر سے ایک گوریا کوا ایک چونچ میں لیتا ہے۔

سوال: یوم آخرت پر ایمان لانے کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا وَ رَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ مَاْوٰهُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ [10:یونس:7-8]

''جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں اور دنیا کی زندگی سے خوش اور اسی پر مطمئن ہو بیٹھے اور ہماری نشانیوں سے غافل ہو رہے ہیں ان کا ٹھکانا ان (اعمال) کے سبب جو وہ کرتے ہیں دوزخ ہے۔''

---

① ((بخاری: کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزل الوحی و اول ما نزل، رقم :4981، و کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب قول النبی ﷺ بعثت بجوامع الکلم، رقم :7274))

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ○وَ اِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ [51:الذاریات:5-6]

''جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچا ہے اور انصاف کا دن ضرور واقع ہوگا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا [40:غافر:59]

''قیامت آنے والی ہے' اس میں کچھ شک نہیں۔''

سوال: یوم آخرت پر ایمان کا مطلب کیا ہے اور اس میں کیا کیا داخل ہے؟

جواب: صدق دل سے اس بات کی تصدیق کہ یوم آخرت ایک نہ ایک دن لامحالہ طور پر آنے والا ہے۔ اس میں قیامت کی نشانیاں اور علامتیں بھی شامل ہیں جو قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی ہیں۔ اس میں موت اور موت کے بعد فتنہ قبر' اس کے عذاب' لذت' صور پھونکنا' قبر سے مخلوق کا نکلنا' قیامت کی ہولناکیاں وتباہ کاریاں' حشر ونشر کی تفاصیل' صحیفوں کو پھیلانا اور ان کا قائم ہونا' صراط حوض' شفاعت وغیرہ' جنت کی نعمتوں میں سے اللہ تعالیٰ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا اور جہنم کے عذابوں میں سے سب سے بڑا عذاب اللہ تعالیٰ کا معذبین سے حجاب ہے۔ یہ تمام چیزیں یوم آخرت پر ایمان میں داخل ہیں۔

سوال: کیا کسی کو معلوم ہے کہ قیامت کب ہوگی؟

جواب: قیامت کی آمد دراصل غیب کی کنجیوں میں سے ہے جن کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ج وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ج وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ط وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ م بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ [31:لقمان:34]

''اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور وہی (حاملہ کے) پیٹ کی چیزوں کو جانتا ہے (کہ نر ہے یا مادہ) اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کو کیا کام کرے گا اور کوئی متنفس نہیں جانتا ہے کہ کس سرزمین میں اسے موت آئے گی۔''

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ط قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لاَ يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ ط ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ ط لاَ تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً [7:الاعراف:187]

''تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کے واقع ہونے کا وقت کب ہے؟ کہدو! کہ اس کا علم تو میرے پروردگار کو ہی ہے۔ وہی اسے اس کے وقت پر ظاہر کردے گا۔ اور آسمان و زمین میں ایک بھاری بات ہوگی اور ناگہاں تم پر آ جائے گی۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ○ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا ○ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا [79:النازعات:42-44]

''(اے پیغمبر ﷺ) لوگ تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ سو تم اس کے ذکر سے کس فکر میں ہو اس کا منتہیٰ (واقع ہونے کا وقت) تمہارے پروردگار ہی کو (معلوم) ہے۔''

اور جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے فرمایا:

فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ ؟ مجھے قیامت کے متعلق بتایئے؟

تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ ①

''اس کے متعلق مسئول کو سائل سے زیادہ علم نہیں۔''

پھر اس کی نشانیاں اور علامتیں بیان کیں اور ایک روایت میں اس کا بھی اضافہ ہے:

فِيْ خَمْسٍ لَايَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰے ②

''پانچ باتوں کے بارے میں اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو بھی علم نہیں۔''

سوال: قرآن مجید میں قیامت کی نشانیوں کی مثالیں کیا ہیں؟

جواب: مثلاً اللہ تعالےٰ کا یہ قول:

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ط يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا [الانعام 6: 158]

''یہ اس کے سوا کس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا خود تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آئیں، مگر جس روز تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آ جائیں گی، تو جو شخص پہلے ایمان نہ لایا ہوگا، اس وقت ایمان لانا اسے کچھ فائدہ نہ دے گا۔ یا جس نے اپنے ایمان (کی حالت) میں نیک عمل نہیں کیے ہوں گے۔ (اسے بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا)''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ

① ((بخاری: کتاب الایمان، باب سوال جبرائیل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام والاحسان وعلم الساعة، رقم :50 ۰۰۰ مسلم: کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان، رقم :93 ۰۰۰ ابوداؤد: کتاب السنه، باب فی القدر، رقم :4695 ۰۰۰ ترمذی: ابواب الایمان، باب ماجاء فی وصف جبرائیل للنبی ﷺ الایمان والاحسان، رقم :2610 ۰۰۰ نسائی: کتاب الایمان، باب صفة الایمان والاسلام، رقم :4994 ۰۰۰ ابن ماجه: کتاب السنه، باب فی الایمان، رقم :63)) ② ((حواله مذکور))

تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ [27:النمل:82]

''اور جب ان کے بارے میں (عذاب کا) وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین میں سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بیان کر دے گا' اسلئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَ اقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ [21:الانبیاء:96-97]

''یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں اور وہ ہر بلندی سے دوڑ رہے ہوں گے اور (قیامت کا) سچا وعدہ قریب آ جائے گا۔''

مزید ارشاد فرمایا:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ [44:الدخان:10]

''تو اس دن کا انتظار کرو کہ آسمان سے صریح دھواں نکلے گا۔''

مزید ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ [22:الحج:1]

''لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو کہ قیامت کا زلزلہ ایک عظیم حادثہ ہوگا۔''

سوال: احادیث نبوی ﷺ میں اس کی نشانیوں کی مثالیں کیا ہیں؟

جواب: سورج کا مغرب سے نکلنا' جانور (دابہ) والی حدیث' فتن والی حدیث' جیسے دجال' جنگ و جدال وغیرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول والی احادیث' یاجوج و ماجوج اور دھواں والی احادیث (ریح) اس ہوا والی حدیث جو ہر مومن کی جان کو قبض کرے گی۔ آگ والی حدیث' سورج گرہن والی حدیث وغیرہ۔

سوال: موت پر ایمان لانے کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ [32:السجدۃ:11]

''کہہ دو! کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے' پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

مزید ارشاد ہے:

کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ط وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ [3:آل عمران:185]

''ہر متنفس کو موت کا مزا چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔''

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا:

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ [39:الزمر:30]

''(اے پیغمبر) تم بھی مر جاؤ گے اور یہ بھی مر جائیں گے۔''

مزید ارشاد فرمایا:

وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَھُمُ الْخَالِدُوْنَ [21:الانبیاء:34]

''اور اے پیغمبر ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کو بقائے دوام نہیں بخشا بھلا جب تم مر جاؤ گے' تو کیا یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے؟''

مزید ارشاد:

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ O وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلاَلِ وَالْاِکْرَامِ [55:الرحمٰن:26-27]

''جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے اور تمہارے رب ہی کی

ذات (بابرکت) جو صاحب جلال وعظمت ہے' باقی رہے گی۔"

مزید ارشاد ہے:

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ [28:القصص:88]

"اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔"

اور ارشاد ہے:

وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ [25:الفرقان:58]

"اور بھروسہ کرو اس زندہ رہنے والی ذات پر جو کبھی نہیں مرے گی۔"

اس سلسلہ میں احادیث بھی بیشمار ہیں پھر یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو ہر شخص کے مشاہدہ میں ہے اس میں ذرہ برابر بھی کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے ہاں! کچھ لوگ اس بارے میں عناد استکبار سے کام لیتے ہیں۔ پھر موت پر ایمان کے موجبات پر اللہ کے وہی بندے عمل کرتے ہیں جو اس کے مخلص ہوتے ہیں۔ ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ جو شخص بھی مرتا ہے یا قتل کیا جاتا ہے یا کسی حادثہ کی وجہ سے دنیا کو خیر باد کہتا ہے' وہ اسکی مدت حیات کے پوری ہونے کی وجہ سے ہے' جس میں کچھ کمی و زیادتی نہیں کی جاسکتی۔

اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہے:

كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى [13:الرعد:2]

"ہر ایک' ایک میعاد معین تک گردش کر رہا ہے۔"

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ [7:الاعراف:34]

"جب ان کا وقت آجاتا ہے تو نہ تو ایک گھڑی دیر کر سکتے ہیں نہ ہی جلدی۔"

سوال: قرآن پاک میں فتنہ قبر وہاں کی نعمتوں اور عذاب سے متعلق کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كَلَّا ط اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ [23المومنون:100]

''ہرگز نہیں، یہ تو بس ایک بات ہے جو زبان سے کہہ رہا ہوگا اور ان کے پیچھے برزخ ہے جہاں وہ اس وقت تک رہیں گے جب تک کہ وہ اٹھائے نہ جائیں گے۔''

مزید ارشاد ہے:

وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ O اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ج وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ قف اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ [40: المومن:46]

''اور فرعون کے ساتھیوں کو برے عذاب نے آ گھیرا۔ (یعنی) جہنم کی آگ کہ صبح و شام اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ اور جس روز قیامت برپا ہوگی، حکم ہوگا کہ آل فرعون کو سخت عذاب میں ڈال دو۔''

مزید ارشاد ہے:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِى الْاٰخِرَةِ [14:ابراهيم:27]

''اللہ ثابت قدم رکھتا ہے ایمان والوں کو پکی بات سے دنیا اور آخرت کی زندگی میں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ج اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ [6:الانعام:93]

''اور کاش! تم ان ظالم لوگوں کو اس وقت دیکھو جب موت کی سختیوں

میں مبتلا ہوں اور فرشتے (انکی طرف عذاب کیلئے) ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ [9:التوبة:101]

"ہم ان کو دہرا عذاب دیں گے' پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔"

سوال: احادیث شریفہ میں اسکی کیا دلیل ہے؟

جواب: احادیث شریفہ اس سلسلہ میں حدّ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں ان میں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے۔ جس میں آیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَ تَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهٗ وَ اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ ﷺ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُاللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ لَهٗ اُنْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا ①

"بندہ جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دفن کرنے والے واپس لوٹ جاتے ہیں اور وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہی رہتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ اس آدمی (حضرت محمد ﷺ) کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ مومن ہے تو جواب دیتا ہے' کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے۔ تب فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ تم اپنی

① ((بخاری: کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، رقم :1374 ۰۰۰ مسلم : کتاب الجنة، باب عرض مقعد المیت من الجنة والنار، رقم :7216 ۰۰۰ ابوداؤد: کتاب السنه، باب المسئلة فی القبر و عذاب القبر، رقم :4753 ۰۰۰ نسائی: کتاب الجنائز، باب المسئلة فی القبر، رقم :2052 ، و باب مسئلة الکافر، رقم :2053 ))

جہنم کی رہائش کو دیکھو، جس کو بدل کر اللہ نے تمہاری جگہ جنت میں بنا دی ہے۔ وہ ان دونوں جگہوں کو دیکھے گا۔"

اس جگہ پر قتادہ نے اس کا بھی ذکر کیا ہے کہ اسکی قبر کو کشادہ کر دیا جاتا ہے۔

پھر حضرت انسؓ اس حدیث کو جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں:

وَ اَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهُ، مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لاَ اَدْرِیْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ وَ يُقَالُ لاَ دَرَيْتَ وَ لاَ تَلَيْتَ فَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيْهِ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ ①

"لیکن منافق اور کافر سے کہا جائے گا تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو تو وہ کہے گا کہ افسوس میں نہیں جانتا۔ جو کچھ اور لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا ہوں۔ اس سے کہا جائے گا کہ نہ تو تم نے جانا نہ تم نے پڑھا اور اسے لوہے کے ہتھیاروں سے مارا جائے گا جس کی چوٹ سے وہ ایسی چیخ مارے گا کہ جسے جن اور انسان کے علاوہ آس پاس کی سبھی مخلوق سنے گی۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ، بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ②

---

① ((مسلم: کتاب الجنة، باب عرض مقعد المیت من الجنة والنار علیه، رقم :7216 ... بخاری: کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، رقم :1374 ... ابوداؤد: کتاب السنه، باب المسئلة فی القبر و عذاب القبر، رقم :4751 ))

② ((بخاری: کتاب الجنائز، باب المیت یعرض علیه مقعده بالغداة و العشی، رقم :1379 ... مسلم : کتاب الجنة، و صفة نعیمها، باب عرض مقعد المیت من الجنة والنار علیه، رقم :7211 ... ترمذی: ابواب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، رقم :1072 ... نسائی : کتاب الجنائز، باب وضع الجریدة علی القبر، رقم :2072 ... ابن ماجه: ابواب الزهد، باب ذکر القبر والبلیٰ، رقم :4270))

"جب تم میں سے کوئی مرتا ہے' تو اسکا مقام اسے صبح و شام دکھایا جاتا ہے' اگر وہ جنتی ہوتا ہے' تو اہل جنت میں شامل کیا جاتا ہے اگر اہل جہنم میں سے ہوتا ہے تو اہل جہنم میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ اس سے کہا جائے گا قیامت قائم ہونے تک یہی تمہاری جگہ ہے۔"

اسی طرح کی بہت سی احادیث ہیں وہ قبر والی حدیث بھی اس سلسلہ کی ہے جس میں آیا ہے۔

اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَان ① "ان کو عذاب دیا جا رہا ہے"

حضرت ابوایوبؓ سے بھی حدیث ہے جس میں آپؓ نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ نکلے' سورج غروب ہو چکا تھا' اتنے میں ایک عذاب کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

يَهُودُ تُعَذَّبُ فِيْ قُبُوْرِهَا ② "یہودیوں کو انکی قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے۔"

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے اور اس فتنہ قبر کا ذکر فرمایا جس میں لوگ مبتلا ہونے والے ہیں۔ جب آپ ﷺ نے اس فتنہ کا ذکر فرمایا تو مسلمان چیخ اٹھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بَعْدُ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ③

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ دیکھا کہ نماز کے بعد آپ ہمیشہ

---

① ((بخاری: كتاب الجنائز، باب عذاب القبر من الغيبة والبول، رقم :1378 ۔۔۔ مسلم : كتاب الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول و وجوب الاستبراء منه، رقم :677 ۔۔۔ نسائی: كتاب الطهارة التنزه عن البول، رقم :31 ۔۔۔ ابن ماجه: ابواب الطهارة، باب التشديد فى البول، رقم :346 ))

② ((مسلم : كتاب صفة الجنة، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار واثبات عذاب القبر والتعوذ منه، رقم :7215 ۔۔۔ بخاری: كتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، رقم :1375 ۔۔۔ نسائی: كتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، رقم :2066 ))

③ ((بخاری: كتاب الجنائز، باب ماجاء فى عذاب القبر، رقم :1372 ۔۔۔ مسلم : كتاب المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر، رقم :1321 ))

عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔''

چاند گرہن کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگیں یہ تمام احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ ان میں سے 60 صحیح حدیثیں ہم نے شرح مسلم میں بیان کردی ہیں۔

سوال: قبر سے دوبارہ اٹھائے جانے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَ نُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى [22:الحج:5]

''لوگو! اگر تم کو مرنے کے بعد جی اٹھنے میں کچھ شک ہو تو ہم نے تم کو (پہلی بار) تو پیدا کیا تھا مٹی سے' پھر اس سے نطفہ بنا کر' پھر اس سے خون کا لوتھڑا بنا کر' پھر اس سے بوٹی بنا کر جس کی بناوٹ کامل بھی ہوتی ہے۔ اور ناقص بھی تا کہ تم پر اپنی خالقیت ظاہر کردیں اور ہم جس کو چاہتے ہیں ایک میعاد مقرر تک پیٹ میں ٹھہرائے رکھتے ہیں۔''

الی قولہ:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ [22:الحج:6-7]

''ان قدرتوں سے ظاہر ہے کہ اللہ ہی (قادر مطلق ہے) جو برحق ہے اور یہ کہ وہ مردوں کو زندہ کر دیتا ہے اور یہ کہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ

اللہ سب لوگوں کو قبروں میں ضرور جلا اٹھائے گا۔"

مزید ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَءُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ[30:الروم:27]

"اور وہ اللہ ہی ہے جو خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے' پھر اس سے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے لئے بہت آسان ہے۔"

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهُ [21:الانبياء:104]

"جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا' اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے۔"

اور ارشاد ہے:

وَ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَ اِذَا مَامِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ο اَوَ لَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا [19مريم:66-67]

"اور (کافر) انسان کہتا ہے کہ جب میں مر جاؤں گا تو کیا زندہ کر کے نکالا جاؤں گا؟ کیا انسان یاد نہیں کرتا ہے کہ ہم نے اس کو پہلے بھی تو پیدا کیا تھا اور وہ کچھ بھی چیز نہ تھا۔"

مزید ارشاد ہے:

اَوَلَمْ يَرَالْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌO وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِيَ خَلْقَهُ ط قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيْمٌO قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ[36:يٰسٓ:77-79]

"کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو نطفے سے پیدا کیا' پھر وہ کھلے منہ جھگڑنے لگا اور ہمارے بارے میں مثالیں بیان کرنے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول گیا کہنے لگا کہ (جب) ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی' تو

ان کو کون زندہ کرے گا۔ کہہ دو! کہ ان کو وہ زندہ کرے گا، جس نے پہلی بار اس کو پیدا کیا۔"

اور فرمایا:

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ لَمْ يَعْىَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْىِۦَ الْمَوْتٰى ط بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ [46:الاحقاف:33]

"کیا انہوں نے نہیں سمجھا کہ جس اللہ نے آسمانوں کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے تھکا نہیں وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے۔ ہاں! بیشک ہر چیز پر قادر ہے۔"

اور فرمایا:

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ ط اِنَّ الَّذِىْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْىِ الْمَوْتٰى ط اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ [41:حم سجدة:39]

"اور اس کی قدرت کے نمونے یہ ہیں کہ تو زمین کو دبی ہوئی (یعنی خشک) دیکھتا ہے، جب ہم اس پر پانی برسا دیتے ہیں تو شاداب ہو جاتی ہے اور پھولنے لگتی ہے، تو جس نے زمین کو زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اسی طرح اللہ تعالےٰ نے اس کی بہت ساری مثالیں بیان کی ہیں مثلاً مردہ زمین کو پانی کے ذریعے زندہ کرنے کی مثال کہ خشک سالی میں کس طرح ایک زمین مر کر بنجر بن جاتی ہے لیکن جب بارش ہوتی ہے تو وہی زمین سرسبز وشاداب باغات میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کی ایک مثال حضور اکرم ﷺ نے ایک طویل حدیث میں بیان فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

وَ لَعُمْرِ اِلٰهِکَ مَا تَدَعُ عَلٰی ظَهْرِهَا مِنْ مَصْرَعِ قَتِیْلٍ وَ مُدْفَنِ مَیِّتٍ اِلَّا شُقَّتْ عَنْهُ الْقَبْرَ حَتّٰی تَجْعَلَه' مِنْ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَیَسْتَوِیْ جَالِسًا یَقُوْلُ رَبُّکَ مَهْیَمْ اَیْ مَا اَمْرُکَ وَ مَا شَاْنُکَ ؟ لَمَا کَانَ مِنْهُ یَقُوْلُ رَبِّ اَمْسِ الْیَوْمَ لِعَهْدِهٖ بِالْحَیَاةِ یَحْسَبُه' حَدِیْثًا بِاَهْلِهٖ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ کَیْفَ یَجْمَعُنَا بَعْدَ مَا تُمَزِّقُنَاالرِّیَاحُ وَ الْبِلٰی وَالسِّبَاعُ ؟ قَالَ اُنَبِّئُکَ بِمِثْلِ ذٰلِکَ فِی اٰلآءِ اللهِ الْاَرْضَ اَشْرَفْتَ عَلَیْهَا وَ هِیَ فِیْ مَدْرَةٍ بَالِیَةٍ فَقُلْتُ لاَ تَحْیَا اَبَدًا فَاَرْسَلَ اللهُ عَلَیْهَا السَّمَآءَ فَلَمْ تَلْبَثْ عَنْهَا اِلَّا اَیَّامًا حَتّٰی اَشْرَفْتَ عَلَیْهَا فَاِذَا هِیَ شَرْبَةٌ وَاحِدَةٌ وَ لَعُمْرُ اِلٰهِکَ لَهُوَ اَقْدَرُ عَلٰی اَنْ یَجْمَعَکُمْ مِنَ الْمَاءِ عَلٰی اَنْ یَجْمَعَ نَبَاتَ الْاَرْضِ فَتَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَصْوَاءِ مِنْ مَصَارِعِکُمْ ①

"تمہارے معبود کی قسم ! اللہ اس روئے زمین پر کسی مقتول اور مدفون میت کو چھوڑے گا نہیں' بلکہ اسکی قبر کو کھول دے گا اور اس کو سر کی جانب سے پیدا کرے گا۔ اور اسے سیدھا بٹھائے گا اور تمہارا رب کہے گا تم کس حالت میں ہو۔ وہ جواب دے گا بس کل اور آج کی بات ہے۔ وہ خود کو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہت قریبی مدت میں محسوس کرے گا (جیسے وہ ابھی ابھی ان سے جدا ہوا ہے) میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جب ہم گل سڑ جائیں گے' ہوا ہمیں اڑا دے گی' درندے ہمیں کھا چکے ہوں گے' تب اللہ ہمیں کیسے اکٹھا کرے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اس کی مثال تمہیں اللہ کی نعمتوں سے دیتا ہوں۔ زمین انتہا خستگی کی حالت میں تھی اور تم کہتے تھے کہ یہ زندہ نہیں ہو سکے گی۔ اللہ نے

① ((مسند احمد: عن عاصم بن لقیط، (13/4) رقم: 15773 ))

باران رحمت اس پر نازل فرمائی چند دنوں بعد ہی وہ چمک اٹھی اور وہ الگ گھاٹ بن گئی اور تمہارے رب کی قسم! وہ اس پر پوری قدرت رکھتا ہے کہ وہ تمہیں پانی میں سے اکٹھا کر لے گا۔ اور زمین کے سبزہ زاروں کو اکٹھا کرے گا اور تم کو تمہارے مدفن اور مرنے کی جگہ سے اٹھائے گا۔"

سوال: بعث (دوبارہ زندہ کیا جانا) کو جھٹلانے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ اللہ تبارک وتعالے' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں کو جھٹلانے والا ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے:

وَ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْآ ءَ اِذَا کُنَّا تُرَابًا وَّ اٰبَآءُ نَا اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ [النمل:27:67]

"اور کافر کہتے ہیں کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر (قبروں سے) نکالے جائیں گے۔"

مزید ارشاد ہے:

وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُھُمْ ءَ اِذَا کُنَّا تُرٰبًا ءَ اِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ط وَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ وَ اُولٰٓئِکَ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ ج وَ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ [الرعد:13:5]

"اور اگر تم عجیب بات سننی چاہو تو کافروں کا یہ کہنا عجیب ہے کہ جب ہم (مرکر) مٹی ہو جائیں گے تو کیا از سرنو پیدا ہوں گے۔ یہی لوگ جو اپنے پروردگار کے منکر ہوئے ہیں اور یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی اہل دوزخ ہیں کہ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

زَعَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْآ اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰی وَ رَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ

لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ط وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ [64:التغابن:7]

''کافروں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ وہ (دوبارہ) ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے کہدو! کہ ہاں میرے پروردگار کی قسم! تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر جو کام تم کر رہے ہو وہ تمہیں بتائیں جائیں گے اور یہ بات اللہ کیلئے بہت آسان ہے۔''

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

كَذَّبَنِيْ ابْنُ آدَمَ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ ذٰلِكَ وَ شَتَمَنِيْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّايَ فَقَوْلُهٗ لَنْ يُّعِيْدَنِيْ كَمَا بَدَاَنِيْ وَ لَيْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ اِعَادَتِهٖ وَ اَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّايَ فَقَوْلُهٗ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَ اَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ اَلِدْ وَ لَمْ اُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لِّيْ كُفُوًا اَحَدٌ ①

''ابن آدم نے مجھے جھٹلایا اور یہ اس کیلئے مناسب نہ تھا اور اس نے مجھے گالی دی اور یہ اس کیلئے مناسب نہ تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جیسے مجھے اللہ نے ابتداء میں پیدا کیا اب اسی حالت میں مجھے دوبارہ نہیں پیدا کرے گا۔ میرے لئے پہلی بار پیدا کرنے سے زیادہ آسان دوبارہ پیدا کرنا نہیں ہے؟ اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے۔ حالانکہ میں اکیلا' بے نیاز ہوں' نہ میری اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ ہی میرے لئے کوئی میرا ہمسر اور برابر ہے۔''

سوال : صور پھونکنے کی دلیل کیا ہے؟

① ((بخاری: کتاب التفسیر، (سورة اخلاص :112) رقم:4974-4975 ... نسائی: کتاب الجنائز ارواح المومنین، رقم :2080 ... مسند احمد:(317/2) مشکوة:کتاب الایمان، الفصل الاول))

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ط ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَاهُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ [39:الزمر:68]

''اور جب صور پھونکا جائے گا' تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے' مگر جس کو اللہ چاہے' پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا' تو فوراً سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔''

اس آیت کریمہ میں دو نفخہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلا صعق کیلئے اور دوسرا بعث کیلئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ [27:النمل:87]

''اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمان اور زمین میں ہیں سب بے ہوش ہو جائیں گے' مگر جس کو اللہ چاہے۔''

لہذا جس نے فزع کی تفسیر صعق سے کی ہے ان کے نزدیک یہ نفخہ اولی ہے جس کا تذکرہ آیت الزمر میں آیا ہے۔ اسکی تائید مسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جس کے الفاظ ہیں:

ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَلَا يَسْمَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا اَصْغٰى لِيْتًا وَ رَفَعَ لِيْتًا وَ اَوَّلُ مَنْ يَّسْمَعُهٗ رَجُلٌ يَلُوْطُ حَوْضَ اِبِلِهٖ فَيَصْعَقُ وَ يَصْعَقُ النَّاسُ ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مَطَرًا كَاَنَّهُ الطَّلُّ فَتَنْبُتُ مِنْهُ اَجْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ①

''پھر صور پھونکا جائے گا' اسے جو بھی سنے گا بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔

① ((مسلم: کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، رقم: 7381 ۔۔۔ مسند احمد: (166/2) رقم: 6519))

سب سے پہلے وہ سنے گا' جو اپنے اونٹ کے حوض کو مٹی سے لیپ رہا ہوگا۔ وہ بے ہوش ہو جائے گا اور دوسرے لوگ بھی بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ پانی برسائے گا جو نطفہ کی طرح ہوگا اس سے لوگوں کے بدن اگ آئیں گے۔ پھر صور پھونکا جائے گا' پھر سب لوگ کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے۔''

اور جس نے فزع کی تفسیر صعق سے نہیں کی ہے اس کی نزدیک یہ تیسری پھونک ہے اور پہلے دونوں پھونک سے پہلے کی پھونک ہے اس کی تائید صور کے سلسلہ میں جو لمبی حدیث آئی ہے اس سے ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں تین پھونکوں کا تذکرہ ہے۔ فزع والی پھونک' صعق والی پھونک' اور قیام والی پھونک (یعنی اللہ تعالیٰ کیلئے کھڑے ہونے والی پھونک)

سوال: قران مجید میں حشر کی کیا صفت بیان ہوئی ہے؟

جواب: اس سلسلہ میں بہت ساری آیتیں ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ [6:الانعام:94]

''اور جیسا ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا' ایسا ہی تم آج اکیلے اکیلے ہمارے پاس آئے۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

وَ حَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا [18:الكهف :47]

''اور ان (لوگوں کو) ہم جمع کرلیں گے' تو ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔''

اور ارشاد ہے:

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ○ وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا [19:مریم :85-86]

''جس روز ہم پرہیزگاروں کو اللہ کے سامنے (بطور) مہمان جمع کریں گے۔اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے :

وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً O فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَا اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ O وَ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَا اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ O وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ [56:الواقعة:7-10]

''اور تم لوگ تین قسم ہو جاؤ گے' داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے (کیا ہی چین میں) ہیں اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (گرفتار عذاب) ہیں اور جو آگے بڑھنے والے ہیں (ان کا کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں۔

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا [20:طٰہٰ:108]

''اس روز ایک پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے اور اسکی پیروی سے انحراف نہ کر سکیں گے اور اللہ کے سامنے آوازیں پست ہو جائیں گی' تو تم آواز خفی کے سوا کوئی آواز نہ پاؤ گے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَ نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ [17الاسراء:97]

''اللہ جس کو ہدایت دے! وہی ہدایت یاب ہے اور جن کو گمراہ کرے' تو تم اللہ کے سوا کسی کو رفیق نہ پاؤ گے۔اور ہم ان کو قیامت کے دن اوندھے منہ اٹھائیں گے۔

سوال: احادیث نبویہ میں اسکی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟

جواب: نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ وَ رَاهِبِيْنَ وَ اِثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَ ثَلَاثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَ اَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَ عَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَ تَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَ تَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَ تُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوْا وَ تُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا ①

"(قیامت کے دن) لوگوں کے تین فرقے ہوں گے' جو (شام کی طرف) حشر کئے جائیں گے ایک فرقہ تو رغبت کے ساتھ انجام سے ڈرتا ہوگا۔ دوسرا فرقہ ایک ایک اونٹ پر دو دو' تین تین' چار چار بلکہ دس دس آدمی بیٹھ کر نکلیں گے اور تیسرے فرقے کو آگ لے چلے گی۔ وہ آگ (عجیب آگ ہوگی) جہاں پر یہ لوگ دوپہر کو آرام کرنے کیلئے ٹھہریں گے۔ آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جہاں صبح کو ٹھہریں گے آگ بھی ٹھہر جائے گی اور رات کو بھی ان کے ساتھ ٹھہری رہے گی۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کافر کا حشر اس کے چہرے پر کیسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلٰى اَنْ يُمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ②

---

① ((بخاری : کتاب الرقاق، باب الحشر، رقم 6522...... مسلم کتاب الجنة و صفة نعیمها واهلها، باب فناء الدنیا رقم 7202 ...... نسائی: کتاب الجنائز، باب فی ذکر البعث رقم 2087

② ((بخاری: کتاب الرقاق، باب الحشر، رقم :6523، و کتاب التفسیر، (سورة الفرقان:25) باب قوله ﴿الذین یحشرون علی وجوههم﴾ رقم :4760...مسلم : کتاب صفات المنافقین، باب یحشرون الکافر علی وجهه، رقم :7087 ... ترمذی: ابواب التفسیر، باب من سورة بنی اسرائیل، رقم 3142))

"جس نے دنیا میں دو پاؤں پر چلایا' کیا وہ قیامت کے دن چہرے کے بل نہیں چلا سکتا؟"

اور ایک جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَّکُمْ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً ①

"بے شک تم لوگ (قیامت کے دن) ننگے پاؤں' ننگے بدن' اور غیر مختون اٹھائے جاؤ گے۔"

کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِیْدُہٗ' [21:الانبیاء :104]

"جس طرح ہم نے کائنات کو پہلے پیدا کیا تھا' اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے۔"

وَ اِنَّ اَوَّلَ الْخَلَائِقِ یُکْسٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِبْرَاهِیْمُ ②

"قیامت کے دن مخلوقات میں سے سب سے پہلے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔"

یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ!

اَلرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ یَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ فَقَالَ الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ یُّهِمَّهُمْ ذٰلِکَ ③

"اے اللہ کے رسول ﷺ! مرد اور عورت ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا حالات اتنے سخت ہوں گے کہ لوگوں کو اس کا

---

① ((بخاری: کتاب الرقاق، باب الحشر، رقم :6526 ... مسلم: کتاب صفة الجنة، باب فناء الدنیاء رقم :7198 ... ترمذی: ابواب صفة القیامة، باب ماجاء فی شان الحشر، رقم :2423 ... نسائی کتاب الجنائز، باب ذکر البعث، رقم :2086))

② ((بخاری: کتاب احادیث الانبیاء، باب قول الله تعالی (واتخذوا الله ابراهیم خلیلا،) رقم :3349 ... مسلم: کتاب صفة الجنة، باب فناء الدنیا و بیان الحشر یوم القیامة، رقم :7201 ... ترمذی ابواب صفة القیامة، باب ماجاء فی شأن الحشر، رقم :2423 ... نسائی کتاب الجنائز، باب البعث، رقم :2084))

③ ((نسائی: کتاب الجنائز، باب ذکر البعث، رقم :2086 .. ابن ماجه: ابواب الزهد، باب ذکر البعث، رقم :4276 ))

خیال بھی نہ گزرے گا۔"

سوال: قیامت کے دن کھڑے ہونے کی کیا صفت بیان ہوئی ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد :

**لاَ تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلاً عَمَّا يَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمۡ لِيَوۡمٍ تَشۡخَصُ فِيۡهِ الۡاَبۡصَارُO مُهۡطِعِيۡنَ مُقۡنِعِىۡ رُءُوۡسِهِمۡ لاَ يَرۡتَدُّ اِلَيۡهِمۡ طَرۡفُهُمۡ وَ اَفۡـئِدَتُهُمۡ هَوَآءٌ** [14:ابراھیم:42-43]

"اور (مومنو) مت خیال کرنا' کہ یہ ظالم جو عمل کررہے ہیں' اللہ ان سے بے خبر ہے۔ وہ ان کو اس دن تک مہلت دے رہا ہے' جبکہ (دہشت کے سبب) آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی اور لوگ سر اٹھائے ہوئے (میدان محشر کی طرف) دوڑ رہے ہوں گے۔ انکی نگاہیں انکی طرف لوٹ نہ سکیں گی اور انکے دل (مارے خوف کے) ہوا ہو رہے ہوں گے۔"

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

**يَوۡمَ يَقُوۡمُ الرُّوۡحُ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ لاَ يَتَكَلَّمُوۡنَ اِلاَّ مَنۡ اَذِنَ لَهُ الرَّحۡمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا** [78:النباء :38]

"جس دن روح الامین اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے' تو کوئی بول نہ سکے گا مگر جس کو (اللہ) رحمٰن اجازت بخشے اور اس نے بات بھی درست کہی ہو۔"

اور ارشاد ہے:

**وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡاٰزِفَةِ اِذِ الۡقُلُوۡبُ لَدَى الۡحَنَاجِرِ كَاظِمِيۡنَ ۖ مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ حَمِيۡمٍ وَّ لاَ شَفِيۡعٍ يُّطَاعُ** [40:غافر:18]

"اور ان کو قریب آنے والے دن سے ڈراؤ' جب کہ دل غم سے بھر کر

گلوں تک آ رہے ہوں گے اور ظالموں کا کوئی دوست نہیں ہوگا اور نہ کوئی سفارشی' جس کی بات قبول کی جائے۔"

اور ایک جگہ ارشاد ہے۔

فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ [70:المعارج:4]

"اس روز نازل ہوگا' جس کا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہے۔"

اور فرمایا:

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ [55:الرحمٰن:31]

"اے دونوں جماعتو! ہم عنقریب تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔"

سوال : سنت نبوی میں اس کی کیا صفت بیان ہوئی ہے؟

جواب: اس سلسلہ میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ان میں سے ایک حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نقل کی ہے۔

یَقُوْمُ اَحَدُكُمْ فِیْ رَشْحِهٖ عَلٰی اَنْصَافِ اُذُنَیْهِ ①

"ان میں سے کوئی اپنے پسینے میں اپنے کانوں کے نصف تک ڈوبا ہوا ہوگا۔"

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یَعْرَقُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِی الْاَرْضِ سَبْعِیْنَ ذِرَاعًا وَ یُلْجِمُهُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ آذَانَهُمْ ②

"قیامت کے دن لوگوں کے بدن سے اس قدر پسینہ خارج ہوگا کہ وہ زمین میں ستر گز تک چلا جائے گا اور ان کے منہ میں لگام کی طرح ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ انکے کانوں تک پہنچ جائے۔"

---

① ((بخاری: کتاب الرقاق، باب قوله تعالی ﴿الا یظن اولئك انهم مبعوثون﴾ رقم :6531 و کتاب التفسیر، سورۃ المطففین، باب ﴿یوم یقوم الناس لرب العالمین﴾ رقم :4938 ۔۔۔ مسلم: کتاب الجنة والصفة نعیمها واهلها، باب فی صفة یوم القیامة، رقم :7203))

② ((بخاری: کتاب الرقاق،باب قوله تعالی ﴿الا یظن اولئك انهم مبعوثون﴾ رقم :6532 ))

سوال: پیشی اور حساب کتاب کی صفت قرآن میں کس طرح بیان ہوئی ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ [69:الحاقة:18]

''اس روز تم (سب لوگوں کے سامنے) پیش کئے جاؤ گے اور تمہاری کوئی پوشیدہ بات چھپی نہ رہے گی۔''

مزید ارشاد ہے:

وَ عُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ط لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ [18:الكهف:48]

''اور سب تمہارے پروردگار کے سامنے صف باندھ کر لائے جائیں گے (تو ہم ان سے کہیں گے) کہ جس طرح ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا (اسی طرح آج) تم ہمارے سامنے آئے ہو۔''

اور ارشاد ہے:

وَ يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَO حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ ا قَالَ اَ كَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِیْ وَ لَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ O وَ وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ [27:النمل:83-85]

''اور جس روز ہم ہر امت میں سے اس گروہ کو جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے۔ تو ان کی جماعت بندی کی جائے گی۔ یہاں تک کہ جب (سب) آ جائیں گے۔ تو (اللہ) فرمائے گا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور تم نے (اپنے) علم سے ان پر احاطہ تو کیا ہی نہ تھا۔ بھلا تم کیا کرتے تھے؟ ان کے ظلم کے سبب ان کے حق میں وعدہ (عذاب) پورا ہو کر رہے گا۔ تو وہ بول بھی نہ سکیں گا۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ط لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَه‘ O وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَه‘[99:زلزال:6-8]

''اس دن لوگ گروہ در گروہ ہو کر اٹھیں گے' تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھائے جائیں۔ تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی' وہ اسکو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی' وہ بھی اسکو دیکھ لے گا۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ [15:الحجر:92]

''تمہارے پروردگار کی قسم! ہم ان سے ضرور جواب طلبی کریں گے۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ [37:الصافات:24]

''اور ان کو ٹھہرائے رکھو کہ ان سے (کچھ) پوچھنا ہے۔''

سوال: سنت نبوی ﷺ میں اسکی صفت کیا آئی ہے؟

جواب: حدیث شریف ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابُ عُذِّبَ ①

''جس سے سختی سے حساب لیا جائے گا وہ عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا اللہ تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا؟

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا [84:الانشقاق:8]

''اس سے حساب آسان لیا جائے گا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

① ((بخاری: کتاب الرقاق، باب من نوقش الحساب عذب، رقم :6536 ۰۰۰ مسلم: کتاب الجنة و صفة نعیمها واهلها، باب اثبات الحساب، رقم :7225 ۰۰۰ ترمذی: ابواب صفة القیامة، باب من نوقش هلك، رقم :2426))

ذٰلِکَ الْعَرْضُ ① ”وہ تو پیشی ہوگی۔“

ایک اور حدیث میں فرمایا:

یُجَاءُ بِالْکَافِرِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیُقَالُ لَه' اَرَءَ یْتَ لَوْ کَانَ لَکَ مِلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا أَکُنْتَ تَفْتَدِیْ بِهٖ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیُقَالُ قَدْ کُنْتَ سُئِلْتَ مَا ھُوَ اَیْسَرُ مِنْ ذٰلِکَ وَ فِیْ رِوَایَةٍ فَقَدْ سَاَلْتُکَ مَا ھُوَ اَھْوَنُ مِنْ ھٰذَا وَ اَنْتَ فِیْ صُلْبِ آدَمَ اَنْ لَّا تُشْرِکَ بِیْ فَاَبَیْتَ اِلَّا الشِّرْکَ ②

”قیامت کے دن جب کافر کو لایا جائے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ تیرا کیا خیال ہے اگر تجھے زمین بھر سونا حاصل ہو جائے تو کیا تم اس سے فدیہ دے دو؟ تو وہ کہے گا ہاں۔ پھر اس سے کہا جائے گا میں نے تم سے اس سے بھی آسان چیز کا سوال کیا تھا۔ جب تم آدم کی صلب میں تھے وہ یہ کہ تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اس کے بعد بھی تم نے نہ مانا اور شرک کا ارتکاب کیا۔“

مزید فرمایا:

مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَیُکَلِّمُه' رَبُّه' لَیْسَ بَیْنَه' وَ بَیْنَه' تَرْجُمَانٌ فَیَنْظُرُ اَیْمَنَ مِنْهُ فَلاَ یَرٰی اِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهٖ وَ یَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلاَ یَرٰی اِلَّا مَا قَدَّمَ وَ یَنْظُرُ بَیْنَ یَدَیْهِ فَلاَ یَرٰی اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَ لَوْ بِشَقِّ تَمْرَةٍ وَ لَوْ بِکَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ ③

---

① ((بخاری: کتاب الرقاق، باب من نوقش الحساب عذب، رقم :6537 ۔۔۔ ترمذی: ابواب صفة القیامة، باب من نوقش ھلك، رقم :4226))

② ((بخاری: کتاب الرقاق، باب من نوقش الحساب عذب، رقم:6536 و کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم و ذریته، رقم :3334۔۔۔ مسلم : کتاب صفات المنافقین واحکامھم، باب طلب الکافر الفداء بملاء الارض ذھبا، رقم :7085 ))

③ ((بخاری: کتاب التوحید، باب کلام الرب عزوجل یوم القیامة مع الانبیاء و غیرھم، رقم :7512۔۔۔ مسلم: کتاب الزکوة، باب الحث علی الصدقه ولو بشق تمرة، رقم :2348-2349 ۔۔۔ ترمذی: ابواب صفة القیامة، باب فی القیامة، رقم :2415 ۔۔۔ نسائی: کتاب الزکوة القلیل فی الصدقة، رقم :2555 ۔۔۔ ابن ماجه: کتاب السنة، باب فی ما انکرت الجھمیة، رقم :185)

''تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنے رب سے اس حال میں بات کرے گا کہ اللہ اور اس کے درمیان کوئی ترجمان ہوگا۔ پھر وہ اپنی دائیں طرف نظر کرے گا تو سوائے اپنے اعمال کے کچھ نہ دیکھے گا۔ پھر وہ اپنی بائیں جانب نظر دوڑائے گا' تو اعمال کے سوا کچھ نہ دیکھے گا۔ وہ اپنے سامنے نظر کرے گا' تو دوزخ کی آگ کے سوا کچھ نہ دیکھے گا۔ پس دوزخ کی آگ سے بچو خواہ (بطور صدقہ) کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر یا اچھی بات کہہ کر۔''

اور فرمایا:

يَدْنُوْا اَحَدُكُمْ.. يَعْنِي الْمُؤْمِنِيْنَ مِن رَّبِّهٖ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَه' عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ عَمِلْتَ كَذَا وَ كَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ وَ يَقُوْلُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَرِّرُه' ثُمَّ يَقُوْلُ اِنِّىْ سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَ اَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ①

''تم میں سے ایک مومن اپنے رب سے قریب ہوگا جہاں تک کہ وہ اپنا بازو اس پر رکھ دے گا اور کہے گا کہ تم نے یہ یہ عمل کیا۔ وہ کہے گا ہاں! پس وہ اس کا اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تمہارے گناہوں کو ڈھانپا اور آج میں انہیں معاف کرتا ہوں۔''

سوال: صحیفوں کو پھیلانے کی صفت قرآن میں کیا آئی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَه' فِيْ عُنُقِهٖ ط وَنُخْرِجُ لَه' يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ

---

① ((بخاری: کتاب الادب، باب سترالمومن علی نفسه، رقم :6070 ۰۰۰ مسلم: کتاب التوبة، باب فی سعة رحمة الله تعالی علی المئومنین، رقم :7015۰۰۰ ابن ماجه: کتاب السنة، باب فی ما انکرت الجهمیة، رقم :183))

الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا [17:الاسراء:13-14]

''ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بصورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے۔ جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا (کہا جائے گا) اپنی کتاب پڑھ لے' تو آج اپنا محاسب آپ ہی کافی ہے۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ [81:التکویر:10]

''اور جب (عملوں کے) دفتر کھولے جائیں گے۔''

اور فرمایا:

وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَ يَقُوْلُوْنَ يَاوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَايُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصَاهَا ۚ وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَ لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا [18:الکھف:49]

اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی۔ تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے' جو کچھ اس میں (لکھا ہوا) ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے۔ اور کہیں گے کہ ہائے شامت۔۔ یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے' نہ بڑی کو (کوئی بات بھی نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے اور جو عمل کئے ہوں گے۔ سب کو حاضر پائیں گے اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُ وْا كِتَابِيَهْ

[69:الحاقة:19]

”تو جس کا نامہ (اعمال) اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ (دوسروں سے) کہے گا کہ لیجیے میرا نامہ اعمال پڑھیے۔“

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ [84:الانشقاق:7]

”جس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔“

اور فرمایا:

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ [84:الانشقاق:10]

”اور جس کا نامہ (اعمال) اسکی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا۔“

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جس کا نامہ (اعمال) اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا‘ اسے سامنے سے دیا جائے گا اور جس کا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا‘ اسے پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا۔ اللہ کی پناہ!

سوال: سنت نبوی ﷺ سے اسکی کیا دلیل ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پاک:

یُدْنِی الْمُؤْمِنُ مِنْ رَّبِّهٖ حَتّٰی یَضَعَ عَلَیْهِ کَنَفَهٗ فَیُقَرِّرُهٗ بِذُنُوْبِهٖ تَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا؟ یَقُوْلُ اَعْرِفُ رَبِّ یَقُوْلُ: اَعْرِفُ (مَرَّتَیْنِ) فَیَقُوْلُ سَتَرْتُهَا فِی الدُّنْیَا وَ اَغْفِرُهَا (لَکَ) الْیَوْمَ ثُمَّ تُطْوٰی صَحِیْفَةُ حَسَنَاتِهٖ وَ اَمَّا الْاٰخَرُوْنَ اَوِالْکُفَّارُ فَیُنَادٰی عَلٰی رُؤُسِ الْاَشْهَادِ ①

”مومن جب اپنے رب کے قریب کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اپنا بازو اس پر رکھ دے گا‘ پھر وہ اللہ اس سے اس کے اپنے گناہوں کا اقرار کروائے گا کہ کیا تم یہ گناہ جانتے ہو جو تم نے کیے۔ وہ کہے گا میں جانتا ہوں‘ پھر کہے گا اے میرے رب! میں جانتا ہوں (دوبارہ) پھر اللہ

① ((بخاری: کتاب التفسیر: 11، سورۃ ھود، باب قولہ ﴿و یقول الاشھاد ھؤلاء الذین کذبوا﴾ رقم: 4685))

تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں ان گناہوں کی ستر پوشی کی۔ آج
میں تمہارے ان گناہوں کو معاف کرتا ہوں۔ پھر اس کا نامہ اعمال
لپیٹ دیا جائے گا۔ اب رہے دوسرے یعنی کفار تو انہیں تمام لوگوں کے
سامنے پکارا جائے گا۔''

اللہ کا ارشاد ہے:

هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ [11:ھود:18]

''یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا تھا۔''

اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ کوئی محبّ اپنے محبوب کو قیامت کے دن یاد کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

يَا عَائِشَةُ اَمَّا عِنْدَ ثَلاَثٍ فَلاَ ، اَمَّا عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَثْقُلَ اَوْ يَخِفَّ فَلاَ ، وَ اَمَّا عِنْدَ تَطَايُرِ الْكُتُبِ وَ اِمَّا يُعْطٰى بِيَمِيْنِهٖ وَ اِمَّا يُعْطٰى بِشِمَالِهٖ فَلاَ ، وَ حِيْنَ يُخْرِجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ [1]

''عائشہ تین جگہیں ایسی ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں کر سکے گا۔ میزان عدل
کے پاس کہ یا تو نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا یا ہلکا اور نامہ اعمال کے
پکڑائے جانے کے وقت کہ یا تو وہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا یا بائیں
ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور جب کچھ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے۔''

سوال: قرآن مجید میں میزان کی کیا دلیل ہے اور وزن کی کیا صفت بیان ہوئی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلاَ تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَ كَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ [21:الانبیاء:47]

''اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے۔ تو کسی

---

(1) ((مسند احمد: 159/7))

شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کی جائے گی۔ اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل ہوگا) تو ہم اس کو لا حاضر کریں گے۔ اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔"

مزید ارشاد فرمایا:

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ [7:الاعراف:8-9]

"اور اس دن اعمال کا وزن کیا جانا حق ہے۔ تو جن لوگوں کے اعمال کے وزن بھاری ہوں گے وہ نجات پانے والے ہیں اور جن لوگوں کے وزن ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا۔ اس لئے کہ ہماری آیتوں کے بارے میں بے انصافی کرتے تھے۔"

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کے سلسلہ میں فرمایا:

فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا [18:الكهف:105]

"اور ہم قیامت کے دن ان کیلئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے۔"

اور اس کے علاوہ اس مضمون کی دوسری آیات بھی ہیں۔

سوال: سنت نبوی ﷺ میں اسکی دلیل اور اس کی صفت کیا بیان ہوئی ہے؟

جواب: اس سلسلہ میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں مثلاً بطاقہ والی حدیث جس میں شہادتین کا تذکرہ ہے کہ نوے دفتر گناہوں سے بھی زیادہ وزنی ہیں اور تا حد بصر ہے۔ انہی احادیث میں سے وہ حدیث بھی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا:

مِنْ دِقَّةِ سَاقَيْهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَهُمَا فِي الْمِيْزَانِ اَثْقَلُ

مِنْ اُحُدٍ ①

''تمھیں ان (عبداللہ بن مسعودؓ) کی پتلی پنڈلیوں کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے (قیامت کے دن) ان کی دونوں پنڈلیوں کا وزن احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہوگا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اِنَّہٗ لَیُؤْتٰی بِالرَّجُلِ الْعَظِیْمِ السَّمِیْنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لاَ یَزِنُ عِنْدَاللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ ②

''بلاشبہ قیامت کے دن موٹے بھاری بھرکم شخص کو لایا جائے گا' اس کا وزن اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا۔''

اور فرمایا اس آیت کو پڑھو:

فَلاَ نُقِیْمُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَزْنًا [18:الکھف:105]

''اور ہم قیامت کے دن ان کیلئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے۔''

سوال: قرآن مجید میں صراط کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اِنْ مِّنْکُمْ اِلاَّ وَارِدُھَا ج کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا ○ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَ نَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْھَا جِثِیًّا

[19:مریم:71-72]

''اور تم میں سے کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر سے گزرنا ہوگا اور تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے۔ پھر ہم ان پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔''

---

① ((مسند احمد : عن ابن مسعودؓ (693/3)))

② ((بخاری :کتاب التفسیر ، باب ﴿اؤلئك الذين كفروا بايت ربهم﴾ رقم :4729 .... مسلم: کتاب صفات المنافقین و احکامهم، باب صفة القيامة والجنة والنار، رقم :7045))

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ [57:الحديد:12]

''جس دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ ان (کے ایمان) کا نور ان کے آگے آگے اور داہنی طرف چل رہا ہے۔''

سوال: سنت نبوی ﷺ سے اس کی دلیل وصفت کیا ہے؟

جواب: حدیث شفاعت میں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمانا:

يُؤْتٰى بِالْجَسْرِ فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَىْ جَهَنَّمَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَالْجَسْرُ؟ قَالَ مَدْحَضَةٌ مَزِلَّةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيْفُ وَكَلَالِيْبُ وَ حَسَكَةٌ وَ مُفَطْلَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عَقِيْفَةٌ تَكُوْنُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ تَمُرُّ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ وَ كَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَ كَاَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَ مَخْدُوْشٌ وَ مَكْدُوْسٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَمُرَّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا ①

اس کے بعد پل صراط کو لائیں گے اور دوزخ کی پشت پر رکھیں گے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ پل صراط کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ پھلوان کے گرنے کا مقام ہے۔ اس پر لوہے کے آنکس ہیں' آنکڑے ہیں' چوڑے چوڑے کانٹے ہیں ان کا سر خم دار سعدان کے کانٹوں کی طرح جو نجد کے ملک میں ہوتے ہیں۔ مومن اس پر سے پلک جھپکنے کی طرح' بجلی کی طرح' آندھی کی طرح' تیز گھوڑوں کی طرح اور سانڈنیوں کی طرح گزر جائیں گے۔ بعض تو صحیح سلامت وہاں سے بچ کر نکل جائیں گے۔ کچھ زخمی ہو کر چھل چھلا کر دوزخ میں گر پڑیں گے۔ آخری

① ((بخاری: كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى ﴿وجوه يومئذ ناضرة﴾ رقم: 7437 .... مسلم: كتاب الايمان، باب معرفة طريق الرؤية، رقم: 454))

آدمی جو پل صراط سے پار ہوگا اس کو کھینچ کھینچ کر پار کرے گا۔

اور ابو سعید نے فرمایا:

بَلَغَنِی اَنَّ الْجِسْرَ اَدَقُّ مِنَ الشَّعْرَةِ وَ اَحَدُّ مِنَ السَّیْفِ ①

''مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ پل صراط بال سے بھی باریک اور تلوار سے بھی تیز ہوگا۔''

سوال: قرآن مجید میں قصاص کی کیا دلیل ہے؟

جواب: ارشاد ربانی ہے:

اَنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَکُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَ یُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا [4:النساء:40]

''اللہ تعالیٰ کسی کی ذرہ برابر بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی کی ہوگی، تو اسکو دُگنا کردے گا اور اپنے یہاں سے اجر عظیم بخشے گا۔''

ایک جگہ ارشاد ہے:

اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ ۢ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ

[40:غافر:17]

''آج کے دن ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ آج کسی کے حق میں بے انصافی نہیں ہوگی۔''

مزید ارشاد ہے:

وَ اللّٰهُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ [40:الغافر:20]

''اور اللہ سچائی کے لئے حکم فرماتا ہے۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

وَ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ [39:الزمر:69]

''اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں

① ((مسلم: کتاب الایمان، باب معرفة طریق الرؤیة، رقم:454))

کی جائے گی۔"

سوال: سنت نبوی ﷺ میں اسکی دلیل وصف کیا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فِى الدِّمَاءِ ①

"سب سے پہلے خون سے متعلق معاملات کے فیصلے کئے جائیں گے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ لاَخِيْهِ فَلْيَتَحَلَّلْه' مِنْهَا فَاِنَّهُ مِنْهَا فَانَّه' لَيْس ثَمَّ دِيْنَارٌ وَ لاَ دِرْهَمٌ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّؤْخَذَ لاَخِيْهِ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَه' حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ اَخِيْهِ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ②

"جس پر کسی مسلمان بھائی کا کچھ حق نکلتا ہوتو وہ آج دنیا میں اس کا فیصلہ کرالے' اس لئے کہ قیامت کے دن نہ روپیہ ہوگا' نہ اشرفی' بلکہ اس کی نیکیاں لے کر اس کے بھائی کو (جس کا حق نکلتا تھا) دے دی جائیں گی۔ اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی' تو اس کے بھائی کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِى

① ((بخاری: كتاب الديات، باب قول الله تعالىٰ ﴿ومن يقتل مؤمناً متعمدا فجزائه جهنم﴾ رقم :6864 ... مسلم: كتاب القسامة والمحار بين ، باب المجازاة بالدماء في الاخرة، رقم :4381 ... ترمذی: ابواب الديات، باب حكم في الدماء، رقم :1396-1397 ... نسائی: كتاب المحاربه تحريم الدم، باب تعظيم الدم، رقم :3997-3998 ... ابن ماجه: ابواب الديات، باب التغليظ في قتل مسلم ظلما، رقم :2615 ))

② ((بخاری: كتاب الرقاق، باب القصاص يوم القيامة، رقم :6534 ... ترمذی: ابواب صفة القيامة، باب ماجاء في شأن الحساب والقصاص، رقم :2419))

الدُّنیَا حَتّٰی اِذَا هُذِّبُوْا وَ نُقُّوْا اُذِنَ لَهُمْ فِیْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ ①

''ایماندار لوگ دوزخ سے پار ہو کر پھر ایک پل پر اٹکائے جائیں گے جو دوزخ اور بہشت کے بیچ میں ہوگا۔ اب ان میں آپس میں جو حقوق ایک دوسرے پر رہ گئے تھے ان کا تصفیہ کیا جائے گا۔ مظلوم کو ظالم سے بدلہ ملے گا۔ جب پاک صاف ہو جایں گے اس وقت انہیں بہشت میں داخل ہونے کی اجازت ملے گی۔''

سوال: قرآن مجید میں حوض کی کیا دلیل آئی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا:

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ [108:الکوثر:1]

''(اے محمد) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے۔''

سوال: سنت نبوی ﷺ میں اس کی کیا دلیل وصفت ہے؟

جواب: تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی بے شمار احادیث اس سلسلہ میں وارد ہیں ایک حدیث پاک میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ ②

''میں تم لوگوں سے پہلے حوض پر پہنچوں گا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اِنِّیْ فَرَطٌ لَکُمْ وَ اِنِّیْ شَهِیْدٌ عَلَیْکُمْ وَ اِنِّیْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِیَ الْاٰنَ ③

---

① ((بخاری: کتاب الرقاق، باب القصاص یوم القیامة، رقم:6535))

② ((بخاری: کتاب الرقاق، باب فی الحوض، رقم: 6575 ... مسلم: کتاب الطهارہ، باب استحباب اطالة الغرة والتحجیل فی الوضوء، رقم:583 ... نسائی: کتاب الطهارہ، باب حلیة الوضوء، رقم :150 ... ابن ماجه: ابواب الفتن، باب لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض، رقم:3994 ))

③ ((بخاری: کتاب الرقاق، باب فی الحوض، رقم:6590 ))

''میں تم سے پہلے پہنچوں گا اور تمہارے اعمال کو دیکھتا رہوں گا اور اللہ کی قسم! میں تو اپنے حوض کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

حَوْضِیْ مَسِیْرَةُ شَهْرٍ مَاءُ هُ اَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَ رِيْحُه' اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْکِ وَ كِيْزَانُه' كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلاَ يَظْمَأُ اَبَدًا ①

''میرا حوض ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے۔ اسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار' اس پر آسمان کے ستاروں کی مانند کوزے رکھے ہوئے ہیں۔ جو شخص اس حوض کا پانی پئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اَتَيْتُ عَلٰى نَهْرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مَجَوَّفٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ ②

''میں ایک نہر پر پہنچا۔ اس کے دونوں کناروں پر کھوکھلے موتیوں کے خیمے لگے ہوئے تھے میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ نہر کیسی ہے؟ انہوں نے کہا یہ کوثر ہے۔''

سوال: جنت اور جہنم پر ایمان لانے کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد ہے:

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ ○وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ

① ((بخاری: کتاب الرقاق، باب فی الحوض، رقم: 6579۔۔۔ ترمذی: ابواب التفسیر سورة الکوثر، رقم: 3361۔۔۔ ابن ماجه: ابواب الزهد، باب ذکر الحوض، رقم: 4302))

② ((بخاری: کتاب التفسیر، سورة «انا اعطینك الكوثر»، رقم: 4964۔۔۔ ابوداؤد: کتاب السنة، باب فی الحوض، رقم: 4748))

جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہَارُ [2:البقرۃ:24-25]

''تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (اور جو) کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو خوشخبری سنا دو کہ ان کیلئے (نعمت کے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔

رات کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کی دعا کے الفاظ ہیں:

وَ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَ وَعْدَکَ الْحَقُّ وَ لِقَائُکَ حَقٌّ وَ قَوْلُکَ حَقٌّ وَ الْجَنَّۃُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَ النَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَ مُحَمَّدٌ ﷺ حَقٌّ وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ ①

''اور سب تعریف تیرے لئے تو سراپا حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے او تیرا قول حق ہے اور تیری ملاقات حق ہے اور جنت حق ہے اور جہنم حق ہے اور تمام انبیاء سچے ہیں اور محمد ﷺ سچے ہیں اور قیامت برحق ہے۔''

ایک جگہ ارشاد ہے:

مَنْ شَہِدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ وَ اَنَّ عِیْسٰی عَبْدُاللّٰہِ وَ رَسُوْلُہٗ وَ کَلِمَتُہٗ اَلْقَاھَآ اِلٰی مَرْیَمَ وَ رُوْحٌ مِنْہُ وَالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَ النَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ عَلٰی مَا کَانَ مِنَ الْعَمَلِ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ الثَّمَانِیَۃِ اَیُّھَا شَاءَ ②

① ((بخاری: کتاب التہجد، باب التہجد باللیل، رقم:1120 ۔۔۔ ابوداؤد: کتاب الصلوۃ، باب مایستفتح بہ الصلوۃ من الدعاء، رقم:771 ۔۔۔ نسائی: کتاب القیام اللیل و تطوع النہار، باب الذکر مایستفتح بہ القیام، رقم:1620 ۔۔۔ ابن ماجہ: ابواب اقامۃ الصلوۃ، باب ماجاء فی الدعاء اذا قام الرجل من اللیل، رقم:1355))

② ((بخاری: کتاب احادیث الانبیاء، باب قولہ تعالٰی «یا اھل الکتاب لاتغلوا فی دینکم» رقم:3435 ۔۔۔ مسلم: کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنۃ، رقم:140))

''جس شخص نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف القاء کیا اور اس کی روح ہیں اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا خواہ وہ عمل کے اعتبار سے جس درجے میں ہو''

دوسری روایت میں ہے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے گا اسے داخل کرے گا۔

سوال: جنت وجہنم پر ایمان کا معنی کیا ہے؟

جواب: صدق دل سے اس بات کی تصدیق کہ جنت وجہنم دونوں موجود ہیں اور دونوں اس وقت بنائے جا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہیں گے انہیں باقی رکھیں گے اور وہ کبھی ختم نہیں ہوں گے، اس میں ہر وہ چیز داخل ہے جو اس کے اندر موجود ہے۔ جنت کی نعمتوں میں سے اور جہنم کے عذاب میں سے۔

سوال: اس وقت ان دونوں کے وجود کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے کہ یہ دونوں تیار شدہ ہیں لہذا جنت کے سلسلہ میں فرمایا:

اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ [3 آل عمران 133]

''متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔''

جہنم کے سلسلہ میں فرمایا گیا ہے:

اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ [3 آل عمران 131]

''کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس کی بھی خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام

اور ان کی بیوی کو درخت کا پھل کھانے سے پہلے جنت میں ٹھہرایا تھا' اللہ تعالے نے ہمیں اسکی بھی خبر دی ہے کہ کافر صبح وشام جہنم میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اس بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَ اِطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ ①

''میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اس میں زیادہ تر فقراء کو پایا اور جہنم میں جھانک کر دیکھا تو اس میں زیادہ تر عورتوں کو دیکھا۔''

قبر کے عذاب وفتنہ کے سلسلہ میں یہ حدیث گزر چکی ہے۔

اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُه' ②

''جب کوئی آدمی مرجاتا ہے تو اس کے سامنے اسکا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے۔''

اور ایک جگہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ③

''نماز کو ٹھنڈا کرو اس لئے کہ گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ کی ہوتی ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اِشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَتْ رَبِّىْ اَكَلَ بَعْضِىْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ .. نَفَسٌ فِي الشِّتَاءِ وَ نَفَسٌ فِي

---

① ((بخاری کتاب الرقاق، باب فضل الفقر، رقم 6449 ۔۔۔ ترمذی ابواب صفة جهنم، باب ما جاء ان اکثر اهل النار النساء، رقم 2603))

② ((بخاری کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة، رقم 3240 ۔۔۔ مسلم: کتاب الجنة، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه، رقم 7211-7212 ۔۔۔ ترمذی کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، رقم 1072))

③ ((بخاری کتاب المواقيت، باب الابراد فی شدة الحر، رقم 533 ۔۔۔ ابوداؤد کتاب الصلوة، باب وقت صلوة الظهر، رقم 402 ۔۔۔ ترمذی ابواب الصلوة، باب ماجاء فی تأخير الظهر، فی شدة الحر، رقم 157 ۔۔۔ نسائی کتاب المواقيت، باب الابراد بالظهر اذا اشتد الحر، رقم 501 ۔۔۔ ابن ماجه كتاب الصلوة، باب الابراد بالظهر فی شدة الحر، رقم 677))

السَّيُفِ اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَ اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ ①

''دوزخ نے اپنے پروردگار سے شکوہ کیا کہنے لگی مالک میرے !(ایسی سخت گرمی ہے کہ ) میں اپنے آپ کو کھا رہی ہوں۔اس وقت اس کو (سال میں ) دو سانس لینے کی اجازت دی۔ایک سردی میں اور ایک گرمی میں ۔یہی وجہ ہے کہ گرمی کے موسم میں سخت گرمی لگتی ہے اور سردی میں سخت سردی۔''

اورفرمایا:

اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ ②

''بخاردوزخ کی بھاپ ہےاسے پانی سے بجھاؤ۔''

اورفرمایا :

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ اَرْسَلَ جِبْرِيْلَ اِلَى الْجَنَّةِ فَقَالَ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا ③

''جب اللہ تعالےٰ نے جنت اور دوزخ کو پیدا کیا اور جبرائیل علیہ السلام کو جنت کے پاس بھیجا اور کہا جا کر اسے دیکھو۔''

سوال: جنت اورجہنم کے ہمیشہ ہمیش باقی رہنےاورکبھی فنانہ ہونے کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا جنت کے بارے میں ارشاد ہے:

---

① ((بخاری: کتاب المواقیت، باب ابراد بالظهر فی شدة الحر، رقم :537.... ترمذی: ابواب صفة جهنم، باب ماجاء للنار نفسين، رقم :2592.... ابن ماجه: ابواب الزهد ، باب صفة النار ، رقم:4319))

② ((بخاری: کتاب بدء الخلق، باب صفة النار، رقم :3261 ... مسلم:کتاب السلام، باب لكل داء دواء، رقم :5751 ... ترمذی: ابواب الطب، باب ماجاء فی تبرید الحمی بالماء، رقم :2074 ... ابن ماجه: ابواب الطب باب الحمی من فيح جهنم، رقم :3473))

③ ((نسائی: کتاب الایمان والنذور، باب الحلف بعزة الله تعالیٰ ، رقم :3794... ترمذی: باب ماجاء حفت الجنة بالمكاره، رقم :2560))

خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ [9:التوبة:100]

''ہمیشہ ان میں رہیں گے' یہ بڑی کامیابی ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَ مَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ [15:الحجر:48]

''اور نہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے :

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ [11:هود:108]

''یہ (اللہ کی) بخشش ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگی۔''

لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ [56:الواقعة:33]

''جو نہ کبھی ختم ہوں اور نہ ان سے کوئی روکے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا [72:الجن:23]

''اور جو شخص اللہ اور اس کے پیغمبروں کی نافرمانی کرے گا۔ تو ایسوں کیلئے جہنم کی آگ ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔''

اور ارشاد ہے:

وَ مَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ [2:البقرة:167]

''وہ جہنم سے نہیں نکالے جائیں گے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَ هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ [43:الزخرف:75]

''جو ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور وہ اس میں نا امید ہو کر پڑے رہیں گے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

لاَ یُقْضٰی عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَ لاَیُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا [35:فاطر:36]

''نہ انہیں موت آئے گی کہ مر جائیں اور نہ انکا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا۔''

اور ارشاد ہے:

اِنَّه' مَنْ یَّاْتِ رَبَّه' مُجْرِمًا فَاِنَّ لَه' جَهَنَّمَ ط لاَ یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لاَ یَحْیٰی [20:طه:74]

''جو شخص اپنے پروردگار کے پاس گنہگار ہو کر آئے گا تو اس کے لئے جہنم ہے۔ جس میں نہ مرے گا نہ جیئے گا۔''

ان آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے خبر دی ہے کہ اہل جہنم، جہنم کیلئے ہی پیدا کئے گئے ہیں اور جہنم ان کیلئے پیدا کی گئی ہے اور یہ کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ یہاں اللہ تعالےٰ نے اس سے نکلنے کی نفی کر دی ہے۔ ارشاد ہے:

وَ مَاهُمْ بِخَارِجِیْنَ مِنْهَا [5:المائده:37]

''اور وہ (جہنم سے) نہیں نکالے جائیں گے۔''

لاَ یُفَتَّرُ عَنْهُمْ ''جو ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا۔''

پھر اس میں ان کے فنا ہونے کی بھی نفی کر دی۔ ارشاد ہے:

لاَیَمُوْتُ فِیْهَا وَ لاَ یَحْیٰی ''وہاں نہ مرے گا نہ جیئے گا۔''

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

اَمَّا اَهْلُ النَّارِ الَّذِیْنَ هُمْ اَهْلُهَا وَ اِنَّهُمْ لاَ یَمُوْتُوْنَ فِیْهَا وَ لاَ یَحْیُوْنَ (رواہ مسلم)

''رہے اہل جہنم جو جہنم کے مستحق ہوں گے وہ اس میں نہ مریں گے نہ جئیں گے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے

اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَ اَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِيءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِیْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَامَوْتَ يَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرْحًا اِلٰى فَرْحِهِمْ وَيَزْدَادُ اَهْلَ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ ①

''جب جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں پہنچ جائیں گے تو اس وقت موت کو لایا جائے گا اور جنت اور دوزخ کے درمیان اسے ذبح کر دیا جائے گا پھر ایک پکارنے والا (فرشتہ) پکارے گا اے اہل جنت! اب تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی اور اے اہل جہنم! تمہیں کبھی موت نہ آئے گی اور اس وقت اہل جنت میں خوشی کی لہر دوڑ جائے گی اور اہل جہنم پر غموں کے بادل چھا جائیں گے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ؕ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّ هُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ [19:مریم:39]

''ان کو حسرت اور افسوس کے دن سے ڈراؤ جب بات فیصل کر دی جائے گی۔ اور وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔''

سوال: اس کی دلیل کیا ہے کہ مومنین آخرت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے۔

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے؛

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ [75:القیامۃ:22-23]

''اس روز بہت سے منہ رونق دار ہوں گے اور اپنے پروردگار کے محو دیدار ہوں گے۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ [10:یونس:26]

① ((بخاری: کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار رقم 6548 ...... مسلم کتاب الجنة، باب النار یدخلها الجبارون، رقم7184))

"جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کیلئے بھلائی ہے اور (مزید برآن) اور بھی۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ [83:المطففین:15]

"بے شک یہ لوگ اس روز اپنے پروردگار (کے دیدار) سے اوٹ میں ہوں گے۔"

تو وہ اپنے دشمنوں کے اوٹ میں ہوگا اور اپنے دوست بندوں کے اوٹ میں نہ ہوگا' بلکہ سامنے ہوگا۔ صحیحین کی ایک حدیث جو حضرت جریر بن عبداللہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

كُنَّا جُلُوْسًا لَيْلَةً مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّوْنَ فِي رُؤْيَتِهِ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلٰوةٍ قَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ①

ہم آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں آپ ﷺ نے چودھویں کے چاند کی طرف دیکھا تو فرمایا تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے' جس طرح اس چاند کو دیکھتے ہو' اس کو دیکھنے میں تمہیں کوئی زحمت نہ ہوگی۔ پس اگر تم سے ہو سکے تو سورج نکلنے سے پہلے جو نماز ہے (صبح کی) اور سورج ڈوبنے سے پہلے جو نماز (عصر کی) اس کو چھوڑ کر کسی کام میں نہ پھنس جاؤ۔

رسول اللہ ﷺ کے قول "کما ترون ھذا" سے مراد یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو ٹھیک اسی طرح دیکھو گے جس طرح کہ اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ یہاں صرف رؤیت کی تشبیہ دی گی ہے چاند کو اللہ تعالیٰ سے مشابہ قرار نہیں دیا گیا۔ جیسا کہ

---

① ((بخاری: کتاب مواقیت الصلوة، باب فضل صلوة العصر، رقم :554 ۔۔۔ ابوداؤد: کتاب السنة، باب فی الرؤية، رقم :4729 ۔۔۔ ترمذی: ابواب صفة الجنة، باب ماجاء فی الرؤية الرّب تبارك و تعالی، رقم :2551 ))

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے بات کی ہے۔ اس کی تشبیہ یوں بیان ہوئی ہے۔

ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا (خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَالسِّلْسِلَةِ عَلٰى صَفْوَانٍ) ①

''فرشتے اس کے حکم پر عاجزی سے اپنے پنکھ مارنے لگتے ہیں جیسے گویا چٹان پر زنجیر (ماری جاتی ہو)

یہاں صرف سننے سے تشبیہ دی گئی ہے سنی جانے والی چیز کی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے بلند و برتر ہے کہ اسکی ذات و صفات میں کوئی چیز مشابہ ہو۔ خود رسول اللہ ﷺ نے اس کی تنبیہ فرمادی ہے کہ آپ ﷺ کے کسی کلام کو تشبیہ سے محمول کیا جائے؟ اور آپ ﷺ تمام مخلوق میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ جاننے والے تھے۔ حضرت صہیبؓ سے مسلم نے یہ روایت نقل کی ہے:

فَيُكْشَفُ الْحِجَابُ فَمَااُعْطُوْاشَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ ②

''پھر پردہ اٹھ جائے گا اس وقت جنتیوں کو کوئی چیز اس سے بھلی معلوم نہ ہوگی یعنی اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے سے۔''

پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ [10:یونس:26]

''جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کیلئے بھلائی ہے اور (مزید برآں) اور بھی۔''

---

① ((بخاری: کتاب التوحید، باب قول الله تعالیٰ ﴿لا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له﴾ رقم: 7481 ... ترمذی: ابواب التفسیر، باب ومن سورة السباء، رقم: 3223 ... ابن ماجه: کتاب السنه، باب فی ما انکرت الجهمية، رقم: 194))

② ((مسلم: کتاب الایمان، باب اثبات الرؤية المئومنین فی الآخرة ربهم، رقم: 449 ... ترمذی: کتاب التفسیر، باب ومن سورة یونس، رقم: 3105 ... ابن ماجه: کتاب السنة، باب فی ما انکرت الجهمية، رقم: 187))

اس بارے میں بیشمار احادیث آئی ہیں لہذا اس کا جو انکار کرتا ہے گویا وہ کتاب اللہ اور سنت نبوی ﷺ کو جھٹلاتا ہے اور اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كَلَّآ اِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ[83:المطففین:15]

''بیشک یہ لوگ اس روز اپنے پروردگار (کے دیدار) سے اوٹ میں ہوں گے۔''

ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر' عافیت وصحت کی درخواست کرتے ہیں اور اس کی دعا کہ ہمیں بھی اپنے پاک' مبارک ومنور چہرہ کی طرف دیکھنے کی نعمت سے نوازے! (آمین)

سوال: شفاعت پر ایمان کی دلیل کیا ہے اور یہ شفاعت کس کی طرف سے' کس کیلئے اور کب ہوگی؟

جواب: اللہ نے اپنے کلام پاک میں متعدد جگہوں پر شفاعت کا اثبات فرمایا ہے اور اس کے ساتھ بھاری قیود رکھی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسکی خبر دی ہے کہ وہی اس کا مالک ہے۔اس میں کسی کا ذرہ برابر بھی ہاتھ نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلۡ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيۡعًا [39:الزمر:44]

''کہہ دو! کہ سفارش تو سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔''

پھر یہ شفاعت کس وقت ہوگی؟ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ شفاعت اسی وقت ہوگی' جب اللہ تعالیٰ چاہے گا۔

مَنۡ ذَا الَّذِىۡ يَشۡفَعُ عِنۡدَهٗ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ [20:البقرۃ :255]

''کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ [10:یونس:3]

''کوئی (اس کے پاس) اس کے اذن حاصل کئے بغیر (کسی کی) کی سفارش نہیں کرسکتا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰى [53:النجم:26]

''اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں۔ جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی مگر اس وقت کہ اللہ جس کیلئے چاہے اجازت بخشے اور (سفارش) پسند کرے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ [34:سباء:23]

''اور اللہ کے ہاں (کسی کیلئے) سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اس کے لئے جس کے بارے میں وہ اجازت بخشے۔''

یہ شفاعت کس کی طرف سے ہوگی۔ اس کا جواب بھی اللہ تعالےٰ نے دے دیا ہے کہ یہ اس کی اجازت کے بعد ہوگی اور اس کی اجازت وہ صرف اپنے خاص و من پسند ممتاز بندوں ہی کو دے گا۔ جیسے کہ ارشاد ہے:

لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا

[78:النباء:38]

''کوئی بول نہ سکے گا مگر جس کو (اللہ) رحمٰن اجازت بخشے اور اس نے بات بھی درست کہی ہو۔''

اور ارشاد ہے:

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا [19:مریم:87]

"(لوگ) کسی کی سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے مگر جس نے اللہ سے اقرار لیا۔"

یہ شفاعت کس کیلئے ہوگی؟ اس سلسلہ میں اللہ تعالےٰ نے بتا دیا ہے۔ کہ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا' اسی کیلئے ہوگی۔

وَ لَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی [21:الانبیاء:28]

"اور وہ (اس کے پاس کسی کی) سفارش نہیں کر سکتے مگر اس شخص کی جس سے اللہ تعالےٰ خوش ہو۔"

اور فرمایا:

یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِیَ لَہٗ قَوْلًا [20طٰہٰ:109]

" اس روز کسی کی سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی مگر اس شخص کی جسے اللہ اجازت دے اور اس کی بات کو پسند فرمائے۔"

اور اللہ تعالےٰ صرف اہل توحید اور اہل اخلاص ہی سے راضی ہوگا اور جہاں تک دوسروں کی بات ہے' ان کے سلسلہ میں فرمایا:

مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ [40:غافر:18]

"ظالموں کا کوئی دوست نہ ہوگا اور نہ کوئی سفارشی' جس کی بات قبول کی جائے۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ○ وَ لَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ [26:الشعراء:100-101]

تو (آج) نہ کوئی ہمارا سفارش کرنے والا ہے' اور نہ گرم جوش دوست۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

فَمَا تَنْفَعُھُمْ شَفَاعَۃُ الشّٰفِعِیْنَ [74:المدثر:48]

"تو (اس حال میں) سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے حق میں

کچھ فائدہ نہ دے گی۔''

خود نبی اکرم ﷺ نے اس کی خبر دی ہے کہ انہیں شفاعت کا موقع دیا جائے گا۔ اس کی بھی خبر دی ہے کہ آپ ﷺ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے' عرش کے نیچے سجدہ کریں گے' اپنے رب کی ایسی تعریف کریں گے جو انہی کو معلوم ہے' بات شفاعت سے شروع نہ ہوگی یہاں تک کہ انہیں کہا نہ جائے گا کہ :

اِرْفَعْ رَأْسَکَ وَ قُلْ تُسْمَعْ وَ سَلْ تُعْطَ وَ اشْفَعْ تُشَفَّعْ ①

''اپنا سر اٹھاؤ اور کہو' سنا جائے گا' اور سوال کرو دیا جائے گا' اور سفارش کرو قبول کی جائے گی۔''

پھر اس کی بھی خبر دی کہ اہل توحید میں سے تمام عاصیوں کی ایک مرتبہ سفارش نہیں کریں گے' بلکہ :

فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ②

''سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی' میں ان لوگوں کو بہشت میں پہنچا دوں گا۔''

پھر لوٹ کر آپ ﷺ سجدہ کریں گے' پھر آپ کیلئے ایک حد قائم کی جائے گی۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: لوگوں میں سب سے بڑا خوش نصیب کون ہے جو آپ کی شفاعت سے بہرہ ور ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ ③

---

① ((بخاری: کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، رقم :6565۔۔۔ مسلم :کتاب الایمان، باب ادنیٰ اهل الجنة منزلة فیها، رقم :475 ۔۔۔ ترمذی: ابواب صفة القیامة، باب ماجاء فی الشفاعة، رقم :2434 ۔۔۔ ابن ماجه: ابواب الزهد، باب ذکر الشفاعة، رقم :4312 ))

② ((بخاری: کتاب التفسیر، باب قوله الله تعالیٰ ﴿و علم آدم الاسماء کلها﴾ رقم :4476۔۔۔ مسلم: کتاب الایمان، باب ادنی اهل الجنة منزلة فیها، رقم :475 ۔۔۔ ابن ماجه: ابواب الزهد، باب ذکر الشفاعة، رقم :4312))

③ ((بخاری: کتاب العلم، باب الحرص علی الحدیث، رقم :99 و کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، رقم :6570 ))

''جو شخص سچے دل سے لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کہے گا۔''

سوال : سفارش کی کتنی قسمیں ہیں اور سب سے بڑی قسم کون سی ہے؟

جواب : سب سے بڑی شفاعت' شفاعت عظمیٰ ہے جو قیامت کے دن ہوگی' جب سب لوگ اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہوں گے' اللہ تعالیٰ اس وقت اپنے بندوں کے فیصلہ کیلئے جلوہ افروز ہوں گے اور یہ شفاعت صرف ہمارے نبی محمد ﷺ کے لئے خاص ہوگی۔ یہی ''مقام محمود'' ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا[17:الاسراء:79]

''قریب ہے کہ اللہ تجھ کو مقام محمود میں داخل کرے۔''

وہ اس طرح کہ جب لوگ کھڑے کھڑے تنگ آ جائیں گے' وقوف لمبا ہو جائے گا' لوگوں کی پریشانی بڑھ جائے گی' پسینے سے لوگ شرابور ہوں گے' اس وقت سب سفارش کی تلاش میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے مابین فیصلہ فرمائے' سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے' پھر نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے' پھر ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام' پھر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ ان میں ہر نبی یہی فرمائے گا:۔ نفسی !نفسی !۔۔۔ پھر لوگ ہمارے آقائے نامدار' تاجدار مدینہ حضرت محمد ﷺ کے پاس آئیں گے' آپ ﷺ فرمائیں گے میں ہی سفارش کر سکتا ہوں۔

یہ پوری حدیث تفصیل کے ساتھ صحیحین میں موجود ہے۔

دوسری شفاعت: جنت کا دروازہ کھولنے کیلئے سفارش کرنا ہے۔ اس کا دروازہ سب سے پہلے ہمارے نبی محمد ﷺ کے لئے کھولا جائے گا۔ اور اس دروازہ میں سب سے پہلے جو امت داخل ہوگی وہ امت محمدی ہوگی۔

تیسری شفاعت: ایسے لوگوں کیلئے جن کے بارے میں حکم دیا تھا انہیں جہنم

میں ڈال دیا جائے پھر اس شفاعت کے ذریعے ان لوگوں کے بارے میں حکم ہوگا کہ انہیں جہنم میں داخل نہ کیا جائے۔

چوتھی شفاعت: اہل توحید میں سے جو جہنم میں داخل ہو چکے ہوں گے۔ انہیں اس شفاعت کے ذریعہ نکالا جائے گا' وہ جل کر کوئلہ ہو گئے ہوں گے لہذا انہیں نہر حیات میں ڈالا جائے گا۔ جس سے ان کے جسم اسی طرح اگیں گے' جس طرح ایک دانہ سیلاب کے پانی سے اگتا ہے۔

پانچویں شفاعت: یہ شفاعت ہوگی اہل جنت میں سے بعض لوگوں کی بلندی درجات کیلئے۔

یہ تینوں شفاعتیں ہمارے نبی اکرم ﷺ کیلئے خاص نہیں ہیں لیکن آپ سب سے مقدم ہوں گے' آپ کے بعد دوسرے انبیاء' فرشتوں' اور معصوم بچوں اور اولیاء کی سفارش قبول کی جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بغیر کسی سفارش کے بہت سے لوگوں کو جہنم سے نکالیں گے اور جنت میں داخل فرمائیں گے۔ ان کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے۔

چھٹی شفاعت: بعض کافروں کے عذاب میں تخفیف کیلئے یہ سفارش ہوگی اور یہ صرف ہمارے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہوگی اور وہ بھی اپنے چچا ابو طالب کیلئے' مسلم وغیرہ میں اس کا ذکر ہے۔ اس حدیث شریف کے الفاظ ہیں:

لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقٰى فِيهَا وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيهَا رِجلاً فَيَنْزَوِىْ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ وَ تَقُوْلُ قَطْ قَطْ وَ عِزَّتِكَ وَ يَبْقٰى فِى الْجَنَّةِ فَضْلٌ عَمَّنْ دَخَلَهَا فَيُنْشِئُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَقْوَامًا فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ①

''ہمیشہ جہنم میں لوگ ڈالے جائیں گے اور وہ یہی کہتی رہے گی اور کچھ ہے یہاں تک کہ پروردگار عزت والا اس میں اپنا پاؤں رکھ دے گا۔

① ((مسلم: كتاب الجنة، باب النار و يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء، رقم :7179 ... بخاری: كتاب التفسير، سورة ق، باب قوله ﴿و تقول هل من مزيد﴾ رقم :4849))

تب تو سمٹ کر رہ جائے گی۔ اس وقت کہنے لگے گی بس بس (میں بھر گئی) تیری عزت و کرم کی قسم! تو وہ بھر کر سمٹ جائے گی اور ہمیشہ جنت میں خالی جگہ رہے گی یہاں تک کہ اللہ اس کیلئے ایک مخلوق پیدا کرے گا اور اس کو اس جگہ میں رکھے گا۔"

سوال: کیا کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگا یا جہنم سے نجات پائے گا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

قَارِبُوْا وَ سَدِّدُوْا واعْلَمُوْا اَنَّه' لَنْ يَّنْجُوَا اَحَدٌ مِنْكُمْ بِعَمَلِهٖ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لاَ اَنْتَ؟ قَالَ وَ لاَ اَنَا اِلاَّ اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ①

"میانہ روی اختیار کرو اور درستی کے ساتھ عمل کرو۔ جان لو تم میں سے کوئی اپنے عمل کے ذریعے نجات نہ پائے گا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! اور نہ آپ ﷺ؟ فرمایا: نہ میں مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ مجھے اپنے فضل اور رحمت سے ڈھانپ لے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

سَدِّدُوْا وَ قَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا فَاِنَّه' لَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ اَحَدًا عَمَلُه' قَالُوْا: وَ لاَ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: وَ لاَ اَنَا اِلاَّ اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ وَ اعْلَمُوْا اَنَّ اَحَبَّ الْعَمَلِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُه' وَ اِنْ قَلَّ ②

① ((مسلم: كتاب صفات المنافقين، باب لن يدخل احد الجنة بعمله بل برحمة الله تعالىٰ، رقم: 7117 ۔۔۔ ترمذی: ابواب التفسير، باب و من سورة النساء، رقم: 3038 ۔۔۔ ابن ماجه: ابواب الزهد، باب التوقيى على العمل، رقم: 4201 بخارى كتاب الرقاق باب القصدو المداومة على العمل رقم6464))

② ((مسلم: كتاب الصفات المنافقين، باب لن يدخل احد الجنة بعلمه بل برحمة الله تعالىٰ، رقم: 4122 ۔۔۔ بخارى: كتاب الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل، رقم: 6467 ۔۔۔ نسائى: كتاب الايمان، باب الدين يسر، رقم: 5038))

درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو اور خوش رہو' اس لئے کہ کسی کو اسکا عمل جنت میں نہ لے جائے گا۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اور نہ آپ کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہ مجھ کو۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ اور جان لو اللہ تعالیٰ کو ایسا عمل بے حد پسند ہے۔ جو ہمیشہ کیا جائے اگر چہ وہ تھوڑا ہو۔

سوال: حدیث مذکور اور آیت کریمہ

وَ نُوْدُوْآ اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ [7:الاعراف:43]

''(اور اس روز منادی کر دی جائے گی کہ تم اپنے اعمال کے صلے میں جو دنیا میں کرتے تھے۔ اس بہشت کے وارث بنا دیئے گئے ہو۔)''

کے درمیان تطبیق کی کیا سبیل ہوگی؟

جواب: حدیث پاک اور آیت کریمہ کے مابین تضاد نہیں۔ الحمدللہ! آیت کریمہ میں جو ''باء'' ہے وہ سببیہ ہے۔ اس لئے کہ اعمال صالح جنت میں دخول کا سبب ہیں۔ حصول جنت ان اعمال کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے مسبّب کا وجود سبب کے وجود کے بعد ہی ہوتا ہے اور حدیث میں نفی کیلئے جو ''با'' وہ ''باء ثمنیہ'' یعنی قیمت کیلئے ہے۔ اس لئے کہ اگر کسی بندہ کو دنیا کی عمر ملے اور وہ عمر بھر دن کا روزہ رکھے اور رات کی نماز پڑھے اور ہر طرح کے معاصی سے بچا رہے' پھر بھی یہ سب اعمال اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ظاہری اور باطنی نعمتوں میں سے ایک معمولی نعمت کے دسویں حصے تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔ لہذا وہ دخول جنت کی قیمت کیسے ہو سکتی ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ [23:المومنون:118]

''میرے پروردگار مجھے بخش دے اور (مجھ پر) رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔''

سوال: من جملہ تقدیر پر ایمان کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا [33:الاحزاب38]

''اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا [8:الانفال:42]

''اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ جو کام ہو کر رہنے والا تھا' اسے کر ہی ڈالیں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَ مَنْ يُّؤْمِنْ م بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ [64:التغابن:11]

''کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی مگر اللہ کے حکم سے اور جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے' وہ اس کے دل کو بدل دیتا ہے۔''

اور ارشاد ہے:

وَ مَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ[3آل عمران:166]

''اور جو مصیبت تم پر' دونوں جماعتوں کے مقابلہ کے دن واقع ہوئی' سو اللہ کے حکم سے واقع ہوئی۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ○ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ [2:البقرة:156-157]

''ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی سیدھے رستے پر ہیں۔''

اسی طرح حدیث جبرائیل کے یہ الفاظ گزر چکے ہیں:

وَ تُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ (متفق علیه)

''اور یہ کہ تم اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔''

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

وَتَعْلَمَ اَنَّ مَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَاَنَّ مَا اَخْطَاَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ ①

''جب تک تم یہ نہ جانو کہ جو تجھے پہنچا ہے وہ کبھی چوکنے والا نہ تھا اور جو تجھے نہ پہنچا وہ کبھی ملنے والا نہ تھا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ اِنْ اَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّيْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَ كَذَا وَ لٰكِنْ قُلْ قَدْرُ اللّٰهِ وَ مَا شَآءَ فَعَلَ ②

''اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یوں مت کہو (اگر میں ایسا کرتا تو یہ مصیبت مجھ پر نہ آتی) بلکہ یوں کہو کہ اللہ تعالےٰ کی تقدیر میں ایسا ہی تھا جو اس نے چاہا کیا۔

اور ایک جگہ آپ نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتّٰى الْعَجْزُ وَ الْكَيْسُ ③

''ہر چیز تقدیر سے ہے۔ یہاں تک کہ عاجزی اور دانائی بھی۔''

سوال: تقدیر پر ایمان کے کتنے درجے ہیں

① ((ابوداؤد: كتاب السنة، باب فى القدر، رقم :4699 ، ايضاً: رقم :4700 ... ترمذى: ابواب القدر، باب ماجاء ان الايمان بالقدر خيره و شره، رقم :2144 ... ابن ماجه: كتاب السنه، باب في القدر، رقم :77 ... مشكوة: كتاب الايمان، باب الايمان بالقدر))

② ((مسلم: كتاب القدر، باب الايمان بالقدر والاذعان له، رقم :6774 ... ابن ماجه: كتاب السنه، باب فى القدر، رقم :79 ))

③ ((مسلم: كتاب القدر، باب كل شى بقدر، رقم:6751 ... مشكوة: كتاب الايمان، باب الايمان بالقدر))

جواب: تقدیر پر ایمان کے چار درجے ہیں

پہلا درجہ: اللہ تعالیٰ کے علم پر جو ہر تقدیر پر محیط ہے اور اس سے کائنات کا کوئی ذرہ غائب نہیں' نہ تو آسمانوں میں اور نہ ہی زمین میں۔ اللہ تعالیٰ کے اس علم محیط پر ایمان لانا اور اس پر بھی کہ اسے تمام مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے ہی علم تھا اور ان کا رزق' اجل' قول وعمل اور تمام حرکات وسکنات' اسرار ورموز' ظاہر وباطن' کا علم تھا اور اس کا بھی علم تھا کہ ان میں سے کون کونسے اہل جنت ہیں اور کون کونسے اہل جہنم ہیں۔

دوسرا درجہ: اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان لانا کا۔ وہ یہ کہ جو کچھ ہونے والا تھا اسے پہلے ہی کتاب میں لکھ رکھا تھا۔ اس ضمن میں لوح وقلم بھی داخل ہیں۔

تیسرا درجہ: اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت کاملہ پر ایمان لانا۔ اور یہ دونوں ''ما کان و ما یکون'' کے اعتبار سے لازم وملزوم ہیں لیکن ''مالم یکن ولاھو کائن'' کے اعتبار سے لازم وملزوم نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا وہ اس کی قدرت سے لامحالہ طور پر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے جسے نہیں چاہا' وہ اس کی مشیت نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوا' نہ کہ عدم قدرت کی وجہ سے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَه' مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لاَ فِي الْاَرْضِ ط اِنَّه' كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا [35:الفاطر:44]

''اور اللہ ایسا نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں سے کوئی چیز اس کو عاجز کر سکے۔ وہ علم والا اور قدرت والا ہے۔''

چوتھا درجہ: اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور آسمان وزمین اور جو کچھ بھی اسکے مابین ہے سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی طرح کائنات کی حرکات وسکنات کا بھی خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے علاوہ کوئی خالق ہے اور نہ ہی کوئی رب۔

سوال: درجہ اول یعنی اللہ تعالیٰ کے علم پر ایمان لانے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ[59:الحشر:22]

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا [65:الطلاق:12]

''اور یہ کہ اللہ اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

عَالِمِ الْغَیْبِ لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِ وَ لَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِیْ كِتَابٍ مُّبِیْنٍ [34:سبا:3]

''غیب کا جاننے والا ہے۔ ذرہ بھر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں' نہ آسمانوں میں نہ زمین میں اور کوئی چیز ذرہ سے چھوٹی یا بڑی ایسی نہیں مگر کتاب روشن میں لکھی ہوئی ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَه' [6:الانعام:124]

''اس کو اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ رسالت کا کونسا محل ہے اور وہ اپنی پیغمبری کسے عنایت فرمائے۔''

اور ارشاد ہے:

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ [16:النحل:125]

''جو اس کے رستے سے بھٹک گیا تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے اور جو رستے پر چلنے والے ہیں ان سے بھی خوب واقف ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰکِرِیْنَ [6:الانعام:53]

''بھلا اللہ شکر کرنے والوں سے واقف نہیں ہے؟''

اَوَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ [29:العنکبوت:10]

''کیا جو اہل علم کے سینوں میں ہے اللہ اس سے واقف نہیں؟''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ ج وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ [2:البقرة:30]

''اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا: کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت وخون کرتا پھرے؟ جبکہ ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں (اللہ نے) فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ عَسٰٓی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ عَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَ اللّٰہُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [2:البقرة:216]

''اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور تمہارے حق میں بھلی ہو اور

عجب نہیں کہ ایک چیز تمہیں بھلی لگے اور تمہارے لئے مضر ہو۔ (اوران باتوں کو) اللہ ہی بہتر جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔"

صحیح بخاری کی حدیث ہے:

قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَيُعْرَفُ اَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلِمَ يَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ قَالَ كُلٌّ يَعْمَلُ لِمَاخُلِقَ لَهٗ اَوْ لِمَا يُيَسَّرُ لَهٗ وَ فِيْهِ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ اَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللهُ اَعْلَمُ بِكَانُوْا عَامِلِيْنَ ①

"ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! کیا جنتی اور دوزخی پہچانے جا چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا: بیشک۔ اس نے کہا: پھر عمل کرنے والے کیوں عمل کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر شخص وہی کرتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے اور جس کی اسے توفیق ملی ہے اور آپ سے پوچھا گیا کہ اولاد مشرکین کا کیا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ خوب جانتا ہے جو وہ عمل کرنے والے تھے۔

مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ اَهْلاً خَلَقَهُمْ لَهَا وَ هُمْ فِيْ اَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ وَ خَلَقَ لِلنَّارِ اَهْلاً خَلَقَهُمْ لَهَا وَ هُمْ فِيْ اَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ ②

"اللہ تعالے نے جنہیں جنت کے لائق بنایا ہے انہیں جنت ہی کیلئے پیدا کیا جب کہ وہ اپنے باپ کی صلب میں تھے اور جہنم کیلئے جن لوگوں کو

① ((بخاری: کتاب القدر، باب جف القلم علی علم الله، رقم :6596 و باب الله اعلم بما کانوا عاملین، رقم :6597 ... مسلم: کتاب القدر، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة، رقم :6762 ... نسائی: کتاب الجنائز، باب اولاد المشرکین، رقم :1951 ))

② ((مسلم: کتاب القدر، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة، رقم :6768 ... ابوداؤد: کتاب السنة، باب فی ذراری المشرکین، رقم :4713 ... نسائی: کتاب الجنائز، باب الصلوة علی الصبیان، رقم :1949 ... ابن ماجه: کتاب السنه، باب فی القدر، رقم :82 ... مشکوة: کتاب الایمان، باب الایمان بالقدر))

بنایا ان کو جہنم ہی کیلئے بنایا۔ اس حال میں کہ وہ اپنے باپ کی صلب میں تھے۔ (اور اسی میں ہے)"

اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ عَمَلَ اَھْلِ الْجَنَّةِ فِیْمَا یَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَ ھُوَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ وَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ عَمَلَ اَھْلَ النَّارِ فِیْمَا یَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَ ھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ ①

"ایک آدمی لوگوں کے سامنے جنتیوں کا سا عمل کرتا ہے۔ لیکن وہ جہنمی ہوتا ہے۔ دوسرا آدمی لوگوں کے سامنے جہنمیوں جیسا عمل کرتا ہے۔ لیکن وہ جنتی ہوتا ہے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

مَا مِنْکُمْ مِنْ نَفْسٍ اِلَّا وَ قَدْ عُلِمَ مَنْزِلُھَا مِنَ الْجَنَّةِ وَ النَّارِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلِمَ نَعْمَلُ اَفَلَا نَتَّکِلُ قَالَ لَآ اِعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ ②

"تم میں سے ہر شخص کا ٹھکانا جنت میں ہوگا یا جہنم میں (پہلے ہی) لکھ دیا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا پھر تقدیر کے لکھے پر بھروسہ کرلیں؟ (عمل کرنا چھوڑ دیں) آپ نے فرمایا: نہیں! نیک عمل کئے جاؤ ہر شخص کو وہی آسان معلوم ہوگا' جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔"

پھر آپ نے فرمایا:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَ اتَّقٰی O وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی O فَسَنُیَسِّرُهٗ

① ((مسلم: کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی، فی بطن امه وکتابه و رزقه واجله وعمله، رقم: 6741 ۔۔۔ بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة صلوات الله علیهم، رقم: 3208 ۔۔۔ ابوداؤد: کتاب السنة، باب فی القدر، رقم: 4708 ۔۔۔ ابن ماجه: کتاب السنة، باب فی القدر، رقم: 78))

② ((مسلم: کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امه، رقم: 6733 ۔۔۔ بخاری: کتاب الجنائز، باب موعظة المحدث عند القبر، رقم: 1362 ۔۔۔ ابوداؤد: کتاب السنة، باب فی القدر، رقم: 4694 ۔۔۔ ترمذی: ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة ﴿والیل اذا یغشی﴾ رقم: 3344))

لِلْيُسْرٰى ۝ وَ اَمَّا مَنْ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰى ۝ وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝ [92:اللیل:5-10]

''اور جس نے اللہ کے راستے میں مال دیا اور پرہیزگاری کی اور نیک بات کو سچ جانا اس کو ہم آسان طریقے کی توفیق دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا اور نیک بات کو جھوٹ سمجھا اسے سختی میں پہنچائیں گے۔''

سوال: درجہ ثانیہ یعنی تقدیر لکھی جانے کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ [36:یس:12]

''ہر چیز کو کتاب روشن (یعنی لوح محفوظ) میں لکھ رکھا ہے۔''

اور ارشاد ہے:

اِنَّ ذٰلِكَ فِیْ كِتٰبٍ [22:الحج:70]

''بیشک یہ (سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے۔''

ایک اور ارشاد ہے:

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَ لَا یَنْسَى [20:طه:51-52]

''کہا کہ پہلی جماعتوں کا کیا حال ہے؟ کہا: ان کا علم میرے پروردگار کو ہے جو کتاب میں (لکھا ہوا) ہے میرا پروردگار نہ چوکتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ مَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَ مَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّ لَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى

اللہِ یَسِیۡرٌ [35: فاطر:11]

''اور کوئی عورت نہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ جنم دیتی ہے مگر اس کے علم سے، اور نہ کسی بڑی عمر والے کو عمر زیادہ دی جاتی ہے نہ اس کی عمر کم کی جاتی ہے مگر سب کچھ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ بیشک یہ اللہ تعالٰی کے لئے آسان ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

مَا مِنۡ نَفۡسٍ مَنۡفُوۡسَةٍ اِلَّا کُتِبَ مَکَانُھَا مِنَ الۡجَنَّةِ وَ النَّارِ وَ اِلَّا قَدۡ کُتِبَتۡ شَقِیَّةً اَوۡ سَعِیۡدَةً ①

''تم میں سے ہر شخص کا، ہر جان کا جو دنیا میں پیدا ہوا ایک ٹھکانا لکھ لیا گیا ہے کہ وہ جنت میں ہوگا یا جہنم میں اور یہ بھی لکھ لیا گیا ہے کہ وہ نیک بخت ہے یا بدبخت۔''

اسی سلسلہ میں حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم نے کہا:

یَا رَسُوۡلَ اللہِ بَیِّنۡ لَنَا دِیۡنَنَا کَاَنَّا خُلِقۡنَا الۡآنَ فِیۡمَا الۡعَمَلُ الۡیَوۡمَ اَفِیۡمَا جَفَّتۡ بِهِ الۡاَقۡلَامُ وَ جَرَّتۡ بِهِ الۡمَقَادِیۡرُ اَمۡ فِیۡمَا نَسۡتَقۡبِلُ قَالَ لَابَلۡ فِیۡمَا جَفَّتۡ بِهِ الۡاَقۡلَامُ وَ جَرَتۡ بِهِ الۡمَقَادِیۡرُ قَالَ فَفِیۡمَ الۡعَمَلُ ؟ فَقَالَ اِعۡمَلُوۡا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ ②

''یا رسول اللہ ﷺ ہمارا دین بیان کیجئے۔ گویا ہم اب پیدا ہوئے، ہم جو عمل کرتے ہیں تو اس مقصد کیلئے کرتے ہیں جس کو لکھ کر قلم سوکھ گیا اور تقدیر جاری ہوگئی۔ یا اس مقصد کیلئے جو آگے ہونے والا ہے؟

① ((بخاری: کتاب الجنائز، باب موعظة المحدث عند القبر، رقم :1362 ۰۰۰ مسلم: کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امه، رقم :6733 ۰۰۰ ابوداؤد: کتاب السنه، باب فی القدر، رقم :4694 ۰۰۰ ابن ماجه: کتاب السنه، باب فی القدر، رقم :78))

② ((مسلم: کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امه، رقم :6735 ۰۰۰ ابن ماجه: کتاب السنه، باب فی القدر، رقم :91 ۰۰۰ ترمذی: ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة هود، رقم :3111 )))

آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ اس مقصد کیلئے عمل کرو، جس کو لکھ کر قلم سوکھ گیا اور تقدیر جاری ہو چکی ہے۔ سراقہ نے کہا: پھر عمل سے کیا فائدہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عمل کرو۔ ہر ایک کیلئے اس کا کام آسان کیا گیا ہے۔''

وَ فِيْ رِوَايَةٍ كُلُّ عَامِلٍ مُيَسَّرٌ لِّعَمَلِهٖ ①

ایک روایت میں یہ ہے کہ ہر ایک کام کرنے والے کیلئے اس کا کام آسان کیا گیا ہے۔

سوال: اس درجہ میں کتنی تقدیریں داخل ہیں؟

جواب: اس میں پانچ تقدیریں داخل ہیں تمام کی تمام علم کی طرف لوٹتی ہیں۔ پہلی تقدیر ہے اس کا لکھا جانا آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے جب کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا۔ اس کو تقدیر ازلی کہتے ہیں۔

دوسری تقدیر' تقدیر عمری یعنی عہد و پیمان لیا گیا: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ محشر کے دن' تیسری تقدیر بھی ''تقدیر عمری'' ہے۔ یعنی رحم مادر میں نطفہ کی تقدیر کے وقت' چوتھی تقدیر ''حولی فی لیلۃ القدر'' پانچویں تقدیر ''تقدیر یومی'' اس میں ہر چیز کو اسکی اصلی جگہ پر رکھا جاتا ہے۔

سوال: تقدیر ازلی کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا [57: الحديد:22]

''کوئی مصیبت ملک پر اور خود تم پر نہیں پڑتی مگر بیشتر اسکے کہ ہم اس کو پیدا کریں ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔''

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

① ((مسلم: كتاب القدر، باب كيفية خلق الآدمي في بطن امه، رقم :6736))

كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلاَئِقِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰاتِ وَالاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَ عَرْشُه' عَلَى الْمَآءِ ①

''اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر کو لکھا' آسمان اور زمین کو بنانے سے پچاس ہزار برس پہلے اس وقت پروردگار کا عرش پانی پر تھا۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَه' اُكْتُبْ فَقَالَ رَبِّ وَ مَا ذَا اَكْتُبُ؟ قَالَ اُكْتُبْ مَقَادِيْرَ كُلِّ شَيءٍ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ ②

''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس سے کہا لکھ' اس نے کہا: کیا لکھوں' فرمایا: لکھ ہر چیز کا اندازہ قیامت تک۔''

سنن میں ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا اَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لاَقٍ ③

''ابوہریرۃ! جو کچھ تجھے پیش آنے والا ہے' اسے قلم لکھ کر سوکھ گیا ہے۔''

سوال: عہد و پیمان کے دن تقدیر عمری کی کیا دلیل ہے؟

جواب: ارشاد ربانی ہے:

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ م بَنِيْٓ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ج اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى ج شَهِدْنَا [7:الاعراف:172]

''اور تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے یعنی ان کی پیٹھوں سے ان کی

① ((مسلم:كتاب القدر، باب حجاج آدم و موسى، رقم :6748 ... ترمذى: ابواب القدر، باب عظام امر الايمان بالقدر، رقم :2156 ... مشكوة: كتاب الايمان، باب الايمان بالقدر))

② ((ابوداؤد: كتاب السنة، باب القدر، رقم :4700 ... ترمذى: ابواب القدر، باب عظام امر الايمان بالقدر، رقم :2155 ... مشكوة: كتاب الايمان، باب الايمان بالقدر))

③ ((بخارى: كتاب النكاح، باب مايكره من التبتل والخصاء، رقم :5076 ... نسائى: كتاب النكاح، باب النهى عن التبتل، رقم :3217))

اولاد نکالی تو ان سے خود ان کے مقابلے میں اقرار کرالیا (یعنی ان سے پوچھا) کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ وہ کہنے لگے کیوں نہیں؟ ہم گواہ ہیں کہ تو ہمارا پروردگار ہے۔"

اسحاق بن راھویہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللهِ اَتَبْتَدِأُ الْاَعْمَالَ اَمْ قَدْ مَضٰى الْقَضَاءُ فَقَالَ اِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَمَّا اَخْرَجَ ذُرِيَّةَ آدَمَ مِنْ ظَهْرِهٖ اَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ ثُمَّ اَفَاضَ بِهِمْ فِي كَفَّيْهِ فَقَالَ هٰؤُلَآءِ لِلْجَنَّةِ وَ هٰؤُلَآءِ لِلنَّارِ فَاَهْلُ الْجَنَّةِ مُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اَهْلُ النَّارِ مُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ [۲]

"یا رسول اللہ! (انسان کے) اعمال کی تقدیر لکھنا جاری ہے یا اسکی مدت ختم ہو چکی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے انکی ذریت نکالی تو ان سب کو اپنے آپ کا گواہ بنایا، پھر انکو اپنی مٹھی میں لیکر پھینک دیا اور فرمایا: یہ لوگ اہل جنت ہیں اور یہ لوگ اہل جہنم۔ اہل جنت کو جنتیوں والے کام کی توفیق ملے گی اور اہل جہنم کو جہنمیوں والے کام کی۔"

مؤطا میں مذکور ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب سے ایک مرتبہ جب اس آیت کریمہ سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کسی کو یہی سوال کرتے سنا ہے جس کا جواب آپ ﷺ نے یوں دیا۔

اِنَّ اللهَ تَعَالٰى خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَآءِ لِلْجَنَّةِ وَ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

---

[۲] ((اخرجه البخاری فی التاريخ الكبير (191/8) والحاكم فی المستدرك (31/1) والطبرانی فی المعجم الكبير (168/22) والهيثمی فی مجمع الزوائد، (187/7)))

يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَه، فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰوْلآءِ لِلنَّارِ وَ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُوْنَ ②

''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا' پھر انکی پشت پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرا اور اولاد نکالی' اور فرمایا: ان لوگوں کو میں نے جنت کیلئے پیدا کیا اور یہ لوگ جنتیوں والے کام کریں گے۔ پھر ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اولاد نکالی' اور فرمایا: ان لوگوں کو میں نے جہنم کیلئے پیدا کیا اور یہ لوگ جہنمیوں کے کام کریں گے۔''

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے حدیث مروی ہے کہ آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں ایک مرتبہ اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا:

اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ فَقُلْنَا لاَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِىْ فِي يَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَآءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اَسْمَآءُ اٰبَاءِ هِمْ وَ قَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ فَلاَيُزَادُ فِيْهِمْ وَ لاَ يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا

''کیا تم جانتے ہو یہ دونوں کتابیں کیسی ہیں؟ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم نہیں جانتے الا یہ کہ آپ ہی بتلائیں آپ ﷺ نے فرمایا: اس کتاب کے متعلق جو آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ میں تھی یہ رب العالمین کی کتاب ہے۔ اس میں اہل جنت اور ان کے آباء و اجداد اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں۔ پھر مختصر طور پر آخیر تک انکی تقدیر لکھ دی ہے۔ ان میں نہ تو کبھی اضافہ کیا جائے گا اور نہ کمی کی جائے گی۔''

پھر آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا:

② ((ابوداؤد: کتاب السنة، باب القدر، رقم :4700 ۔۔۔ ترمذی: کتاب التفسیر باب و من سورة الاعراف رقم3075 ۔۔۔ مشکوة: کتاب الایمان، باب الایمان بالقدر))

هٰذَا كِتَابٌ مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ النَّارِ وَ اَسْمَاءُ اٰبَائِهِمْ وَ قَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ فَلاَ يُزَادُ فِيْهِمْ وَ لاَ يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا

''یہ رب العالمین کی کتاب ہے۔اس میں اہل جہنم اوران کے آباءواجداد اوران کے قبیلوں کے نام ہیں۔پھر مختصر طور پر اخیر تک ان تمام کی تقدیر لکھ دی ہے۔ان میں نہ کبھی اضافہ کیا جائے گا اور نہ کمی کی جائے گی۔''

یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: پھر عمل کیسا' اے اللہ کے رسول ﷺ اگر یہ معاملہ طے ہو چکا ہے تو آپ نے فرمایا:

سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا فَاِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اِنْ عَمِلَ اَىَّ عَمَلٍ وَ اِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلَ النَّارِ وَ اِنْ عَمِلَ اَىَّ عَمَلٍ

''درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو' بے شک اہل جنت کا خاتمہ جنتیوں والے عمل پر ہوگا۔خواہ وہ کوئی بھی عمل کرے اور اہل جہنم کا خاتمہ جہنمیوں والے عمل پر ہوگا۔خواہ وہ کوئی بھی عمل کرے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے وہ کتاب پھینک دی پھر فرمایا:

فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ①

''اللہ تعالیٰ بندوں کی تقدیر لکھ کر فراغت پا چکا ہے ایک جماعت جنت میں داخل ہوگی اور ایک جہنم میں''

سوال: ابتدائی تخلیق کے نطفہ سے متعلق تقدیر عمری کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ

① ((ترمذی: ابواب القدر، باب ان اللہ کتب کتاباً، رقم :2141.... مشکوۃ، کتاب الایمان، باب الایمان بالقدر))

بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى[53:النجم:32]

''وہ تم کو خوب جانتا ہے جب اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے۔ تو اپنے آپ کو پاک صاف نہ جتاؤ' جو پرہیز گار ہے۔ وہ اس سے خوب واقف ہے۔''

صحیحین کی ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُه' فِي بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنَ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يُرْسَلُ اِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ وَ يُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ يُكْتَبُ رِزْقُهُ وَ اَجَلُه' وَ عَمَلُه' وَ شَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ فَوَالَّذِىْ لَا اِلٰهَ غَيْرُه' اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَه' وَ بَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَه' وَ بَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا ⓬

''بے شک تم میں سے ہر آدمی کا نطفہ اس کے ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے پھر چالیس دن لہو کی پھٹکی ہو جاتا ہے' پھر چالیس دن میں گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور چار باتوں کا اسے

⓬ ((بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة صلوٰت الله علیهم، رقم :3208 ۰۰۰ مسلم: کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امه، رقم :6723 ۰۰۰ ابوداؤد: کتاب السنة، باب فی القدر، رقم :4707 ۰۰۰ ترمذی: ابواب القدر، باب ماجاء ان الاعمال بالخواتیم، رقم :2137۰۰۰ ابن ماجه: کتاب السنة، باب فی القدر، رقم :76))

حکم دیتا ہے وہ اس کی روزی لکھتا ہے اور اس کی عمر لکھتا ہے اور اس کا عمل لکھتا ہے اور یہ کہ وہ نیک بخت (جنتی) ہوگا یا بدبخت (جہنمی) ہوگا۔ میں قسم کھاتا ہوں اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بیشک تم لوگوں میں کوئی بہشتیوں کا کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے۔ پھر تقدیر اس پر غالب ہو جاتی ہے سو وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح وہ دوزخ میں جاتا ہے اور کوئی آدمی عمر بھی دوزخیوں کے کام کرتا ہے یہاں تک کہ دوزخ میں اور اس میں سوائے ایک ہاتھ کے کچھ فرق نہیں رہتا پھر تقدیر کا لکھا غالب ہوتا ہے سو وہ بہشتیوں کے کام کرنے لگتا ہے۔ اس طرح وہ بہشت میں داخل ہوتا ہے۔''

سوال: لیلۃ القدر میں تقدیر حولی (سالانہ) کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالٰی کا یہ ارشاد ہے:

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيمٍ [44:الدخان:4]

''اسی رات میں تمام حکمت کے کام فیصل کئے جاتے ہیں۔ (یعنی) ہمارے ہاں سے حکم ہو کر۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:

يُكْتَبُ مِنْ اُمِّ الْكِتَابِ فِيهِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ فِي السَّنَةِ مِنْ مَوْتٍ اَوْ حَيٰوةٍ وَ رِزْقٍ وَ مَطَرٍ حَتَّى الْحُجَّاجَ يُقَالُ يَحُجُّ فُلَانٌ (الدر المنثور ج6 ص25)

''سال بھر میں جو واقعات پیش ہونے والے ہوتے ہیں یعنی موت' زندگی' رزق' بارش' یہاں تک کہ حاجیوں کے بارے میں کہ فلاں فلاں حج کرے گا' یہ ساری باتیں لکھی جاتی ہیں۔

"اس حدیث کو الحسن سعید بن جبیر' مقاتل' ابوعبدالرحمٰن وغیرہم نے نقل کیا ہے۔"

سوال: تقدیر یومی کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ [55:الرحمٰن :29]

"وہ ہر روز کام میں مصروف رہتا ہے۔"

صحیح حاکم میں حضرت ابن عباس سے یہ روایت منقول ہے:

اِنَّ مِمَّا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَوْحًا مَحْفُوْظًا مِن دَرَّةٍ بَيْضَاءَ دَفْتَاه' مِنْ يَاقُوْتَةٍ حَمْرَاءَ قَلَمُه' نُوْرٌ وَ كِتَابُه' نُوْرٌ يَنْظُرُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ ثَلاثَ مَائِةٍ وَّ سِتِّيْنَ نَظْرَةً اَوْمَرَّةً فَفِيْ كُلِّ نَظْرَةٍ مِّنْهَا يَخْلُقُ وَ يَرْزُقُ وَ يُحْيِي وَ يُمِيْتُ وَ يُعِزُّ وَ يُذِلُّ فَفَعَلَ مَا يَشَآءُ فَذٰلِكَ قَوْلُه' تَعَالٰی ①

"اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک لوح محفوظ ہے جسے سفید موتی سے پیدا کیا اس کی دونوں دفتیاں سرخ یاقوت کی' قلم نور کا' اس کی کتابت نور کی' اسے ہر روز تین سو ساٹھ بار دیکھتا ہے اور ہر بار اس سے مخلوق کو پیدا کرتا ہے' رزق دیتا ہے۔ زندہ کرتا ہے' موت دیتا ہے' عزت دیتا ہے' ذلت دیتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔ (وہ ہر روز کام میں مصروف رہتا ہے۔)"

یہ تمام "تقدیر ازلی" کی تفصیل ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کرنے کے بعد اسے حکم دیا کہ وہ لوح محفوظ میں لکھ دے۔ اسی سے حضرت ابن عمر' ابن عباس رضی اللہ عنھما نے اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کی ہے۔

اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ [45:الجاثیہ :29]

① ((مستدرک الحاکم(474/2) مصنف عبدالرزاق(263/2) و قال الحاکم صحیح الاسناد))

”جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہم لکھواتے تھے۔“

اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے علم جو کہ اسکی صفت ہے سے صادر ہونے والی چیزیں ہیں۔

سوال: سعادت وشقاوت کے متعلق سابقہ تقدیروں کا کیا تقاضا ہے؟

جواب: تمام آسمانی کتابوں' نبوی سنتوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سابقہ تقدیریں عمل سے نہیں رکتی اور اس پر بھروسہ کو واجب نہیں کرتی۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو خبر دی ہے کہ پہلے ہی تقدیریں لکھی جا چکی ہیں۔ اور وہ جاری ہیں۔ قلم سوکھ چکے ہیں۔ یہ سن کر بعض نے کہا کہ کیا ہم اپنے نوشتہ تقدیر پر بھروسہ کر لیں اور عمل چھوڑ دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اِعۡمَلُوۡا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ①

”عمل کرو' ہر ایک کیلئے اسکا کام آسان کر دیا گیا ہے۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَ اتَّقٰى [92:اللیل:5]

”تو جس نے (اللہ کے راستے میں مال) دیا اور پرہیزگاری کی۔“

اللہ تعالیٰ نے تقدیریں مقرر فرمائیں' اس کے اسباب مہیا کئے' وہ حکیم ہے۔ معاش و معاد کے اسباب قائم کئے ہیں دنیا و آخرت میں سے جس مخلوق کو جس کے لئے پیدا فرمایا اس کی توفیق دیتا ہے۔ لہذا جب بندہ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اسکی آخرت کے مصالح اس کے اسباب سے مربوط ہے تو وہ ان اسباب کو بجا لانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ اس طرح دنیاوی مصالح و معاش کے سلسلہ میں بھی کوشش کرتا ہے۔ اس صحابی رضی اللہ عنہ نے اس حقیقت کو بھی اچھی طرح سمجھ لیا تھا جس نے تقدیر والی حدیث سن کر کہا تھا کہ اس وقت میں سب سے زیادہ کوشش کرنے والا ہوں۔ خود

① ((مسلم: کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امه، رقم :6735))

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِحْرِصْ مَا یَنْفَعُکَ وَ اسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَ لَا تَعْجِزْ ①

''جو عمل تجھے نفع دے اس کی حرص کرو اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور عاجز نہ بنو۔''

اسی طرح ایک صاحب نے جب آپ ﷺ سے پوچھا کہ بعض دواؤں سے ہم علاج کرتے ہیں۔ بسا اوقات جھاڑ پھونک کرتے ہیں۔ کیا یہ چیزیں تقدیر کو پھیر سکتی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

هِیَ مِنْ قَدْرِ اللّٰہِ ② وہ بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں سے ہے۔

''یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے خیر و شر اور اس کے اسباب کو مقدر فرمایا ہے۔''

سوال: تقدیر کا تیسرا درجہ یعنی ایمان بالمشیۃ (مشیت الٰہی پر ایمان) کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ مَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ [76:الدھر:30]

''اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر جو اللہ کو منظور ہو۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ لَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا ۝ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ [12:الکھف:23]

''اور کسی کام کی نسبت نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا۔ مگر (ان شاء اللہ کہہ کر) یعنی اللہ چاہے تو کروں گا۔''

اور ارشاد ہے:

---

① ((مسلم: کتاب القدر، باب الایمان بالقدر، رقم :6774۔۔۔ ابن ماجه: کتاب السنه، باب فی القدر، رقم :79 و ابواب الزهد، باب التوکل والیقین، رقم :4168 ۔۔۔ مسند احمد: عن ابی هریره (366/2)، رقم :8573۔۔۔ بلوغ المرام : کتاب الجامع، باب الترغیب فی مکارم الاخلاق رقم1321))

② ((ترمذی: ابواب الطب، باب ماجاء فی الرقی والأدویة، رقم :2065 ۔۔۔ ابن ماجه: ابواب الطب، باب ماانزل الله داءً إلا انزل الله له شفاءً، رقم :3437 ۔۔۔ مشکوٰۃ: کتاب الایمان، باب الایمان بالقدر))

مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَ مَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ [6:الانعام:39]

''جس کو اللہ چاہے گمراہ کر دے۔ جس کو اللہ چاہے سیدھے راستے پر ڈال دے۔''

اور ارشاد فرمایا:

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً [5:المائدة:48]

''اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی جماعت کر دیتا۔''

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً [42:الشوریٰ:8]

''اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو ایک ہی جماعت کر دیتا۔''

وَ لَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ [47:محمد:4]

''اور اگر اللہ چاہتا تو (اور طرح) ان سے انتقام لیتا۔''

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ [85:البروج:16] ''جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔''

اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ [36:یس:82]

''اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے (ہو جا) تو ہو جاتی ہے۔''

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ [16:النحل:40]

''جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ہماری بات یہی ہوتی ہے کہ اس کو کہہ دیتے ہیں (ہو جا) تو وہ ہو جاتی ہے۔''

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَ مَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا [6:الانعام:125]

''تو جس شخص کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے تو اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے کہ گمراہ کرے تو اس کا سینہ تنگ

اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے۔"



رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

اِنَّ قُلُوْبَ بَنِیْ آدَمَ کُلُّھَا بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ کَقَلْبٍ وَاحِدٍ یُصَرِّفُهٗ حَیْثُ یَشَآءُ ①

"بندوں کے دل پروردگار کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ایک دل کی مانند ہوتے ہیں۔اللہ جس طرح چاہتا ہے پھیرتا ہے۔"

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے وادی میں صحابہ کو سوتے وقت فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَبَضَ اَرْوَاحَکُمْ حِیْنَ شَآءَ وَ رَدَّھَا حِیْنَ شَآءَ ②

"اللہ تعالیٰ نے جب چاہا تمہاری جانیں قبض کرلیں اور جب چاہا پھر تم کو دے دیں۔"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

اِشْفَعُوْا تُشَفَّعُوْا وَ یَقْضِی اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّهٖ مَا شَآءَ ③

"سفارش کرو تم کو ثواب ملے گا اور اللہ واحد اپنے پیغمبر کی زبان سے جو چاہے گا حکم دے گا۔"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

① ((مسلم: کتاب القدر، باب تصریف اللہ القلوب کیف شاء، رقم :6750 ۔۔۔ ابن ماجه: ابواب الدعاء، باب دعاء رسول اللہ ﷺ، رقم :3834 ))

② ((بخاری: کتاب مواقیت الصلوۃ، باب الاذان بعد ذهاب الوقت، رقم :595 ۔۔۔ ابوداؤد: کتاب الصلوۃ، باب فی من نام عن صلوۃ او نسیها، رقم :489 ۔۔۔نسائی: کتاب الامامة، باب الجماعة للفائت من الصلاۃ، رقم :847 ))

③ ((نسائی: کتاب الزکوۃ، باب الشفاعة فی الصدقة، رقم :2557 ۔۔۔ بخاری: کتاب الزکوۃ، باب التحریض علی الصدقة والشفاعة فیها، رقم :1432 ۔۔۔ مسلم: کتاب البر والصلة والادب، باب استحباب الشفاعة فی مالیس بحرام، رقم :6691 ۔۔۔ ابوداؤد: کتاب الادب، باب فی الشفاعة، رقم :5131 ۔۔۔ ترمذی: ابواب العلم، باب ماجاء عن الدال الخیر کفاعله، رقم :2672))

مَنْ يُرِدِ اللهُ تَعَالَىٰ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ①

"اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ اِذَا اَرَادَاللهُ تَعَالٰی رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِّنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا وَاِذَا اَرَادَاللهُ هَلَكَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَ نَبِيُّهَا حَيٌّ ②

"اللہ تعالیٰ جب کسی امت پر رحم کرتا ہے۔تو اس کا نبی امت کی ہلاکت سے پہلے گزر جاتا ہے۔اور وہ اپنی امت کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔اور جب کسی امت کی تباہی چاہتا ہے تو اس کو اس کے نبی کے سامنے ہلاک کرتا ہے۔"

سوال: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول ﷺ کی زبانی اپنی صفات سے متعلق بتایا ہے کہ وہ محسنین، متقین اور صابرین سے محبت فرماتا ہے۔ اور ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں سے خوش ہوتا ہے اور کافروں اور ظالموں کو پسند نہیں فرماتا اور نہ ہی اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند کرتا ہے اور نہ فساد بگاڑ کو جبکہ یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے ارادہ سے وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ اسکی مرضی کے بغیر کوئی چیز واقع نہیں ہوسکتی۔ اس کی بادشاہت میں اسکی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں ہوسکتا تو پھر اسکا جواب کیا ہوگا جب کوئی شخص یہ سوال کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو ناپسندیدہ ہیں اس کے وقوع پذیر ہونے کے بارے میں وہ ارادہ کیوں کرتا ہے اور وہ ویسا چاہتا کیوں ہے؟

جواب: معلوم ہونا چاہیے کہ نصوص میں ارادہ لفظ آیا ہے وہ دو معنوں میں آیا ہے۔ ارادہ کونی وقدری جسے مشیت بھی کہا جاتا ہے۔اس کے اور محبت ورضا کے مابین

① ((بخاری: کتاب العلم، باب من يرد الله به خيراً، رقم :71 . . . ترمذی : كتاب العلم، باب اذا اراد الله بعبد خيراً يفقهه فى الدين، رقم :2645 . . . ابن ماجه: كتاب السنه، باب فضل العلماء، رقم :220 ))

② ((مسلم: كتاب الفضائل، باب اذا اراد الله رحمة امة، رقم :5965 ))

تلازم نہیں۔ بلکہ اس میں کفر وایمان، طاعت وعصیان، پسند وناپسند، محبوب ومکروہ سب شامل ہیں۔ اس ارادہ سے کوئی نکل نہیں سکتا اور نہ ہی اس سے چھٹکارا پا سکتا ہے۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَه، يَشْرَحْ صَدْرَه، لِلْاِسْلَامِ وَ مَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّه، يَجْعَلْ صَدْرَه، ضَيِّقًا حَرَجًا [6: الانعام:125]

''تو جس شخص کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے اس کے سینے کو اسلام کیلئے کھول دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرے اس کا سینہ تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَه، مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ [5: المائدہ :41]

''اور اگر اللہ کسی کو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے تم اللہ سے (ہدایت کا) اختیار نہیں رکھتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنا نہیں چاہا۔''

دوسرا ارادہ دینی وشرعی ارادہ ہے جو اللہ تعالےٰ کی مرضی اور اسکی محبت کیساتھ خاص ہے اسکے مقتضی پر اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے اور منع فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالےٰ ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ [2: البقرۃ:185]

''اللہ تعالےٰ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ يَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ [4: النساء:26]

''اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ (اپنی آیتیں) تم سے کھول کھول کر بیان

فرمائے اور تم کو اگلے لوگوں کے طریقے بتائے اور تم پر مہربانی کرے اور اللہ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔"

اس ارادے کی اتباع اسی کو حاصل ہوتی ہے۔ جس کے بارے میں ارادہ کونیہ ہو چکا ہو۔ لہٰذا ایک فرمانبردار مومن کے حق میں ارادہ کونیہ وارادہ شرعیہ دونوں جمع ہو سکتے ہیں اور فاجر و گنہگار کے حق میں ارادہ کونیہ ہی ہو سکتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے اپنے بندوں کو عام طور پر اپنی مرضی کی طرف بلایا ہے اور اسکی دعوت پر لبیک کہنے کی توفیق دی ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِالسَّلَامِ وَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ [10:یونس:25]

"اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔"

اس میں اللہ تعالےٰ نے اپنی دعوت کو عام کر دیا ہے اور ہدایت اپنے ارادہ پر خاص کر دی ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى [53:النجم:30]

"تمہارا پروردگار اس کو خوب جانتا ہے جو اس کے رستے سے بھٹک گیا۔ اس سے بھی خوب واقف ہے جو رستے پر چلا۔"

سوال: تقدیر پر ایمان لانے کے چوتھے درجہ کی دلیل کیا ہے؟ جسے درجہ تخلیق بھی کہتے ہیں۔

جواب: اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ [39:الزمر:62]

"اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور ہر چیز کا نگران ہے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ [35:فاطر:3]

''کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق (اور رازق) ہے۔ جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق دے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ [31:لقمان:11]

''یہ تو اللہ کی تخلیق ہے تم مجھے دکھلاؤ کہ اللہ کے سوا جو لوگ ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا ہے؟''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ [30:الروم:40]

''اللہ ہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا' پھر تم کو رزق دیا' پھر تم کو مارے گا' پھر زندہ کرے گا' بھلا تمہارے (بنائے ہوئے) شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کر سکے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ [37:الصافات:96]

''حالانکہ تم کو اور جو تم بناتے ہو۔ اس کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا [91:الشمس:7-8]

''اور انسان کی اور اس کی جس نے اس (کے اعضاء) کو برابر کیا اور پھر اسکو بدکاری (سے بچنے) اور پرہیزگاری کرنے کی سمجھ دی۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

مَنْ يَّهْدِاللهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِیْ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰئِکَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ [7:الاعراف:178]

''جس کو اللہ ہدایت دے وہی راہ یاب ہے اور جس کو گمراہ کرے تو ایسے ہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ لٰكِنَّ اللهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ [49:الحجرات:7]

''لیکن اللہ نے تم کو ایمان' عزیز بنا دیا ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا۔''

بخاری کی حدیث ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

اِنَّ اللهَ يَصْنَعُ كُلَّ صَانِعٍ وَ صَنْعَتِهٖ ①

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر بنانے والے اور اسکی بنائی ہوئی شے کو بھی بناتا ہے۔''

اور ایک جگہ پر نبی اکرم ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوَاهَا وَ زَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَ مَوْلٰهَا ②

اے اللہ! میرے نفس کو پاکیزگی عطا فرما اور اسکو صاف کر دے۔ تو ہی سب سے بہتر اس کو صاف کرنے والا ہے۔ تو ہی اس کا ولی اور مولا ہے۔

سوال: نبی اکرم ﷺ کے اس قول کا کیا مطلب ہے؟

وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِیْ يَدَيْکَ وَ الشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْکَ ③

---

① ((بخاری: کتاب خلق افعال العباد، باب افعال العباد ۔۔۔ مستدرک حاکم (31/1)))

② ((مسلم: کتاب الذکر، باب فی الادعیہ، رقم: 6906 ۔۔۔ حاکم: عن عائشہ، (209/6) ۔۔۔ نسائی: کتاب الاستعاذہ، باب الاستعاذہ من العجز، رقم: 5460))

③ ((مسلم: کتاب صلوۃ المسافرین، باب صلوۃ النبی ﷺ ودعائہ باللیل، رقم: 1812 ۔۔۔ ابوداؤد: کتاب الصلوۃ، باب مایستفتح بہ الصلاۃ من الدعاء، رقم: 760 ۔۔۔ ترمذی: ابواب الدعوات، باب ماجاء فی الدعاء عند افتتاح الصلاۃ باللیل، رقم: 3422))

''ساری خوبی تیرے ہاتھ میں ہے اور شر کی نسبت تیری طرف نہیں ہوسکتی۔''

جبکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

جواب: اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام افعال خیر محض ہیں اس حیثیت سے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کا موصوف ہونا اور اسی سے ان کا صادر ہونا اس میں کسی اعتبار سے کوئی برائی نہیں بیشک اللہ تعالیٰ حاکم و عادل ہے۔ اس کے تمام افعال حکمت وعدل پر مبنی ہیں۔ تمام چیزوں کو اپنی صحیح جگہ پر رکھتا ہے اور ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور اگر کسی کیلئے کوئی چیز بری ہے تو اسی وقت بری ہوگی جب اسکی اضافت بندہ کیطرف ہوجائے۔ اس لئے کہ اس سے بندہ کی ہلاکت ہوئی ہے اور یہ بھی بندہ کی اپنی کمائی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ [42:الشوریٰ:30]

''اور جو مصیبت تم پر واقع ہوئی ہے سو تمہارے اپنے فعلوں سے ہوتی ہے اور وہ بہت سے گناہ تو معاف ہی کر دیتا ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے

وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ [43:الزخرف:76]

''اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا' بلکہ وہی (اپنے آپ پر) ظلم کرتے تھے۔''

اور ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّ لٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ [10:یونس:44]

''اللہ تو لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا' لیکن لوگ ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔''

سوال: کیا بندوں کو بھی اپنی طرف سے منسوب افعال پر قدرت ہے اور اس میں ان کی مشیت چلتی ہے؟

جواب: بندوں کو اپنے اعمال پر قدرت ہوتی ہے' ان میں ان کا ارادہ چلتا ہے۔ ان کے افعال انہی کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اور انہی کی مناسبت سے ان کو مکلّف بنایا جاتا ہے۔ اور انہی کی بنیاد پر انہیں ثواب وعقاب دیا جاتا ہے اور ان کی وسعت کے مطابق ہی انہیں مکلّف بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود کتاب وسنت سے اس کا اثبات کیا ہے اور ان کو اس سے موصوف کیا ہے۔ لیکن ان پر اسی وقت قدرت رکھتے ہیں جب اللہ تعالیٰ انہیں قدرت بخشتا ہے اور ان کو اسی وقت چاہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوتی ہے۔ اور کسی چیز کو اسی وقت چاہتے ہیں جب انہیں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور کسی کام کو اس وقت کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ان کو کرنے کی پوزیشن میں رکھا ہو۔ جس طرح بندوں نے اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا ٹھیک اسی طرح انہوں نے اپنے افعال کو بھی پیدا نہیں کیا۔ لہٰذا ان کی قدرت اور انکی مشیت ان کا ارادہ' ان کے افعال' سب تابع ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت ومشیت وارادہ وفعل کے۔ اس لئے کہ وہی ان کا پیدا کرنے والا ہے' ان کی قدرت وارادہ ومشیت کا پیدا کرنے والا ہے۔ ان کے افعال کو پیدا کرنے والا ہے۔ ان کا ارادہ' انکی قدرت' ان کے افعال یہ عین اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ وقدرت وافعال نہیں ہیں۔ جیسے کہ یہ بندے خود اللہ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند وبرتر ہے بلکہ ان کے افعال سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیز ہی ہیں۔ بندوں کے لائق ہیں' ان کی طرف منسوب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے دونوں طرح کے فعل کو انہی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حقیقی فاعل ہے اور بندہ حقیقی منفعل ہے۔ اللہ تعالیٰ حقیقی معنی میں ہدایت دینے والا ہے۔ اور بندہ حقیقی معنی میں ہدایت یافتہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں فعلوں کو اسکے کرنے والے کی طرف منسوب کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَ مَنْ يَّهْدِاللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ [17:الاسراء:97]

''اور جس کو اللہ ہدایت دے وہی راہ یاب ہے۔''

یہاں ہدایت کی نسبت اللہ کی طرف حقیقی ہے اور اهتداء کی نسبت بندہ کی طرف بھی حقیقی ہے۔ جس طرح ہادی' مهتدی نہیں۔ ٹھیک اسی طرح ہدایت' اهتداء نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے' بھی حقیقت ہے۔ دراصل بندہ ہی گمراہ ہوتا ہے۔ یہی حال اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر تمام تصرفات کا ہے۔ لہذا جو شخص بھی فعل و افعال کو بندہ کی طرف منسوب کرے گا۔ وہ کفر کا مرتکب ہوگا۔ اور جو دونوں کو اللہ کی طرف منسوب کرے گا وہ بھی کفر کا مرتکب ہوگا اور جو فعل خالق کی طرف اور انفعال کو مخلوق کی طرف منسوب کرے گا وہ سچا مومن ہے۔

سوال: اس شخص کا جواب کیا ہے جو کہتا ہے کہ کیا قدرت الٰہی کیلئے یہ ممکن نہیں کہ اپنے تمام بندوں کو مومنین' ہدایت یافتہ' فرمانبردار' اور اطاعت گزار بنادے۔

جواب: وہ اس پر قادر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا:

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً [5:المائدہ:48]

''اور اگر اللہ چاہتا' تو سب کو ایک ہی شریعت پر کر دیتا۔''

اور ارشاد ہے:

وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا[10:یونس:99]

''اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو جتنے زمین پر ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جو ان کے ساتھ کیا ہے وہ حکمت کے تقاضے سے کیا ہے اور اپنی الوہیت' ربوبیت' اپنے اسماء وصفات کے تقاضے سے کیا ہے۔ لہذا کسی کا یہ کہنا کہ ان کے بندوں میں کچھ فرمانبردار' اطاعت گزار' اور کچھ نافرمان و عاصی کیوں ہیں؟ تو اسکا یہ کہنا ٹھیک اس قائل کے قول کی طرح ہے جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں ضار و نافع' معطی' و مانع' خافض و رافع' منعم و منتقم وغیرہ کیوں

ہیں؟ جبکہ اللہ تعالیٰ کے تمام افعال اس کے اسماء وصفات کے آثار ہیں۔لہذا ان کے افعال پر اعتراض کرنا دراصل اس کے اسماء وصفات پر اعتراض ہے۔ بلکہ اسکی الوہیت وربوبیت پر اعتراض ہے۔

فَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ لاَ يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُوْنَ [21:الانبیاء:22-23]

''جولوگ یہ بتاتے ہیں اللہ مالک عرش ان سے پاک ہے۔وہ جو کام کرتا ہے اسکی پوچھ گچھ نہیں ہوگی اور (جو کام یہ لوگ کرتے ہیں) اسکی ان سے پوچھ گچھ ہوگی۔''

سوال: تقدیر پر ایمان کا دین میں کیا درجہ ہے؟

جواب: تقدیر پر ایمان لانا نظام توحید ہے۔جیسا کہ ان اسباب پر ایمان لانا جو خیر تک پہنچاتے ہیں اور شر سے محفوظ رکھتے ہیں۔نظام شرعی ہے۔اس شخص کے دین کا معاملہ درست و منظم نہیں ہوسکتا جو تقدیر پر ایمان نہ رکھتا ہو اور شریعت میں جیسا کہ نبی ﷺ نے مقرر فرمایا ہے اور ایمان بالقدر کو ضروری قرار دیا ہے۔ پھر اس شخص سے فرمایا جس نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ کیا ہم اپنی تقدیر پر بھروسہ نہ کریں اور عمل کو نہ چھوڑ دیں؟

اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ ①

''عمل کرتے رہو ہر شخص کو وہی آسان ہوگا جس کیلئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔''

لہٰذا جس نے تقدیر کی نفی کی یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ شریعت کے منافی ہے۔اس نے گویا کہ اللہ تعالیٰ کو اس علم وقدرت سے معطل کیا اور بندہ کو افعال کے ساتھ مستقل بالذات بنایا۔ اپنے اعمال کا خالق بنایا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ دوسرے کو بھی خالق گردانا۔ بلکہ یہ ثابت کیا کہ تمام مخلوقات خالق ہیں اور جو شخص اس کو

① ((مسلم: كتاب القدر، باب كيفية خلق الآدمى فى بطن امه، رقم :6733 ... ترمذى: ابواب القدر، باب ماجاء فى الشفاعة والسعادة، رقم :2136))

ثابت کرتا ہے۔شریعت کو دلیل بنائے ہوئے اسکی مخالفت کرتے ہوئے بندہ کو اس کی قدرت و اختیار کی نفی کرتے ہوئے جسے اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کیا ہے۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس کا مکلّف بنایا ہے۔جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ جیسے کہ اندھے کو حکم دیا جائے کہ قرآن کو نقطہ لگاؤ اس نے گویا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کو منسوب کیا اور اسکا امام اس سلسلہ میں ابلیس ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِي لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ[7:الاعراف:16]

''مجھے تو' تو نے ملعون کیا ہی ہے میں بھی تیرے سیدھے رستے پر ان کو (گمراہ کرنے) کیلئے بیٹھوں گا۔''

جہاں تک مومنوں کی بات ہے تو وہ تقدیر' اس کے خیر و شر پر ایمان رکھتے ہیں۔اور یہ کہ اللہ تعالیٰ سب کا پیدا کرنے والا ہے اور سب شریعت کے تابع اس کے امر و نہی کے محکوم ہیں۔(اپنی جانوں کے بارے میں خفیہ اور اعلانیہ طور پر) ہدایت و ضلالت اسی کے ہاتھ میں ہے۔اور جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنے عدل سے گمراہ کرتا ہے۔ وہ فضل و عدل کے مواقع سے واقف ہے۔اسے یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ کون اس کی راہ سے گمراہ ہوا اور کون راہ راست پر آیا۔اس بارے میں اس کے پاس حکمت بالغہ اور حجت دامغہ موجود ہے اور ثواب و عقاب شریعت کے مطابق مرتب ہوگا۔چاہے وہ فعلی طور پر ہو یا ترک عمل کے طور پر۔تقلیدی طور پر نہیں۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو مصائب کے وقت تقدیر کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جب انہیں اچھائی کی توفیق ملتی ہے۔حق کو حق والوں کیلئے پہچانتے ہیں۔لہذا وہ کہتے ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَآ اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ [7:الاعراف:43]

''اور کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ہم کو یہاں کا رستہ دکھایا اور اگر اللہ ہم کو رستہ نہ دکھاتا۔ تو ہم رستہ نہ پا سکتے۔''

ویسا نہیں کہتے' جیسا کہ فاجر کہتا ہے:

اِنَّمَا اُوتِیْتُه' عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ [28:القصص:78]

''(مال) مجھے میری دانش (کے زور) سے ملا ہے۔''

اور جب کسی برائی کا ارتکاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ [7:الاعراف:23]

''پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا' اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔''

شیطان کی طرح یہ نہیں کہتے:

رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ [15:الحجر:39]

''پروردگار جیسا تو نے مجھے رستے سے الگ کیا ہے۔''

جب ان پر مصیبت آتی ہے۔ تو کہتے ہیں:

قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ [2:البقرة:156]

''تو کہتے ہیں: کہ ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

کافروں کی طرح' یہ نہیں کہتے:

وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّی لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا لِیَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ [3:آل عمران:156]

''اور ان کے (مسلمان) بھائی جب (اللہ کی راہ میں) سفر کریں

(اور مر جائیں) یا جہاد کو نکلیں (اور مارے جائیں) تو ان کی نسبت کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے۔ ان باتوں سے مقصود یہ ہے کہ اللہ ان لوگوں کے دلوں میں افسوس پیدا کر دے اور زندگی اور موت تو اللہ ہی دیتا ہے اور اللہ سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔''

سوال: ایمان کے کتنے شعبے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ [2:البقرة:177]

''نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب (کو قبلہ سمجھ کر) انکی طرف منہ کر لو۔ بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائیں اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتے داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں۔ اور گردنوں (کے چھڑانے) میں خرچ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کر لیں تو اس کو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں (معرکہ کارزار) کے وقت ثابت قدم رہیں۔ یہی لوگ جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔''

نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّ سِتُّوْنَ شُعْبَةً ①

''ایمان کی ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں۔''

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں:

اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَ سَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَ الْحَیَآءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ ②

''ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں ان میں اعلیٰ درجہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار ہے اور ادنیٰ درجہ راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا ہے۔ اور حیاء ایمان کی شاخ ہے۔''

سوال: ایمان کے ان شعبوں کی علماء کرام نے کیا تفسیر کی ہے؟

جواب: شارحین حدیث کی ایک جماعت نے اس کا شمار کیا ہے۔ اس میں متعدد تصانیف لکھی ہیں اور بہت اچھی طرح اس کا احاطہ کیا ہے' لیکن اس کی تعداد کی معرفت ایمان کی شرط نہیں بلکہ من جملہ ان پر ایمان لانا کافی ہے۔ بندہ پر یہ لازم ہے کہ کتاب وسنت کے اوامر و نواہی کی پیروی' ان کی بتائی ہوئی خبروں کی تصدیق کرے۔ جو ایسا کرے گا اس نے ایمان کے شعبوں کو مکمل کر دیا جتنے کا لوگوں نے شمار کیا ہے۔ وہ سب کے سب حق ہیں اور یہ ایمان کے امور میں سے ہیں۔ لیکن اس حدیث سے اس بات کا قطعی فیصلہ کرنا کہ نبی اکرم علیہ السلام کی مراد یہی ہے محل نظر ہے۔

سوال: شمار شدہ شعبوں کا خلاصہ بیان کریں

---

① ((بخاری: کتاب الایمان، باب امور الایمان، رقم :9 ... مسلم: کتاب الایمان: باب بیان عدد شعب الایمان، رقم :152 ... ابوداؤد: کتاب السنه، باب فی رد الارجاء، رقم :4676 ... نسائی: کتاب الایمان، باب ذکر شعب الایمان، رقم :5007))

② ((مسلم : کتاب الایمان، باب ذکر شعب الایمان، رقم :153 ... نسائی: کتاب الایمان، باب ذکر شعب الایمان، رقم 5008 ... ابوداؤد: کتاب السنه، باب فی رد الارجاء، رقم :4676 ))

جواب: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''فتح الباری'' میں اس سلسلہ میں وارد ابنِ حبان کے بیان کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

یہ شعبے دل' زبان و بدن کے اعمال پر مشتمل ہیں۔ دل کے اعمال میں معتقدات و نیات داخل ہیں اس کے کل چوبیس اجزاء ہیں۔

اللہ پر ایمان میں اس کی ذات وصفات' اسکی توحید سب داخل ہیں۔

لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ [42:الشوریٰ:11]

اس کے علاوہ دوسری چیزوں کے وجود میں آنے کا اعتقاد اس کے فرشتوں پر ایمان' اس کے رسولوں پر ایمان' تقدیر کے خیر وشر پر ایمان' یوم آخرت پر ایمان' قبر میں سوال وجواب' بعث وحشر ونشر' حساب وکتاب' پل صراط' جنت وجہنم' اللہ تعالےٰ سے اوراس کیلئے محبت ونفرت' رسول اللہ ﷺ کی محبت' ان کی تعظیم کا اعتقاد سب داخل ہیں۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ پر درود وسلام' آپ ﷺ کی سنت کی پیروی' اخلاص' ترک ریا' ونفاق' التزام وتوبہ واستغفار' خوف ورجاء' شکر ووفا' صبر ورضا بالقدر والقضاء' توکل ورحمت' تواضع وانکساری سب داخل ہیں اس میں بڑوں کی تعظیم' چھوٹوں پر شفقت' ترک تکبر وعجب' حسد وحقد' ترک غضب یہ بھی داخل ہیں۔

اسی طرح زبان کے اعمال بھی اس میں آتے ہیں اس کے کل سات اجزاء ہیں۔ توحید' کا تلفظ' تلاوت قرآن' علم کا حصول اوراس کی تدریس' دعاوذکر وغیرہ اس میں استغفار' لغو سے اجتناب وغیرہ بھی شامل ہیں۔

اعمال بدن کے کل 38 اجزاء ہیں جن میں سے کچھ کا تعلق تو اعیان میں سے ہے۔ یہ کل پندرہ ہیں حسی وحکمی طور پر پاکی حاصل کرنا' اس میں کھانا کھلانا' مہمان کا اکرام کرنا' فرض و نفل روزہ رکھنا' اعتکاف کرنا' لیلۃ القدر کی تلاش کرنا' حج وعمرہ' طواف کرنا' اس طرح دین کو لے کر فرار ہونا' اس میں دارالشرک سے ہجرت کرنا' نذر کو پورا کرنا' قسم کھانے سے بچنا' کفاروں کا ادا کرنا سب داخل ہیں۔

اس میں اتباع و پیروی سے متعلق بھی کچھ چیزیں ہیں۔ یہ کل چھ چیزیں ہیں۔ نکاح کے ذریعے پاکدامنی' اہل وعیال کے حقوق کی ادائیگی' والدین کے ساتھ حسن سلوک' ان کی نافرمانی سے بچنا' بچوں کی تربیت کرنا' صلہ رحمی' اپنے سرداروں کی اطاعت' غلاموں سے نرمی برتنا۔

ان میں سے کچھ کا تعلق تو عوام الناس سے ہے یہ کل سترہ ہیں۔ امارت کو قائم کرنا' عدل وانصاف کے ساتھ جماعت کے ساتھ رہنا' اولوالامر یا ارباب حل و عقد کی اطاعت کرنا' لوگوں کے مابین اصلاح کرنا' خوارج کے ساتھ جنگ کرنا' باغیوں کا قلع قمع کرنا' نیکی کے کاموں میں مدد کرنا' اس میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر بھی داخل ہیں' حدود کو قائم کرنا' جہاد کرنا' سرحدوں کی نگرانی کرنا' امامت کو ادا کرنا' پانچ وقت کی نماز قائم کرنا' وفاداری کے ساتھ قرض ادا کرنا' پڑوسی کا اکرام کرنا' لوگوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا' اس میں مال کو جمع کرنا حلال ذرائع سے اس کو حق کی راہوں میں خرچ کرنا سب داخل ہیں۔ اسراف وتبذیر کو چھوڑنا بھی اس میں داخل ہے۔ سلام کا جواب دینا' چھینکنے والوں کا جواب دینا' لوگوں کو نقصان نہ پہنچانا' لہو ولعب سے دور رہنا' راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا' یہ کل 69 اجزاء ہیں۔ ان کا شمار 79 بھی ہوسکتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ مذکورا بالا میں بعض کو بعض سے جو ضم کیا گیا ہے وہ نہ کیا جائے۔

سوال : کتاب وسنت میں احسان کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالے کا یہ ارشاد ہے:

وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ [2:البقرة:195]

''اور نیکی کرو' بیشک اللہ نیکی کرنے والے کو دوست رکھتا ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ[16:النحل:128]

"کچھ شک نہیں کہ جو پرہیزگار ہیں اور نیکوکار ہیں اللہ انکا مددگار ہے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ مَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗ اِلَى اللّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى [31:لقمان:22]

"اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ کا فرمانبردار کردے اور نیکوکار بھی ہو تو اس نے مضبوط دستاویز ہاتھ میں لے لی۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ [10:یونس:26]

"جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کیلئے بھلائی ہے اور مزید برآں اور بھی ہے۔"

اور ارشاد ہے:

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ [55:الرحمٰن:60]

"نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں۔"

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ①

"اللہ تعالےٰ نے ہر کام میں بھلائی فرض کی ہے۔"

اور ارشاد نبوی ﷺ ہے:

نِعِمَّا لِلْعَبْدِ اَنْ يُّتَوَفّٰى يُحْسِنُ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَ صَحَابَةَ سَيِّدِهٖ نِعِمَّا لَهٗ ②

---

① ((مسلم: کتاب الصید، باب الامر باحسان الذبح، رقم :5055 ۰۰۰ ابوداؤد:کتاب الضحایا، باب فی النھی ان تصبر البھائم والرفق بالذبیحة، رقم :2819 ۰۰۰ ترمذی: ابواب الدیات، باب ماجاء فی النھی عن المثلة، رقم :1409 ۰۰۰ نسائی: کتاب الضحایا، باب الامر باحداد الشفرة، رقم :4410 ۰۰۰ ابن ماجه: ابواب الذبائح، باب اذا ذبحتم فاحسنوا الذبح، رقم :3170 ))

② ((مسلم: کتاب الایمان، باب ثواب العبد واجره اذا نصح لسیده، رقم :4324 ۰۰۰ ابوداؤد: کتاب الادب، باب فی المملوك اذا نصح، رقم :5169 ))

''غلام کیلئے یہ کیا اچھی بات ہے کہ اپنے اللہ کی اچھی طرح عبادت کرتے ہوئے۔ اور اپنے سردار کی رفاقت کا حق ادا کرے ہوئے فوت ہو جائے۔''

سوال: عبادت میں احسان کیا ہے؟

جواب: جبرائیل علیہ السلام کے سوال والی حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے اس کی تفسیر یوں کی ہے۔

فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَاللهِ کَاَنَّکَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّه' يَرَاکَ ①

''مجھے بتایئے! کہ احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ اللہ کو ایسا (دل لگا کر) پوجے' گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ تو خیال رکھ کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔''

اس میں نبی اکرم ﷺ نے واضح طور پر فرمایا کہ احسان کے دو مختلف درجے ہیں۔ سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ یہ مشاہدہ کا مقام ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ بندہ دل سے اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ کے تقاضے سے عمل کرے اور اسکا دل نور ایمان سے منور ہو جائے۔ علم وعرفان سے اس کی نگاہ بصیرت کھل جائے۔ یہاں تک کہ غیب اسکے لئے عیاں ہو جائیں۔ یہی مقام احسان کی حقیقت ہے۔

دوسرا درجہ ہے مراقبہ کا۔ اس کا مطلب ہے کہ بندہ اس استحضار کے ساتھ عمل کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ اسکے قریب ہے لہذا بندہ جب اس کا

① ((مسلم: کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان، رقم :93 ... بخاری: کتاب الایمان، باب سوال جبرئیل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام والاحسان، رقم :50 ... ترمذی: ابواب الایمان، باب ماجاء فی وصف جبرئیل للنبی ﷺ الایمان والاسلام، رقم :2610 ... نسائی: کتاب الایمان، باب نعت الاسلام، رقم: 4993 ... ابوداؤد: کتاب السنه، باب فی القدر، رقم :4695))

استحضار کرتا ہے۔تو اپنے عمل میں تو وہ اللہ تعالےٰ کا مخلص ہوتا ہے۔ پھر وہ غیر اللہ کی طرف توجہ کرنے سے باز رہتا ہے۔ اور عمل میں اس کے ارادہ سے دور رہتا ہے۔ بصیرتوں کے نفاذ سے متعلق ان دونوں مقاموں کے فائزین مختلف ہوتے ہیں۔

سوال: ایمان کی ضد کیا ہے؟

جواب: ایمان کی ضد کفر ہے' کفر ایک ایسی اصل ہے جس کے متعدد شعبے ہیں' جیسے کہ ایمان ایسی اصل ہے جس کے مختلف شعبے ہیں۔ گزشتہ بیانوں سے معلوم ہو چکا ہے کہ ایمان کی اصل وہ تصدیق ہے جس میں اطاعت وانقیاد لازم ہے۔ جب کہ کفر کی اصل ہے انکار وعناد' جس میں تکبر و نافرمانی موجود ہوتی ہے۔ تمام کے تمام طاعات و عبادات ایمان کے اجزاء ہیں۔ نصوص میں ان میں سے بہتوں کو ایمان کہا گیا ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ اور معاصی تمام کے تمام کفر کے اجزاء ہیں ان میں سے بہتوں کو نصوص میں کفر کہا گیا ہے۔ جیسا کہ آگے آئے گا۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو معلوم ہونا چاہیے کہ کفر کی دو قسمیں ہیں: کفر اکبر۔ جس سے آدمی ایمان سے کلی طور پر نکل جاتا ہے۔ یہ کفر اعتقادی بھی ہے جو قلب کے قول وعمل دونوں کے منافی ہے یا ان میں سے ایک کے' اور کفر اصغر سے کمال ایمان کی نفی ہوتی ہے۔ اس کے مطلق کی نفی نہیں ہوتی' جسے کفر عمل بھی کہا جاتا ہے۔ جو دل کے قول اور اس کے عمل کے منافی نہیں اور نہ ہی اس کا لازمہ ہے۔

سوال: کفر اعتقادی میں کلی طور پر ایمان کی نفی کی کیفیت بیان کیجئے اور اس کے ازالہ کیلئے جو اجمالی بیان دیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل بیان کیجئے۔

جواب: اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے۔ یعنی قلب و زبان کا قول اور قلب و زبان اور جوارح کا عمل' قلب کے قول سے مراد تصدیق اور زبان کے قول کا مطلب کلمہ اسلام کا زبان سے ادا کرنا۔ قلب کا عمل ہے نیت و اخلاص' اعضاء کا عمل ہے اطاعت وانقیاد۔ جب یہ چاروں زائل ہو جائیں یعنی قلب کا

قول اور اس کا عمل' زبان کا قول اور اعضاء کا عمل تو پھر کلی طور پر ایمان زائل ہو جاتا ہے۔ اور جب قلب کی تصدیق زائل ہو جاتی ہے تو پھر بقیہ چیزیں فائدہ نہیں پہنچاتیں۔قلب کی تصدیق شرط ہے اس کی اطاعت کے لئے اس کی مثال اس شخص کی ہے جو اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کو جھٹلاتا ہو۔ یا کسی ایسی چیز کی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ بھیجا ہے اور کتاب کے ذریعہ نازل کیا ہے۔اگر قلب کا عمل زائل ہو جائے تصدیق کے ساتھ تو اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ اسکا پورا ایمان زائل ہو جائے گا اور تصدیق سے اس کا کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔یعنی دل کے عمل کے ہوتے ہوئے بھی تصدیق نہ ہوتو بندہ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔دل کا عمل ہے اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے احکامات کی تسلیم واطاعت جیسا کہ ابلیس' فرعون اس کی قوم' یہود ومشرکین کا فائدہ نہ ہوگا۔اگر چہ انکا یہ اعتقاد تھا کہ اللہ کے رسول سچے ہیں۔ بلکہ وہ سری وجہری طور پر اسکا اقرار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ جھوٹے نہیں ہیں۔لیکن ہم انکی اتباع نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان پر ایمان لا سکتے ہیں۔

سوال: کفر اکبر جس سے ایک شخص ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اسکی چار قسمیں ہیں' کفر جہل وتکذیب' کفر جحو د' کفر عناد واستکبار اور کفر نفاق۔

سوال: کفر جہل وتکذیب کیا ہے؟

جواب: کفر جہل وتکذیب میں وہ قومیں مبتلا تھیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِالْکِتٰبِ وَ بِمَآ اَرْسَلْنَا بِہٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ [40:مومن:70]

''جن لوگوں نے کتاب اللہ کو اور جو کچھ ہم نے پیغمبروں کو دے کر

بھیجا ہے۔اس کو جھٹلایا وہ عنقریب معلوم کرلیں گے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:



وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ [7:الاعراف:199]

"اور جاہلوں سے کنارہ کرلو۔"

ایک جگہ ارشاد ہے:

وَ يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَ لَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ [27:النمل:83-84]

"اور جس روز ہم ہر امت میں سے اس گروہ کو جمع کریں گے۔ جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے تو انکی جماعت بندی کی جائے گی۔ یہاں تک کہ جب (سب) آجائیں گے تو (اللہ) فرمائے گا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا؟ اور تم نے اپنے علم سے ان پر احاطہ تو کیا ہی نہیں۔ بھلا تم کیا کرتے تھے؟"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَ لَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ' [10:یونس:39]

"حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کے علم پر یہ قابو نہیں پا سکے۔ اس کو (نادانی) سے جھٹلایا اور ابھی اسکی حقیقت ان پر کھلی ہی نہیں۔"

سوال: کفرِ جحود سے کیا مراد ہے؟

جواب: کفرِ جحود کتمانِ حق اور حق کی عدمِ اطاعت سے پیدا ہوتا ہے۔ ظاہری طور پر جب کہ باطنی طور پر کافر کو اسکا علم ہوتا ہے۔ جیسے فرعون اور اس کی قوم کا کفر یہودیوں کا رسول اللہ ﷺ کی نبوت سے انکار فرعون اور اس کی قوم کے کفر سے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

وَ جَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَ عُلُوًّا [27:النمل:14]

''اور بے انصافی اور غرور سے ان سے انکار کیا کہ ان کے دل ان کو مان چکے تھے۔''

اور یہودیوں سے متعلق فرمایا:

فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مَا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ [2:البقرة:89]

''وہ خوب پہچانتے تھے جب ان کے پاس پہنچی تو وہ اس سے کافر ہو گئے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ[2:البقرة:146]

''مگر ایک فریق ان میں سے سچی بات کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے۔''

سوال: کفر عناد و استکبار کیا ہے؟

جواب: یعنی حق کے اقرار کے ساتھ حق کی اطاعت نہ کی جائے جیسے ابلیس کا کفر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ [2:البقرة:34]

''مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آ کر کافر بن گیا۔''

سجدہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرنا اور اس سے انکار کرنا اس کیلئے ممکن نہ تھا بلکہ اس نے اس حکم پر اعتراض کیا اور حاکم کی حکمت اور عدل پر طعن و تشنیع کیا۔

ءَ اَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا [17:الاسراء:61]

''بھلا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔''

اور فرمایا:

لَمْ اَكُنْ لِاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ

مَّسۡنُوۡنٍ [15:الحجر:33]

''میں ایسا نہیں ہوں کہ انسان کو۔۔۔ جس کو تو نے کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے بنایا' سجدہ کروں''

اور فرمایا:

اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡهُ ۚ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِیۡنٍ [7:الاعراف :12]

''میں اس سے افضل ہوں' مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔''

سوال: کفر' نفاق کیا ہے؟

جواب: کفر' نفاق سے مراد ہے دل سے تصدیق ہو نہ دل سے عمل ہو اور ظاہری طور پر اطاعت کرتا ہو لوگوں کو دکھانے کیلئے۔ جیسے ابن سلول اور اس کے گروہ کا کفر جن کے بارے میں اللہ تعالٰے نے فرمایا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ مَا هُمۡ بِمُؤۡمِنِیۡنَ ۘ O یُخٰدِعُوۡنَ اللّٰهَ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ وَ مَا یَخۡدَعُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَهُمۡ وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ O فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌۢ ۙ بِمَا کَانُوۡا یَکۡذِبُوۡنَ... اِلٰی قَوۡلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ [2:البقرة8-20]

''اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔ یہ اللہ کو اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مگر (حقیقت میں) اپنے سوا کسی کو دھوکہ نہیں دیتے اور اس سے بے خبر ہیں۔ ان کے دلوں میں کفر کا مرض تھا۔ اللہ نے ان کا مرض اور زیادہ کر دیا اور ان کے جھوٹ بولنے کے سبب ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

سوال: کفر عملی کیا ہے جس سے کہ آدمی ملت سے نہیں نکلتا؟

جواب: یہ ہر وہ معصیت ہے جس کو شارع نے کفر کہا ہے۔ (صاحب معصیت کے ایمان کے باقی رہنے کے باوجود بھی)

جیسے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا تَرْجِعُوا بَعْدِی کُفَّارًا یَّضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ①

''میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر نہ بن جانا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَ قِتَالُه' کُفْرٌ ②

''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور ان سے جنگ کرنا کفر ہے اور ایسا کرنے والوں کو کفار کہا ہے۔''

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

وَ اِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا... اِلٰی قَوْلِهٖ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ[49الحجرات:9-10]

''اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔۔ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو۔''

اللہ تعالےٰ نے ان کے ایمان کا اثبات کیا ہے اور ایمانی بھائی چارہ کا بھی

---

① ((بخاری: کتاب العلم، باب الانصات للعلماء، رقم :121 ۰۰۰ مسلم: کتاب الایمان، باب بیان معنی قول النبی صلی الله علیه وسلم لا ترجعوا بعدی کفارا، رقم :223 ۰۰۰ ابوداؤد: کتاب السنة، باب الدلیل علی زیادة الایمان ونقصانه، رقم :4686 ۰۰۰ ترمذی: ابواب الفتن، باب ماجاء لا ترجعوا بعدی کفارا، رقم :2193))

② ((بخاری: کتاب الایمان، باب خوف المومن من ان یحبط عمله، رقم :48 ۰۰۰ مسلم: کتاب الایمان، باب بیان قول النبی ﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله کفر، رقم :221 ۰۰۰ ترمذی: ابواب البرو والصلة، باب سباب المسلم فسوق و قتاله کفر، رقم :1983 ۰۰۰ نسائی: کتاب المحاربه، باب قتال المسلم، رقم:4109-4110))

اقرار کیا ہے اور ان میں سے کسی چیز کی نفی نہیں کی۔

آیت قصاص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَاءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ [2:البقرة:178]

''اور اگر قاتل کو اس کے (مقتول) بھائی (کے قصاص میں) سے کچھ معاف کر دیا جائے تو (وارث مقتول کو) پسندیدہ طریق سے (قرارداد) کی پیروی (یعنی مطالبہ خون بہا) اور قاتل (خوش خوئی) کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔''

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے اسلامی اخوت کا اقرار کیا ہے اور اس کی نفی نہیں کی۔ اسی طرح سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لاَ يَزْنِيْ الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ وَ لاَ يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ وَ لاَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوْضَةٌ بَعْدُ ①

''زانی' زنا کرتے وقت مومن نہیں رہتا' چور' چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا اور توبہ اسکے بعد قبول ہوگی۔''

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

وَ لاَ يَقْتُلُ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ ② قاتل قتل کرتے وقت مومن نہیں رہتا۔

ایک اور روایت میں ہے:

---

① ((بخاری: کتاب الحدود، باب اثم الزناء، رقم :6810 ۰۰۰ مسلم: کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی، رقم :202 ۰۰۰ ترمذی: ابواب الایمان: باب ماجاء لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن، رقم :2625 ۰۰۰ نسائی: کتاب الاشربہ، باب ذکر روایات المغلظات فی شرب الخمر، رقم :5662 ۰۰۰ ابن ماجه: ابواب الفتن، باب النهی عن النهبة، رقم :3936 ))

② (( حواله مذکور))

وَلا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ ①

''اور لوٹنے والا لوٹتے وقت مومن نہیں رہتا' ایسی لوٹ جو بڑی ہو جس کی طرف لوگوں کی نظر اٹھے۔''

صحیحین میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَ إِنْ زَنٰى وَ إِنْ سَرَقَ قَالَ وَ إِنْ زَنٰى وَ إِنْ سَرَقَ ثَلاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ (عَلٰى رَغْمِ أَنْفِ أَبِيْ ذَرٍّ) ②

جو بندہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہے' پھر اسی اعتقاد پر مر جائے تو وہ ضرور بہشت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اگرچہ وہ زنا اور چوری کرتا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرتا ہو۔ پھر میں نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرتا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرتا ہو۔ یہ بات تین بار کہی۔ پھر چوتھی بار کہا ''ابوذر کی ناک خاک آلود ہو۔''

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں پر زانی' چور' شرابی' قاتل وغیرھم توحید کے ساتھ مطلق ایمان کی نفی نہیں کی گئی ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کی خبر دی جاتی کہ جو شخص بھی لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ پڑھ کر مرے گا وہ جنت میں جائے گا۔ اور اگر اس نے ان معاصی کا ارتکاب کیا ہے تو وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ مگر جب وہ مومن ہو۔ یہاں مراد ایمان میں نقص۔ اور اس کے کمال کی نفی' ان معاصی سے بندہ اس وقت کافر ہوگا جب انہیں حلال سمجھ لے اس لئے۔ انہیں حلال سمجھنے سے کتاب وسنت کی

① ((بخاری: کتاب الاشربة، باب انما الخمر والميسر والانصاب، رقم :5578 ... مسلم: کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی، رقم :202 ... نسائی: کتاب الاشربة، باب ذکر روایات المغلظات فی شرب الخمر، رقم :5663 ... ابن ماجه: ابواب الفتن، باب النهی عن النهبة، رقم :3936))

② ((بخاری: کتاب اللباس، باب ثیاب البیض، رقم :5827 ... مسلم: کتاب الایمان، باب الدلیل علی من مات لا یشرک بالله شیئا دخل الجنة، رقم :273))

تکذیب لازم آتی ہے۔اس کی تکفیر حلال سمجھنے کے اعتقاد کی وجہ سے ہوگی اگر چہ وہ ان کا ارتکاب نہ کرے۔

سوال: جب ہم سے کہا جائے کہ بتوں کا سجدہ قرآن شریف کی توہین' رسول اللہ ﷺ کی تشنیع' دین کا مذاق اور اس طرح کی دیگر چیزیں بظاہر کفر عملی ہیں پھر اس سے ایک شخص ملت سے خارج کیوں ہو جاتا ہے جبکہ آپ ﷺ نے کفر عملی کو کفر اصغر کہا ہے؟

جواب: آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ مذکورہ چار چیزیں اور اس طرح کی دیگر چیزیں کفر عملی ہیں۔ بایں طور پر یہ کہ بظاہر انسان کے اعضاء سے صادر ہوتے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ اعمال اعضاء سے اسی وقت صادر ہوتے ہیں جب دل کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔مثلاً: نیت' اخلاص' محبت' اطاعت وفرمانبرداری میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

لہذا اگر چہ وہ بظاہر عملی نظر آتے ہوں لیکن وہ اعتقادی کفر کے لازموں میں سے ہے۔اس لئے کہ اس طرح کے اعمال صرف منافق' معاند' اسلام کے باغ سے ہی صادر ہو سکتے ہیں۔غزوہ تبوک میں منافق کو یہ کہنے پر کس چیز نے ابھارا تھا؟

وَ لَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَ هَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا [9:التوبة:74]

''انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور یہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں۔اور ایسی بات کا قصد کر چکے ہیں جس پر قدرت نہیں پا سکے۔''

پھر جب ان سے سوال کیا گیا تو فوراً کہہ دیا:

اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ [9:التوبة:65]

''ہم تو یوں ہی بات چیت اور دل لگی کرتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ کا تبصرہ بھی ان کے بارے میں سنتے چلئے۔ارشاد باری ہے:

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ O لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ [9:التوبة:65-66]

''کہو! کیا تم اللہ' اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے تھے؟ بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔''

ہم نے کفر اصغر کو مطلق طور پر عملی نہیں کہا ہے بلکہ وہ عمل جو محض عملی ہوا اعتقاد کو نہ چھوتا ہو اور دل کے قول و عمل کا منافی نہ ہو ایسے کفر اصغر کو میں نے کفر عملی کہا ہے۔

سوال: ظلم' فسق اور نفاق کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں اکبر جو کفر ہے اور اصغر جو کفر سے کم تر ہے۔

سوال: ظلم اکبر اور ظلم اصغر کی کیا مثالیں ہیں؟

جواب: ظلم اکبر کی مثال جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرما دیا ہے:

وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ [10:یونس:106]

''اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کو نہ پکارنا جو نہ تمہارا کچھ بھلا کر سکے۔ اور نہ کچھ بگاڑ سکے اگر ایسا کرو گے تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ [31:لقمان:13]

''شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ [5:المائدہ:72]

''جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا۔ اللہ اس پر بہشت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔''

اس سے جوادنیٰ درجے کا ظلم ہے۔اس کا تذکرہ اللہ تعالےٰ نے طلاق کے سلسلہ میں کیا ہے:

**وَاتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمْ لاَ تُخْرِجُوْھُنَّ مِنْ بُیُوتِھِنَّ وَ لاَ یَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ وَ تِلْکَ حُدُوْدُاللّٰہِ وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہ'** [65:الطلاق:1]

''اور اللہ سے جوتمہارا پروردگار ہے ڈرو۔نہ تو تم ہی ان کو (ایام عدت میں) ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ (خود ہی) نکلیں۔اگر وہ صریح بے حیائی کریں (تو نکال دینا چاہیے) اور یہ اللہ کہ حدیں ہیں۔جو اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا۔وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

**وَ لاَ تُمْسِکُوْھُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْاج وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہ'** [2:البقرة:231]

''اور اس نیت سے ان کو نکاح میں نہ رہنے دینا چاہیے کہ انہیں تکلیف دو اور ان پر زیادتی کرو اور جو ایسا کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔''

سوال: فسق اکبر و فسق اصغر کی مثال کیا ہے؟

جواب: فسق اکبر کی مثال خود اللہ تعالےٰ نے بیان فرمادی ہے:

**اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ** [9:التوبة:67]

''بیشک منافق نافرمان ہیں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

**اِلَّآ اِبْلِیْسَ کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ** [18:الکھف:50]

''مگر ابلیس نے (سجدہ نہ کیا) وہ جنات میں سے تھا۔تو وہ پروردگار کے حکم سے باہر ہو گیا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِیْنَ [21:الانبیاء:74]

''اور اس بستی سے جہاں کے لوگ گندے کام کرتے تھے بچا نکالا۔ بیشک وہ برے اور بدکار لوگ تھے۔''

اس سے کمتر درجہ کے فسق کی مثال۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے:

وَ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ [24:النور:4]

''اور کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو اور یہی بدکار ہیں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ [49:الحجرات:6]

''مومنو! اگر کوئی بھی بدکار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے۔ تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔ (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان نہ پہنچا دو۔ پھر تم کو اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے۔''

سوال: نفاق اکبر اور نفاق اصغر کی کیا مثالیں ہیں؟

جواب: نفاق اکبر کی مثال اس سے پہلے گزر چکی ہے یعنی البقرۃ کی ابتدائی آیتیں۔

مزید ارشاد باری تعالےٰ ہے:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ اِلٰی قَوْلِهٖ.... اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ [4:النساء:142-145]

''منافقین (ان چالوں سے اپنے نزدیک) اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ (یہ اسکو کیا دھوکہ دیں گے) وہ انہی کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے میں ہوں گے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اِذَا جَآءَکَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُه ۗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ [63:المنافقون:1]

"(اے محمد ﷺ) جب منافق لوگ تمہارے پاس آتے ہیں۔ تو (ازراہ نفاق) کہتے ہیں۔ کہ ہم اقرار کرتے ہیں آپ بیشک اللہ کے پیغمبر ہیں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ درحقیقت تم اس کے پیغمبر ہو۔ لیکن اللہ ظاہر کئے دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔"

اس سے کمتر درجے کے نفاق کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اس قول سے فرمادیا ہے:

اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَ اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ①

"منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرے۔"

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا ②

"چار باتیں جس کے اندر ہوں گی وہ منافق ہوگا۔"

سوال: جادو اور جادوگر کا کیا حکم ہے؟

---

① ((بخاری: کتاب الایمان، باب علامات المنافق، رقم :33۔۔۔ مسلم: کتاب الایمان، باب خصال المنافق، رقم :211))

② ((بخاری: کتاب الایمان، باب علامات المنافق، رقم :34 ۔۔۔ مسلم: کتاب الایمان، باب خصال المنافق، رقم :210

جواب: جادو کا وجود برحق ہے اور اسکا اثر تقدیر کونی کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَاهُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ [2:البقرة:102]

''غرض لوگ ان سے ایسا (جادو) سیکھتے تھے کہ جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈال دیں اور اللہ کے حکم کے سوا وہ اس (جادو) سے کسی کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے تھے۔''

صحیح احادیث میں بھی اسکی تاثیر کے متعلق آیا ہے:

جہاں تک جادوگر کا مسئلہ ہے تو اس کا جادو شیطان سے اخذ کردہ ہے۔ جیسے کہ سورۃ البقرۃ کی آیت کریمہ میں مذکور ہے تو ایسا جادوگر کافر ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ... اِلٰى قَوْلِهٖ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰهُ مَالَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ [2:البقرة:102]

اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے۔ جب تک وہ یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو (ذریعہ) آزمائش ہیں تو کفر میں نہ پڑو۔ اور کچھ ایسے (منتر) سیکھتے جو ان کو نقصان ہی پہنچاتے اور فائدہ کچھ نہ دیتے اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں (یعنی سحر اور منتر وغیرہ) کا خریدار ہوگا' اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔''

سوال: جادوگر کی سزا کیا ہے؟

جواب: ترمذی نے جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ ①

''جادوگر کی سزا قتل ہے۔''

بعض اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہ معمول بہ سزا ہے اور یہی حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ کا بھی قول ہے جادوگر کو اس وقت قتل کیا جائے گا جب وہ ایسا جادو کرے جس سے کفر لازم آتا ہے۔ اور اگر اس کا جادو ایسا ہو جس سے کفر لازم نہیں آتا تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ جادوگر کا قتل حضرت عمر ان کے لڑکے حضرت عبداللہ انکی لڑکی حضرت حفصہ' حضرت عثمان بن عفان' جندت بن عبداللہ' جندب بن کعب' قیس بن سعد رضی اللہ عنہم' عمر بن عبدالعزیزؒ احمدؒ ابوحنیفہؒ وغیرھم سے ثابت ہے۔

سوال: نشرہ کیا ہے اور اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: جادوزدہ شخص سے جادو کے اثر کو زائل کرنے کے لئے جو عمل کیا جاتا ہے اسے ''نشرہ'' کہا جاتا ہے۔ اگر یہ عمل اسی طرح کے جادو سے ہو تو وہ بھی شیطان کا عمل ہے اور اگر جائز جھاڑ پھونک اور تعویذوں کے ذریعے سے ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: جائز جھاڑ پھونک کیا ہے؟

جواب: جائز جھاڑ پھونک وہ ہے جو خالص کتاب وسنت سے ہو اور عربی زبان میں ہو اور پھر جھاڑ پھونک کرنے والے اور کروانے والے دونوں کا اعتقاد ہو کہ اسکی تاثیر صرف اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے۔ خود حضور اکرم ﷺ کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پھونکا تھا اور پھونکنے والوں کو ثابت کیا ہے اور انہیں حکم دیا ہے اور اس پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے اور یہ سب صحیحین میں موجود ہے۔

سوال: حرام وممنوع جھاڑ پھونک کیا ہے؟

جواب: ممنوع جھاڑ پھونک وہ ہے کہ جو کتاب وسنت سے نہ ہو اور نہ ہی عربی زبان

① ((ترمذی : ابواب الحدود، باب ماجاء فی حد الساحر، رقم:1460))

سے ہو بلکہ شیطان کا عمل، اس کی خدمت گزاری اور اس سے تقرب مقصود ہو جیسے کہ بہت سے دجال اور شعبدہ باز اور پیشہ ور کرتے ہیں اور بہت سے لوگ ہیاکل وطلاسم کی کتابوں کو پڑھتے اور دیکھتے ہیں جیسے شمس المعارف، شموس الاسلام یا اسکے علاوہ دیگر کتابیں ہیں۔ یہ وہ کتابیں ہیں جو دشمنان اسلام کی تالیف کردہ ہیں جبکہ اسلام اس سے پاک ہے۔ اور نہ ہی اسلامی علوم وفنون سے اس کا کوئی واسطہ ہے۔

سوال: تختی، تعویذ، تار، کڑا، دھاگہ، کوڑی، وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِّلَ اِلَيْهِ ①

”جس نے تعویذ کے طور پر کوئی چیز لٹکائی وہ اسی کے سپرد کر دیا جائے گا۔“

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض سفر میں اپنا ایلچی بھیجا اور اسے حکم دیا کہ کسی اونٹ کی گردن میں جب کوئی تار کا قلادہ دیکھے یا کسی اور طرح کا قلادہ دیکھے تو کاٹ ڈالے اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ ②

”منتر اور گنڈا اور تولہ شرک ہے۔“

اور ایک جگہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَلَا اَتَمَّ اللّٰهُ وَ مَنْ عَلَّقَه، وِدْعَةً فَلَاوَدَعَ اللّٰهُ لَه، ③

”جس نے تعویذ لٹکایا اللہ اس کا کام پورا نہ کرے۔ اور جس نے منکے باندھے اللہ اس کو سکون نصیب نہ کرے۔“

ایک اور روایت کے الفاظ موجود ہیں:

---

① ((ترمذی: ابواب الطب، باب ماجاء فی کراهية التعليق، رقم: 2072 ... نسائی: کتاب المحاربة باب الحكم في السحرة، رقم: 4084))

② ((ابوداؤد: کتاب الطب، باب في تعليق التمائم، رقم: 3883 ... ابن ماجه: ابواب الطب، باب تعليق التمائم، رقم: 3530))

③ ((مسند احمد: عن عقبة بن عامر رضی اللہ عنه، (154/4) رقم: 16951))

مَنْ عَلَّقَ تَمِیْمَۃً فَقَدْ اَشْرَکَ ①

''جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔''

اسی طرح ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا کڑا دیکھا تو فرمایا: ماھذا ؟ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کمزوری کی وجہ سے پہن لیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

اَنْزِعْھَا فَاِنَّھَا لَا تَزِیْدُ اِلَّا وَھْنًا فَاِنَّکَ لَوْ متَّ وَ ھِیَ عَلَیْکَ مَا اَفْلَحْتَ اَبَدًا ②

''پھینک دو اسے کیونکہ وہ کمزوری میں اضافہ کرے گا۔ اگر تو اسی حالت میں مرے تو کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔''

ایک مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے ہاتھ سے ایک دھاگہ کاٹ ڈالا اور پھر یہ آیت پڑھی

وَ مَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَ ھُمْ مُّشْرِکُوْنَ[12:یوسف:106]

''اور یہ اکثر اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر (اس کے ساتھ) شرک کرتے ہیں۔''

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا:

مَنْ قَطَعَ تَمِیْمَۃً مِنْ اِنْسَانٍ کَانَ کَعَدْلِ رَقَبَۃٍ وَ ھٰذَا فِیْ حُکْمِ الْمَرْفُوْعِ ③

''جس نے کسی کا تعویذ کاٹ کر پھینک دیا اسے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔''

سوال: قرآن لکھ کر لٹکانے کا کیا حکم ہے؟

---

① ((مسند احمد: عن عقبة بن عامر رضی اللہ عنه، (156/4) رقم: 16969))

② ((ابن ماجه: ابواب الطب، باب تعلیق التمائم، رقم: 3531 ۰۰۰ مسند احمد: عن عمران ابن حصین، (445/4)، رقم: 19498))

③ ((مصنف ابن ابی شیبه: فی الطب فی تعلیق التمائم (17/8)))

جواب: بعض اسلاف کرام اس کے جواز کے قائل ہیں۔لیکن ان میں سے اکثر اس کے عدم جواز کے قائل ہیں۔ جیسے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرھم کے نزدیک اس کا نہ لٹکانا ہی بہتر ہے۔اس لئے کہ نہی میں عمومیت ہے اور کوئی نص ایسی نہیں جو اس عمومیت نہی کی تخصیص کرے۔ پھر اس میں قرآن مجید کو اہانت سے محفوظ کرنا ہوتا ہے۔اس لئے اکثر و بیشتر لوگ ان تختیوں کو ناپاکی کی حالت میں بھی اٹھا لیتے ہیں۔اس لئے آہستہ آہستہ لوگ قرآن مجید کے علاوہ دوسری چیزیں بھی لٹکا لیتے ہیں۔ پھر عدم جواز سے یہ فائدہ ہوگا کہ شرک کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا اور غیر اللہ کی طرف لوگوں کا ملتفت ہونے کا ایک راستہ بند ہو جائے گا۔

سوال: کاہنوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: کاہنوں کا دوسرا نام "طاغوت ہے"۔ یہ شیطان کا دوست ہوتا ہے۔شیطان انہیں پٹی پڑھاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيَآءِهِمْ [6:الانعام:121]

"اور شیطان (لوگ) اپنے رفیقوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں۔"

اور وہ ان کے پاس آتے ہیں اور ان کو سنی سنائی باتیں کہتے ہیں اور اس میں سو جھوٹ بھی ملاتے ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ o تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍo يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَ اَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ

[26:الشعراء:221-223]

"میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں۔ ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں۔ جو سنی ہوئی بات (اس کے کان میں لا) ڈالتے ہیں اور وہ اکثر جھوٹے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے وحی والی حدیث میں فرمایا:

فَیَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَ مُسْتَرِقُوْا السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُه' فَوْقَ بَعْضٍ فَیَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَیُلْقِیْهَا اِلٰی مَنْ تَحْتَه' ثُمَّ یُلْقِیْهَا الْآخَرُ اِلٰی مَنْ تَحْتَه' حَتّٰی یُلْقِیْهَا عَلٰی لِسَانِ السَّاحِرِ اَوْ كَاهِنٍ فَرُبَمَا اَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ اَنْ یُلْقِیْهَا وَ رُبَّمَا اَلْقَاهَا قَبْلَ اَنْ یُّدْرِكَه' فَیَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ ①

''بات چرانے والے شیطان جو تلے اوپر رہ کر وہاں جاتے ہیں۔ایک سے ایک سن کر اس بات کو اڑا لیتے ہیں اوپر سن کر اس بات کو اڑا لیتے ہیں۔اوپر والا شیطان نیچے والے کو وہ اپنے نیچے والے کو سناتا ہے۔اسی طرح جادوگر' کاہن تک وہ بات پہنچتی ہے۔کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرشتے جو آگ کا کوڑا مارتے ہیں۔وہ شیطان پر بات چرانے سے پہلے پڑ جاتا ہے۔کبھی کوڑا پڑنے سے پیشتر وہ اپنے نیچے والے شیطان کو بات سنا چکتا ہے۔یہ جادو یا کاہن میں یہ ایک بات میں سو جھوٹ (اپنی طرف سے ملا کر) لوگوں سے بیان کرتا ہے۔''

اس قسم کی چیز زمین پر خطوط کھینچنا بھی ہے جسے لوگ "ضرب الرمل" کہتے ہیں۔اسی طرح کا شمار بھی ہے۔

سوال: کاہن کی تصدیق کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ [27:النمل:65]

''کہہ دو! کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں۔اللہ کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتے۔''

ایک جگہ ارشاد ہے:

وَ عِنْدَه' مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ [6:الانعام:59]

① ((بخاری: کتاب التفسیر، سورۃ السبا، باب ﴿حتی اذا فزع عن قلوبهم﴾ رقم :4800))

"اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ [68:القلم:47]

"یا ان کے پاس غیب (کا علم) ہے کہ وہ اسے لکھ لیتے ہیں۔"

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى [53:النجم:35]

"کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔"

اور ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [2:البقرة:216]

"اور (ان باتوں) کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَتٰى عَرَّافًا اَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ ①

"جو شخص نجومی یا کاہن کے پاس آئے، پھر اس کی باتوں کی تصدیق کرے۔ تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ شریعت کا انکار کیا۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

مَنْ اَتٰى عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ فَصَدَّقَهٗ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاةٌ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ②

"جو شخص نجومی کے پاس آئے اور پھر اس سے کچھ سوال کرے، پھر اس

---

① ((مسند احمد:(163/3) عن ابی هريرةؓ ... ترمذی: ابواب الطهارة، باب ماجاء فی کراهية اتيان الحائض، رقم :135 ... ابن ماجه: ابواب الطهارة، باب النهی عن اتيان الحائض، رقم :639 ... ابوداؤد: کتاب الطب، باب فی الکهان، رقم :3904))

② ((مسند احمد :(68/4) عن صفيةؓ رقم :16202 ... مسلم: کتاب السلام، باب تحريم الکهانة واتيان الکهان، رقم :5821))

کی تصدیق کرے۔ تو اس کی چالیس دنوں کی نماز قبول نہ ہوگی۔"

سوال: تنجیم کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ [6:الانعام:97]

"اور وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تاکہ جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیرے میں ان سے رستے معلوم کرو۔"

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيَاطِيْنِ [67:الملک:5]

"اور ہم نے قریب کے آسمان کو (تاروں کے) چراغوں سے زینت دی اور ان کو شیطان کے مارنے کا آلہ بنایا۔"

اور ارشاد ہے:

وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِهٖ [16:النحل:12]

"اور اسی کے حکم سے ستارے بھی کام میں لگے ہوئے ہیں۔"

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ النُّجُوْمِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ ①

"جس نے ستاروں سے کچھ حصہ حاصل کیا اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا۔ زیادہ کیا جتنا زیادہ کیا گیا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

① ((ابوداؤد: کتاب الطب، باب فی النجوم، رقم: 3905 ... ابن ماجہ: ابواب الادب، باب تعلم النجوم، رقم: 3726))

اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اَلتَّصْدِیْقَ بِالنُّجُوْمِ وَ التَّکْذِیْبَ بِالْقَدْرِ وَ حِیْفَ الْاَئِمَّةِ (احمد)

''میں اپنی امت کے بارے میں ڈرتا ہوں کہ وہ ستاروں کی تصدیق کریں گے اور تقدیر کو جھٹلائیں گے اور ائمہ کے مظالم سے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا جو "ابا جاد" کو لکھتے ہیں اور (نجوم) ستاروں کو دیکھتے ہیں۔

لَیْسَ لَه' عِنْدَاللّٰهِ مِنْ خَلَاقٍ ①

''جس نے ایسا کیا میں اللہ کے نزدیک اس کا کوئی ثواب اجر نہیں سمجھتا۔''

اور قتادہ نے لکھا ہے:

خَلَقَ اللّٰهُ هٰذِهِ النُّجُوْمَ لِثَلَاثٍ زِیْنَةٌ لِلسَّمَآءِ وَرُجُوْمًا لِلشَّیَاطِیْنِ وَ عَلَامَاتٍ یُهْتَدٰی بِهَا فَمَنْ تَاَوَّلَ فِیْهَا غَیْرَ ذٰلِکَ فَقَدْ اَخْطَاءَ حَظَّه' وَاَضَاعَ نَصِیْبَه' وَ تَکَلَّفَ مَالَا عِلْمَ لَه' بِه ②

''اللہ نے ان ستاروں کو آسمان کی زینت اور شیاطین کیلئے مار اور راستوں کی نشانیاں بتانے کیلئے پیدا کی ہے۔ جن کے ذریعے راستہ پہچانا جاتا ہے۔ جس نے اس کی تاویل اس کے خلاف کی اس نے اپنے نصیب کے ساتھ غلطی کی اور خود کو برباد کیا۔ اور جس چیز کا اسے علم نہ تھا اسکی ذمہ داری لی۔''

سوال: پچھتروں سے پانی طلب کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

① ((اخرجه الطبرانی فی الکبیر: (41/11) مصنف عبدالرزاق (26/11) مجمع الزوائد: (177/5)))

② ((بخاری: کتاب بدء الخلق: باب فی النجوم، "معلقاً": ))

وَ تَجۡعَلُوۡنَ رِزۡقَکُمۡ اَنَّکُمۡ تُکَذِّبُوۡنَ [56:الواقعة:82]

''اور اپنے حصے میں یہی لیتے ہو کہ جھٹلاتے پھرو۔''

نبی ﷺ نے فرمایا:

اَرۡبَعٌ فِیۡ اُمَّتِیۡ مِنۡ اَمۡرِ الۡجَاهِلِیَّةِ لاَ یَتۡرُکُوۡنَهُنَّ الۡفَخۡرُ بِالۡاَحَاسِبُ وَ الطَّعۡنُ فِی الۡاَنۡسَابِ وَ الۡاِسۡتِسۡقَآءُ بِالنُّجُوۡمِ وَالنِّیَاحَةُ ①

''میری امت میں جاہلیت کی چار چیزیں ہیں جنہیں لوگ نہیں چھوڑیں گے۔ ایک اپنے حسب پر فخر کرنا' دوسرا نسب پر طعن کرنا' تیسرا ستاروں سے پانی طلب کرنا' چوتھا بین کر کے رونا۔''

ایک اور جگہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَصۡبَحَ مِنۡ عِبَادِیۡ مُؤۡمِنٌ بِیۡ وَ کَافِرٌ فَاَمَّا مَنۡ قَالَ مُطِرۡنَا بِفَضۡلِ اللّٰهِ وَ رَحۡمَتِهٖ فَذٰلِکَ مُؤۡمِنٌ بِیۡ کَافِرٌ بِالۡکَوۡکَبِ وَ اَمَّا مَنۡ قَالَ مُطِرۡنَا بِنَوۡءِ کَذَا وَ کَذَا فَذٰلِکَ کَافِرٌ بِیۡ مُؤۡمِنٌ بِالۡکَوۡکَبِ ②

''آج صبح کو کچھ بندے مجھ پر ایمان لائے اور کچھ کافر ہوئے۔ جس نے کہا اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی۔ تو وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کا انکار کیا' اور جس نے کہا کہ فلاں تارے کی فلاں جگہ پر آنے کی وجہ سے بارش ہوئی۔ تو وہ میری رسالت کا منکر ہوئے اور ستاروں پر ایمان لائے۔''

---

① ((مسلم: کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحة، رقم :2160))

② ((بخاری: کتاب الاستسقاء، باب قوله الله تعالیٰ ﴿وتجعلون رزقکم انکم تکذبون﴾ رقم :1038 . . . مسلم: کتاب الایمان، باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء، رقم :231 . . . ابوداؤد: کتاب الکهانة والتطیر، باب فی النجوم، رقم :3906 . . . ترمذی: ابواب التفسیر، باب ومن سورة الواقعة، رقم :3295 . . . نسائی: کتاب الاستسقاء، باب کراهیة الاستمطار بالکوکب، رقم :1526 ))

سوال: بدشگونی کا کیا حکم ہے اور اسے زائل کرنے والی کیا چیز ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ [7:الاعراف:131]

''دیکھو ان کی بدشگونی اللہ کی ہاں (مقدر) ہے۔''

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا عَدْوٰی وَ لَا طِيَرَةَ وَ لَا هَامَّةَ وَلَا صَفَرَا ①

''چھوت لگنا' بدشگونی لینا' الو کا منحوس ہونا' صفر کا منحوس ہونا۔ یہ سب لغو خیالات ہیں''

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

وَالطِّيَرَةُ شِرْكٌ وَالطِّيَرَةُ شِرْكٌ ②

''بدشگونی لینا شرک ہے۔ بدشگونی لینا شرک ہے۔''

ابن مسعودؓ کا قول ہے:

وَ مَا مِنَّا اِلَّا وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهٗ بِالتَّوَكُّلِ ③

''اور ہم میں سے ہر ایک کو وہم پیش آ ہی جاتا ہے لیکن اللہ اسے توکل کے ذریعے دور کر دیتا ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ عَنْ حَاجَتِهٖ فَقَدْ اَشْرَكَ ④

① ((بخاری: کتاب الطب، باب الجزام، رقم :5707 ۔۔۔ مسلم: کتاب السلام، باب لا عدوی ولاطیرۃ، رقم :5789 ۔۔۔ ابوداؤد : کتاب الکهانة والتطير، باب فی الطیرۃ، رقم :3911 ۔۔۔ ترمذی: ابواب السیر، باب ماجاء فی الطیرۃ، رقم :1615 ۔۔۔ ابن ماجه: کتاب السنه، باب فی القدر، رقم :86 ))

② ((ابوداؤد: کتاب الطب، باب فی الطیرۃ، رقم :3910 ۔۔۔ ترمذی: ابواب السیر، باب ماجاء فی الطیرۃ، رقم :1614 ۔۔۔ابن ماجه: ابواب الطب، باب من کان یعجبه الفال و یکره الطیرۃ، رقم :3538))

③ ((ابوداؤد: کتاب الطب، باب فی الطیرۃ، رقم :3910 ۔۔۔ ترمذی: ابواب السیر، باب ماجاء فی الطیرۃ، رقم :1614 ۔۔۔ ابن ماجه: ابواب الطب، باب من کان یعجبه الفال و یکره الطیرۃ، رقم :3538 ))

④ ((مسند احمد: عن عبداللہ بن عمروؓ (220/2) رقم :7005 ))

''جس کو بدشگونی نے اس کی ضرورت سے باز رکھا تو اس نے شرک کیا۔''

لوگوں نے پوچھا کہ اس کا کفارہ کیا ہے تو فرمایا:

اَنْ تَقُوْلَ اَللّٰھُمَّ لاَ خَیْرَ اِلاَّ خَیْرُکَ وَ لاَطَیْرَ اِلاَّ طَیْرُکَ وَ لاَ اِلٰہَ غَیْرُکَ ①

''اس کا کفارہ یہ ہے کہ کہو: اے اللہ! خیر و بھلائی تو صرف تیری جانب سے ہے اور شگون بد یا نیک بھی تیری ہی جانب سے ہے تیرے علاوہ کوئی لائق عبادت نہیں۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَحْسَنُھَا الْفَالُ وَ لاَ تَرُدُّ مُسْلِمًا فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ مَا یَکْرَہُ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ لاَ یَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلاَّ اَنْتَ وَ لاَ یَدْفَعُ السَّیِّئَاتِ اِلاَّ اَنْتَ وَ لاَ حَوْلَ وَ لاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِکَ ②

''اسکی سب سے درست قسم فال ہے۔ کسی مسلمان کو کسی کام سے باز نہ رکھے اور تم میں سے جب کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے بری لگتی ہے تو کیا کہے: ''اے اللہ! تیرے سوا کوئی بھلائی نہیں پہنچا سکتا اور تیری سوا برائیوں کو کوئی روک نہیں سکتا اور تیری مدد اور توفیق کے بغیر بدی سے باز رہنے کی طاقت نہیں اور نہ نیکی کرنے کی قوت۔''

سوال: نظر لگنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلْعَیْنُ حَقٌّ ③ ''نظر بد حق ہے۔''

---

① ((مسند احمد:عن عبداللہ بن عمرو(220/2) ))

② ((ابوداؤد: کتاب الطب، باب فی الطیرۃ، رقم :3919 ))

③ ((بخاری: کتاب الطب، باب العین حق، رقم :5740 ... مسلم: کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی، رقم :41-42 ... ابوداؤد: کتاب الطب، باب ماجاء فی العین، رقم :3879 ... ترمذی. ابواب الطب، باب ماجاء ان العین حق والغسل لھا، رقم :2061))

نبی اکرم ﷺ نے ایک لونڈی کے چہرہ میں کالا داغ دیکھا تو فرمایا:

اِسْتَرْقُوْالَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ ①

''اس پر منتر کراؤ اس کو نظر لگ گئی ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

اَمَرَنِیَ النَّبِیَّ ﷺ اَوْ اَمَرَ اَنْ یُّسْتَرْقٰی مِنَ الْعَیْنِ ②

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا یا آپ نے حکم دیا کہ نظر بد کا منتر کیا جائے۔''

اور فرمایا:

لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْ حُمَةٍ ③

''منتر' نظر بد لگنے سے کرنا چاہیے یا سانپ بچھو کے کاٹنے سے۔''

یہ تمام حدیثیں صحیحین میں موجود ہیں۔ اس چیز کی تاثیر بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ اس کی تفسیر و توضیح اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی ہے۔

وَ اِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ [القلم:68:51]

''اور کافر جب (یہ) نصیحت (کی کتاب) سنتے ہیں۔ تو یوں لگتے ہیں کہ تم کو اپنی نگاہوں سے پھسلا دیں گے۔''

سوال: معاصی کی کل کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: معاصی کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم صغائر کی ہے جنہیں ''سیئات'' بھی کہتے ہیں۔ اور دوسری قسم کبائر کی ہے جو مہلک ہیں۔

---

① ((بخاری: کتاب الطب، باب رقیۃ العین، رقم :5739))

② ((بخاری: کتاب الطب، باب رقیۃ العین، رقم :5735))

③ ((ابوداؤد: کتاب الطب، باب فی تعلیق التمائم، رقم :3884 ۔۔۔ بخاری: کتاب الطب، باب من اکتوی اوکوی غیرہ، رقم :5705 ۔۔۔ مسلم: کتا ب الایمان، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنۃ بغیر حساب، رقم :527))

سوال: سیئات کا کفارہ کس سے ہوگا؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا [4:النساء:31]

''اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے اجتناب رکھو گے۔ تو ہم تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کے مکانوں میں داخل کریں گے۔''

اور ارشاد ہے:

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ [11:هود:114]

''کچھ شک نہیں کہ نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اس کو خبر دے دی کہ بڑے گناہوں سے دور رہنے سے سیئات کا کفارہ ہو جاتا ہے' اسی طرح نیکی بھی اسکا کفارہ بن جاتی ہے۔ ایک حدیث شریف کے الفاظ ہیں:

وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا ①

''اور برائی کے بعد نیکی کرو' وہ اسے مٹا دے گی۔''

اسی طرح صحیح احادیث میں وارد ہے کہ تکلیف میں اچھی طرح وضو کرنا اور مسجدوں کی طرف چلنا اور پانچوں نماز اور جمعہ سے جمعہ تک' رمضان سے رمضان اور اسکا قیام' لیلۃ القدر کا قیام' عاشورہ کا روزہ اور دیگر طاعتوں اور عبادتوں کی وجہ سے سیئات ختم کر دیئے جاتے ہیں اور چھوٹے موٹے گناہ دُھل جاتے ہیں۔

سوال: کبائر کیا ہیں؟

جواب: اس بارے میں صحابہ کرام' تابعین' و علماء سلف کے مختلف اقوال ہیں اس سے مراد ہر وہ گناہ ہے' جس پر کوئی حد نافذ ہوتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ہر وہ گناہ

① ((ترمذی: ابواب البر، باب ماجاء فی معاشرۃ الناس، رقم: 1987))

جس کے ساتھ لعنت، غضب، جہنم یا کسی سزا کی وعید آئی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ گناہ ہیں جس کے کرنے سے یہ محسوس ہو کہ اس کے کرنے والے کو دین کی کوئی پرواہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کا اسے کوئی خوف نہیں۔ اسکے علاوہ اسکی بہت ساری تعریفیں کی گئی ہیں۔

صحیح احادیث میں بہت سارے گناہوں کو کبائر کہا گیا ہے۔ان کے درجوں کے اختلاف کے ساتھ ان میں سے بعض کو کفر اکبر کہا گیا ہے جیسے شرک، جادو وغیرہ۔ اس میں بعض تو بڑے گناہ فواحش ہیں جیسے قتل نفس، جس کے ناحق استعمال کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جھوٹ بولنا، محسنات، غافلات ومومنات پر تہمت لگانا، شراب پینا، والدین کی نافرمانی کرنا وغیرہ وغیرہ۔

حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا:

هِيَ اِلَى السَّبْعِيْنَ اَقْرَبُ مِنْهَا اِلَى السَّبعِ ①

”کبائر کی تعداد ستر تک پہنچتی ہے۔اس کی سب سے قریب کی جو تعداد بتائی جاتی ہے وہ سات ہیں۔“

لہذا ان کبیرہ گناہوں کا اگر کوئی شمار کرے تو یہ ستر سے زیادہ نکلیں گے۔لہذا وہ گناہ جن پر سخت وعید آئی ہے کتاب وسنت میں اور اس کے مرتکب کے لئے لعنت، غضب، عذاب اور جنگ کی دھمکی آئی ہے تو یہ گناہ بہت زیادہ ہیں۔

سوال: تمام صغیرہ وکبیرہ گناہ کیسے معاف ہوں گے؟

جواب: ان تمام گناہوں کی معافی صدق دل سے توبہ کرنے سے ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ

① ((ذکرہ ابن جریر الطبری و ابن کثیر والسیوطی فی الدر المنثور فی تفسیر قولہ تعالیٰ ﴿ان تجتنبوا کبائر ماتنھون عنه﴾))

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَ یُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ [66:التحریم:8]

''مومنو! اللہ کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔ امید ہے کہ وہ تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا اور تم کو باغ ہائے بہشت میں جنکے تلے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا۔''

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب عسیٰ کا لفظ استعمال ہو تو وہ محقق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ٥ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ [3:ال عمران:135-136]

''اور وہ جو کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے۔ اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے۔ ایسے ہی لوگوں کا صلہ اپنے پروردگار کی طرف سے بخشش اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔''

ایک جگہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلتَّوْبَةُ تَجُبُّ مَا قَبْلَهَا (مسلم)

''توبہ پہلے گناہوں کو دور کر دیتی ہے۔''

اور ارشاد ہے:

اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدٍ مِّنْ رَّجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلاً وَ بِهٖ مَهْلَکَةٌ وَمَعَه' رَاحِلَتُه' عَلَیْهَا طَعَامُه' وَ شَرَابُه' فَوَضَعَ رَاسَه' فَنَامَ نَوْمَةً

فَاسْتَيْقَظَ وَ قَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُه، حَتّٰى اِشْتَدَّ عَلَيْهَا الْحَرُّ وَالْعَطْشُ اَوْ مَا شَآءَ اللّٰهُ قَالَ اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِىْ فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَه، فَاِذَا رَاحِلَتُه، عِنْدَه، ①

''اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔ جتنا وہ شخص خوش ہوتا ہے جو (سفر میں) میں ایک مقام پر اترے (جہاں کھانا پانی کچھ نہ ملتا ہو) ہلاکت کا مقام ہو۔ اس کے ساتھ اسکی اونٹنی غائب۔ پیاس اور گرمی کی شدت ہو اور وہ یہ کہے کہ میں کیسے اپنی منزل کی طرف لوٹوں گا۔ آخر (تھک کر مجبوراً زندگی سے مایوس ہو کر) اسی جگہ چلا آئے جہاں پر لیٹا تھا اور (موت کا یقین کر کے) پھر سو جائے تھوڑی دیر میں آنکھ جو کھلے تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ اس کی اونٹنی سامنے ہے۔''

سوال: توبۃ النصوح کیا ہے؟

جواب: ایسی سچی توبہ جس میں تین چیزیں جمع ہوں۔ کلی طور پر گناہ سے احتراز' گناہ کے ارتکاب پر ندامت اور اس کا عزم کہ اب کبھی یہ گناہ نہیں کریں گے۔

اگر کسی مسلمان پر ظلم کیا ہے تو اس سے معافی مانگ لے' اس لئے کہ قیامت کے دن اس سے بدلہ لے گا۔ ظلم ایک ایسا گناہ ہے' جسے بخشا نہیں جائے گا۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ كَانَتْ عِنْدَه، مَظْلَمَةٌ لِاَخِيْهِ فَلْيَتَحَلَّلْه، مِنْهَا فَاِنَّه، لَيْسَ ثُمَّ دِيْنَارٌ وَّ لَا دِرْهَمٌ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّؤْخَذَ لِاَخِيْهِ مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّه، حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَخِيْهِ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ②

''جس پر کسی مسلمان بھائی کا کوئی حق نکلتا ہو تو وہ آج دنیا میں اس کا

① ((بخاری: كتاب الدعوات، باب التوبة، رقم :6308 ... مسلم: كتاب التوبة، باب فی الحض على التوبة، رقم :6961 ... ابن ماجه: ابواب الزهد، باب ذكر التوبة، رقم :4249))

② ((بخاری: كتاب الرقاق، باب القصاص يوم القيامة، رقم :6534))

فیصلہ کرا لے۔ اسلئے کہ قیامت کے دن نہ روپیہ ہوگا نہ اشرفی بلکہ اسکی نیکیاں لے کر اس کے بھائی کو (جس کا حق نکلتا تھا) دی جائیں گی۔ اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اسکے بھائی کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔''

سوال: لوگوں میں سے ہر شخص کے حق میں توبہ کا دروازہ کب بند ہوتا ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا [4:النساء:17]

''اللہ انہی لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو نادانی سے بری حرکت کر بیٹھے ہیں پھر جلد توبہ کر لیتے ہیں۔ بس ایسے لوگوں پر اللہ مہربانی کرتا ہے اور سب کچھ جانتا اور حکمت والا ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو کچھ بھی اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کی جائے وہ سراسر جہالت ہے۔ چاہے وہ عمداً ہو یا غیر عمداً۔ اس سلسلہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ [1]

''بیشک اللہ تعالےٰ جان کنی سے پہلے توبہ قبول فرماتا ہے۔''

یعنی جب فرشتے نظر آنے لگیں اور روح سینے سے نکل کر حلقوں پر پہنچ جائے' نفس میں غرغر پیدا ہو جائے اس وقت توبہ قبول نہیں ہے۔ اور اس وقت کوئی چھٹکارا و خلاصی نہیں ہے۔

وَ لَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ [38:ص:3]

[1] ((مسند احمد: (132/2) عن ابن عمرؓ ۔۔۔ ترمذی: ابواب الدعوات، باب ان الله يقبل توبة العبد مالم يغرغر، رقم :3537 ۔۔۔ ابن ماجه: ابواب الزهد، باب ذكر التوبة، رقم :4253 ))

"اور رہائی کا وقت نہیں تھا۔"

اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْئٰنَ [4:النساء:18]

"اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو ساری عمر برے کام کرتے رہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آ موجود ہو تو اس وقت کہنے لگے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں۔"

سوال: دنیا کی عمر میں توبہ کا دروازہ کب بند ہوگا؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَوْمَ يَاْتِىْ بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِىْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا [6:الانعام:158]

"جس روز تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آ جائیں گی تو جو شخص پہلے ایمان نہ لایا ہوگا اس وقت اسے ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دے گا یا اپنے ایمان کی حالت میں نیک عمل نہ کئے ہوں گے۔ (تو گناہوں سے توبہ کرنا مفید نہ ہوگا)"

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ فَرَآهَا النَّاسُ اٰمَنُوا اَجْمَعُوْنَ فَذَاكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْساً اِيْمَانُهَا ②

"جب تک سورج پچھم کی طرف سے نہ نکلے اس وقت تک قیامت نہ ہوگی جب لوگ یہ نشانی دیکھیں گے تو زمین والے ایمان لے آئیں

---

② ((بخاری: کتاب التفسیر، سورة الانعام، باب لا ينفع نفسا ايمانها، رقم :4636 ... ابن ماجه: ابواب الفتن، باب طلوع الشمس من مغربها، رقم :4068))

گے مگر اس وقت کا ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا۔"

ایک اور حدیث صفوان بھی ابن عسال نقل کرتے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔

إِنَّ اللهَ فَتَحَ بَابًا قِبَلَ الْمَغْرِبِ عَرْضُه' سَبْعُوْنَ عَامًا لِلتَّوْبَةِ لاَ يُغْلَقُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ ①

"بیشک اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لئے مغرب کی طرف ایک دروازہ کھول دیا ہے۔ جس کی چوڑائی ستر سال کی مسافت کی دوری کے برابر ہے۔ وہ دروازہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے قبل تک کھلا رہے گا۔"

سوال: اس موحدّ کا کیا حکم ہے جو کبیرہ گناہ پر اصرار کے ساتھ مرا ہو؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلاَتُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ط وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ﴾ [7:الاعراف:8-9]

"اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو اسکو حاضر کریں گے۔ اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ج وَ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ﴾ [3:ال عمران30]

"جس دن ہر شخص اپنے اعمال کی نیکی کو موجود پالے گا اور ان کی

① ((مسند احمد: عن زر بن حبیش، (4/240-241) رقم 17627-17634))

برائی کو بھی (دیکھ لے گا)''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ [16:النحل:111]

''اور اس دن سے ڈرو جب کہ تم اللہ کے حضور لوٹ کر جاؤ گے اور ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور کسی کا کچھ نقصان نہ ہو گا۔''

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿وَ اتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ [2:البقرة:281]

''اور اس دن سے ڈرو جب کہ تم اللہ کے حضور لوٹ کر جاؤ گے۔ اور ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور کسی کا کچھ نقصان نہ ہو گا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ؁ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ؁ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ [99:الزلزال:6-8]

''اس دن لوگ گروہ در گروہ ہو کر آئیں گے تاکہ انکو ان کے اعمال دکھائے جائیں۔ تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔''

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ [1]

''جس کے حساب میں کھود کرید کی جائے گی وہ عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔''

---

[1] ((بخاری: كتاب الرقاق، باب من نوقش الحساب عذب، رقم :6536 ۔۔۔ مسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب اثبات الحساب، رقم :7225 ۔۔۔ ترمذی: ابواب صفة القيامة، باب من نوقش هلك، رقم :2426

یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت فرمایا:

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيرًا [84:الانشقاق:8]

''اس سے حساب آسان لیا جائے گا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

وَ لَيْسَ أَحَدٌ يُنَاقَشُ الْحِسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا عُذِّبَ ①

''ہاں! وہ تو پیشی ہو گی لیکن جس کے حساب میں کھود کرید کی جائے گی وہ عذاب میں مبتلا ہو گا۔''

ہم نے حشر و نشر قیامت کے احوال و کوائف' وقوف' میزان' صحف' عرض' حساب پل صراط' شفاعت و دیگر چیزوں سے متعلق وہ نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ پیش کر دیئے ہیں جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آخرت میں لوگوں کے اپنے اعمال و طاعات اور گناہ و معاصی کے حساب سے مختلف مراتب و درجے ہوں گے۔ بعض تو سابقین میں سے ہوں گے' بعض مقتصدین ہوں گے اور بعض نے اپنے آپ پر ظلم کیے ہوں گے۔ جب تمہیں یہ معلوم ہو جائے تو جان لو کہ قرآنی آیات' احادیث نبویہ' سلف صالحین' صحابہ و تابعین' ائمہ تفسیر و احادیث کے اعمال سے جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ کہ اہل توحید میں سے جو گنہگار رہوں گے ان کے تین طبقے ہوں گے۔

طبقہ اولیٰ: اس میں سے وہ لوگ ہوں گے جنکے حسنات زیادہ اور سیئات کم ہوں گے۔ یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور انہیں آگ کبھی نہیں چھوئے گی۔

طبقہ ثانیہ: اس میں وہ لوگ ہوں گے جن کے حسنات و سیئات برابر ہوں گے۔ یہ اپنے سیئات کی وجہ سے جنت میں نہیں جائیں گے۔ اور حسنات کی وجہ سے جہنم میں نہیں جائیں گے۔ یہ اصحاب اعراف ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے کیا

---

① ((بخاری: کتاب الرقاق، باب من نوقش الحساب عذب، رقم:6537 ۔۔۔ مسلم: کتاب الجنة وصفة نعيمها، باب اثبات الحساب، رقم :7227 ۔۔۔ ترمذی:ابواب التفسیر، باب ومن سورة ﴿اذا السماء انشقت﴾، رقم :3338))

ہے۔ وہ جب تک چاہے گا جنت وجہنم کے بیچ میں ٹھہرائے گا۔ پھر انہیں جنت میں جانے کی اجازت دینے کے بعد وہ (یعنی اصحاب اعراف) پکاریں گے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَ بَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَ عَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمَاهُمْ وَ نَادَوْا اَصْحَابَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَ هُمْ يَطْمَعُوْنَ O وَ اِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ اَصْحَابِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ... اِلٰى قَوْلِهٖ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَ لَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ [7:الاعراف:46-49]

''اور ان دونوں یعنی بہشت اور دوزخ کے درمیان (اعراف) نام کی ایک دیوار ہوگی اور اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے جو سب کو ان کی صورتوں سے پہچان لیں گے تو اہل بہشت کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو۔ یہ لوگ (ابھی) بہشت میں داخل تو نہیں ہوئے ہوں گے مگر امید رکھتے ہوں گے اور جب انکی نگاہیں پلٹ کر اہل دوزخ کی طرف جائیں گی تو عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو ظالم لوگوں کے ساتھ (شامل) نہ کیجیے (ارشاد ہوگا) تم بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ تمہیں کچھ خوف نہیں اور نہ تم کو کچھ رنج وغم ہوگا۔

طبقہ ثالثہ: اس میں وہ لوگ ہوں گے جن کے پاس توحید وایمان کی جڑ موجود ہونے کے باوجود وہ کبیرہ گناہوں، فاحش وفواحش میں مصر تھے اور اسی حال میں اللہ سے جا ملے جن کی وجہ سے ان کے سیئات ان کے حسنات پر بڑھ گئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے سیئات کے برابر جہنم میں جائیں گے۔ جہنم کی لپیٹ بعض کے ٹخنوں تک پہنچے گی بعض کی نصف پنڈلی تک، بعض کے گھٹنوں تک اور بعض کے تو سجدہ کے نشان

کے علاوہ تمام جسم کو جہنم کی آگ چھوئے گی۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے بارے میں اللہ تعالےٰ سفارش کی اجازت دیں گے۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ کو اور دیگر انبیاء و اولیاء و فرشتوں کو اور ان لوگوں کو جن کو اللہ تعالےٰ عزت سے نوازنا چاہے گا۔

ان کیلئے ایک حد مقرر کی جائے گی پھر انہیں نکالا جائے گا۔ پھر انکی حد مقرر کی جائے گی۔ پھر انہیں نکالا جائے گا۔ اسی طرح نکالتے نکالتے انہیں بھی نکالا جائے گا جن کے دل میں ایک دینار کے برابر خیر ہوگی پھر نصف دینار کے برابر خیر والے نکالے جائیں گے۔ پھر گیہوں کے برابر خیر والے نکالے جایں گے۔ یہاں تک کہ ذرہ برابر خیر والے نکالے جائیں گے۔ یہاں تک کہ سفارش والے کہیں گے۔

اے پروردگار! ہم نے اس میں کوئی خیر نہیں چھوڑی ہے۔ جو شخص بھی توحید پر مرے گا چاہے اس نے کیسا ہی عمل کیا ہو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں نہیں رہے گا۔ لیکن ان میں سے جن کا ایمان زیادہ مضبوط اور گناہ زیادہ ہلکا ہوگا اس کا اتنا ہی عذاب ہلکا ہوگا۔ اور جلد ہی جلد جہنم سے نکال لیا جائے گا اور جس کا گناہ جتنا زیادہ ہوگا اور ایمان جتنا کمزور ہوگا اسے اسی اعتبار سے جہنم کا عذاب ہوگا۔ اس موضوع کی احادیث بیشمار ہیں۔ اس طرف رسول اللہ نے اپنے قول سے اشارہ فرمایا ہے:

مَنْ قَالَ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَفَعَتْهُ يَوْمًا مِنَ الدَّهْرِ يُصِيْبُهُ قَبْلَ ذٰلِكَ مَا اَصَابَهُ ①

''جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس کو زندگی میں کبھی نہ کبھی یہ کلمہ ضرور فائدہ دے گا۔ جو اس کو اپنی زبان پر لاتا ہے۔ اس سے پہلے وہ اسی کو فائدہ دے دیتا ہے۔''

یہ وہ کام ہے جہاں اکثر لوگ بھٹک جاتے ہیں اور ان کے قدم پھسل جاتے

① ((اخرجه الطبرانی فی الاوسط: رقم (2873-3510:) بیهقی فی الاسماء والصفات (178/1) مجمع الزوائد، کتاب الایمان: باب فیمن شهد ان لا اله الا الله، (22/1) وقال الهیثمی رجاله رجال الصحیح))

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے بہت زیادہ اختلاف کیا۔

ارشاد ربانی ہے:

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ [2:البقرة:213]

"تو جس امر حق میں وہ اختلاف کرتے تھے اللہ نے اپنی مہربانی سے مومنوں کو اس کی راہ دکھائی اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھاتا ہے۔"

سوال: کیا شرعی حدود گنہگاروں کیلئے کفارہ بنتی ہیں؟

جواب: نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کے بیچ فرمایا:

بَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَ لَا تَسْرِقُوْا وَ لَا تَزْنُوْا وَ لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَ لَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَ اَرْجُلِكُمْ وَ لَا تَعْصُوْا فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَ مَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَ مَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ عَلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ عَفَا عَنْهُ وَ اِنْ شَآءَ عَاقَبَهٗ ①

تم مجھ سے ان شرطوں پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے اور چوری نہ کرو گے۔زنا نہ کرو گے اور اپنی اولاد کا خون ناحق نہ کرو گے۔اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اچھی بات میں نافرمانی نہ کرو گے۔پھر جو کوئی ان شرطوں کو پورا کرے اسکا ثواب اللہ دے گا۔ اور جس سے ان میں سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے پھر دنیا ہی میں اس کی سزا مل جائے تو وہ سزا اسکے لئے کفارہ ہوگی۔اگر سزا نہ ہوا اللہ اس کا گناہ

① ((بخاری: کتاب الایمان، باب بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیأ، رقم :18 ... مسلم: کتاب الحدود، باب الحدود کفارات لاھلھا، رقم :4461 ... ترمذی: ابواب الحدود، باب ماجاء ان الحدود کفارۃ لاھلھا، رقم :1439 ... نسائی: کتاب البیعۃ علی الجھاد، رقم :4066 ))

چھپائے تو قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کو اختیار ہوگا چاہے تو اس کو عذاب دے چاہے تو اس کو معاف کر دے۔"

یعنی شرک کے علاوہ حضرت عبادہؓ نے کہا کہ اس نے اس پر بیعت کی :

سوال: حدیث شریف:

فَهُوَ عَلَى اللهِ اِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ وَ اِنْ شَآءَ عَاقَبَه (ایضاً )

"تو وہ اللہ کا اختیار ہے چاہے تو اس کو معاف کر دے اور اگر چاہے تو اس کو سزا دے"

اور پہلے کی حدیث:

مَنْ رَجَحَتْ سَيِّاٰتُه' بِحَسَنَاتِهٖ دَخَلَ النَّارَ (ایضا)

"اور جس کے گناہ اس کی نیکیوں سے زیادہ ہوجائیں تو وہ جہنم میں جائے گا"

ان دونوں حدیثوں کے مابین تطبیق کی کیا صورت ہے؟

جواب: ان دونوں حدیثوں کے مابین کوئی تضاد نہیں' اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالےٰ جسے معاف کرنا چاہے گا اس کا حساب ہلکا کر دے گا جس کی تفصیل اللہ کے رسول ﷺ نے پیشی عنداللہ کے تذکرہ میں کی ہے۔ جہاں اس کی صفت میں فرمایا:

يَدْنُوْ اَحَدُكُمْ مِنْ رَّبِّهٖ (عَزَّ وَجَلَّ) حَتّٰى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَه' فَيَقُوْلُ اَعَمِلْتَ كَذَا و كَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ وَ يَقُوْلُ عَمِلْتَ كَذَا وَ كَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَرِّرُه' ثُمَّ يَقُوْلُ اِنِّىْ سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِى الدُّنْيَا وَ اَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ [1]

"تم میں سے کوئی مومن اپنے رب سے قریب ہوگا یہاں تک کہ وہ اپنا بازو اس پر رکھ دے گا اور کہے گا تم نے یہ یہ عمل کئے وہ کہے گا ہاں! کئے ہیں۔ کہے گا تم نے یہ یہ عمل کئے ہیں' کہے گا ہاں! وہ اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ میں نے دنیا میں تمہاری ستر

[1] ((بخاری: کتاب التوحید، باب کلام الرب یوم القیامة مع الانبیاء، رقم: 7514 ))

پوشی کی اور آج میں اسے معاف کرتا ہوں۔''

جو لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوں گے ان میں وہ لوگ ہوں گے جن کے حساب کے سلسلہ میں کھود کرید کی جائے گی۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ نُوُقِشَ الْحِسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عُذِّبَ ②

''جس کے حساب میں کھود کرید کی جائے گی وہ عذاب میں مبتلا ہوگا۔''

سوال: وہ صراط مستقیم کیا ہے جس پر چلنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اس کے علاوہ دیگر راہوں پر چلنے سے منع فرمایا ہے؟

جواب: صراط مستقیم سے مراد دین اسلام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہر نبی و رسول کو دے کر بھیجا ہے۔ اور اسکے ساتھ کتاب نازل فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور دین اس کے یہاں قابل قبول نہیں۔ اسی پر چل کر نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ اور جو اس کے علاوہ دوسرے راستوں پر چلے گا وہ بھٹک جائے گا۔ مختلف راستوں کے چکر میں پڑ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لاَ تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ [6:الانعام:153]

''اور یہ کہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا۔ ان راستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) اللہ کے راستے سے الگ ہو جاؤ گے۔''

پھر نبی اکرم ﷺ نے ایک خط کھینچا اور فرمایا:

---

① ((مسلم: كتاب الجنة، باب اثبات الحساب، رقم :7225 ۰۰۰ بخاری :كتاب الرقاق، باب من نوقش الحساب عذب، رقم :6536۰۰۰ ترمذی: ابواب صفة القيامة، باب من نوقش هلك، رقم :2426))

هٰذَا سَبِيْلُ اللهِ مُسْتَقِيْمًا ①

''یہ اللہ تعالیٰ کا سیدھا رستہ ہے۔''

پھر کچھ خطوط اس کے دائیں بائیں کھینچے اور فرمایا:

هٰذِهِ السُّبُلُ لَيْسَ مِنْهَا سَبِيْلٌ اِلَّا عَلَيْهِ شَيْطَانٌ يَّدْعُوْا اِلَيْهِ ②

''یہ دوسرے راستے ہیں جن میں سے ہر راستہ پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ [6:الانعام:153]

''اور یہ میرا سیدھا راستہ ہے۔ تو تم اسی پر چلنا اور راستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) اللہ کے راستے سے الگ ہو جاؤ گے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ضَرَبَ اللهُ مَثَلاً صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَ عَنْ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ سُوْرَانِ فِيْهِمَا اَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ وَ عَلَى الْاَبْوَابِ سُتُوْرٌ مُرْخَاةٌ وَ عَلٰى بَابِ الصِّرَاطِ دَاعٍ يَقُوْلُ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اُدْخُلُوا الصِّرَاطَ جَمِيْعًا وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا وَدَاعٍ يَدْعُوْا مِنْ جَوْفِ الصِّرَاطِ فَاِذَا اَرَادَ اَحَدٌ اَنْ يَفْتَحَ شَيْئًا مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ قَالَ وَيْحَكَ لَا تَفْتَحْهُ فَاِنَّكَ اِنْ تَفْتَحْهُ تَلِجْهُ ③

''اللہ نے صراط مستقیم کی (یوں) مثال بیان کی ہے۔ پل صراط کے

① ((مسند احمد: عن عبداللہ ابن مسعودؓ (465/1) رقم:4423))

② ((حوالہ مذکور))

③ ((مسند احمد: عن نواس بن سمعان الکلابی،(182/4-183) رقم 17182 ... ترمذی: ابواب الامثال، باب ماجاء فی مثل اللہ عزوجل لعبادہ، رقم:2859))

دونوں طرف دو دیواریں ہیں جن میں دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ان دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں اور پل کے دروازے پر ایک پکارنے والا کہہ رہا ہے: لوگو! سب مل کر ایک ساتھ اس سیدھی راہ میں داخل ہو جاؤ اور الگ الگ مت ہو جاؤ۔ ایک پکارنے والا پل کے اوپر سے پکار رہا ہوگا تو جب کوئی آدمی ان دروازوں میں سے کچھ بھی کھولنا چاہے گا تو وہ کہے گا۔ کم بخت اسکومت کھول کیونکہ تم اس کو کھولو گے تو اندر چلے جاؤ گے۔''

صراط سے مراد اسلام ہے۔ دونوں چاردیواریاں اللہ کی حدود ہیں۔ کھلے ہوئے دروازے اللہ تعالیٰ کے محارم ہیں۔ صراط کے سرے پر بلانے والی کتاب اللہ ہے' صراط سے اوپر سے بلانے والا ہر مسلم کے دل میں پوشیدہ اللہ تعالیٰ کا وعظ و خبردار کرنے والا ہے۔

سوال: اس راستہ پر کیسے چلا جاسکتا ہے؟

جواب: کتاب وسنت کو مضبوطی کے ساتھ تھامنے اور ان دونوں کے مطابق چلنے اور ان کی قائم کردہ حدود پر رکن یہی سے یہ چیز حاصل ہوسکتی ہے۔ اسی سے توحید خالص اور اتباع رسول ﷺ حاصل ہوگی۔

ارشاد باری ہے:

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۔ [4:النساء:69]

''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔ اور ان

لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔''

یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے انعام واکرام سے نوازا اور تفصیلی طور پر ان کا تذکرہ کیا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے صراط کی نسبت کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَالضَّالِّيْنَ [1: الفاتحه :5-7]

''ہم کو سیدھے رستے پر چلا' ان لوگوں کے رستے جن پر تو اپنا فضل وکرم کرتا رہا ہے۔ نہ ان کے راستے پر جن پر غضب ہوتا رہا اور نہ گمراہوں کے۔''

صراط مستقیم اور گمراہ کن راستوں سے بچانے سے بڑھ کر بندہ کیلئے کونسی نعمت ہوسکتی ہے۔ اللہ کے نبی محمد ﷺ نے اپنی امت کو اسی حال میں اس پر چھوڑا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلٰى مَثْلِ الْبَيْضَآءِ لَيْلُهَا وَ نَهَارُهَا سَوَآءٌ ①

''میں نے تم کو روشن راہ پر چھوڑا ہے جس کی رات اس کے دن کی طرح ہے۔ میرے بعد جو بھی اس سے منحرف ہوگا وہ ہلاک ہوگا۔''

سوال: سنت کی ضد کیا ہے؟

جواب: سنت کی ضد بدعت ہے۔ یہ خود ساختہ شریعت ہے جس کی اجازت اللہ تعالیٰ نے نہیں دی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے یہی مراد ہے۔

حدیث کے الفاظ ہیں:

مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيْهِ فَهُوَ رَدٌّ ②

① ((ابن ماجه: كتاب السنه، باب اتباع سنة رسول الله ﷺ، رقم :5 و باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، رقم :43))

② ((بخاري:كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود، رقم :2697 ... مسلم: كتاب الاقضية، باب نقض الاحكام الباطلة و رد محدثات الامور، رقم :4492 ... ابن ماجه: كتاب السنه، باب تعظيم حديث رسول الله ﷺ، رقم :14 ... ابوداؤد: كتاب السنه، باب في لزوم السنه، رقم :4606، مشكوة: كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الاول))

''جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات نکالی جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں تو وہ نا قابل قبول ہے۔

وَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَ اِيَّاكُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٍ ①

''تو تم میرے بعد لازم پکڑو میرا طریقہ اور میرے خلفاء کا راستہ جو نیکوکار ہدایت یافتہ ہیں اس سے چمٹو اور دانتوں سے مضبوط پکڑ لو اور نئی باتوں سے بچو اس لئے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے ظاہر ہونے کی طرف یوں اشارہ فرمایا ہے:

وَ سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً ②

''عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی سوائے ایک فرقہ کے سارے فرقے جہنم میں جائیں گے۔''

پھر اس کی تعیین فرمائی:

هُمْ مَنْ كَانَ عَلٰى مِثْلِ مَا اَنَا وَ اَصْحَابِيْ ③

''وہ میرے اور میرے اصحاب کے طریقے پر ہوں گے۔''

اور خود اللہ تعالیٰ نے اہل بدعت سے اپنی برأت کا اظہار فرمایا ہے

---

① ((ابوداؤد: کتاب السنة، باب لزوم السنة، رقم: 4607 ۔۔۔ ترمذی: ابواب العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدعة، رقم: 2676 ۔۔۔ ابن ماجه: کتاب السنة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدین، رقم: 43))

② ((ابوداؤد: کتاب السنة، باب شرح السنة، رقم: 4597 ۔۔۔ ترمذی: ابواب الایمان، باب ماجاء فی افتراق هذه الامة، رقم: 2641 ۔۔۔ ابن ماجه: ابواب الفتن، باب افتراق الامم، رقم: 3992))

③ ((ترمذی: ابواب الایمان، باب ماجاء فی افتراق هذه الامة، رقم: 2641))

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ کَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ اِنَّمَا اَمْرُهُمْ اِلَی اللّٰهِ [6:الانعام:160]

''جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی کئی فرقے ہو گئے ان سے تم کو کچھ کام نہیں۔ ان کا کام اللہ کے حوالے۔''

سوال: دین میں خلل ڈالنے کے اعتبار سے بدعت کی کل کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: بدعت کی دو قسمیں ہیں، کفر تک پہنچانے والی بدعت اور اس سے کمتر درجہ کی بدعت۔

سوال: کفر میں ڈالنے والی بدعت کیا ہے؟

جواب: اس طرح کی بدعتیں بہت زیادہ ہیں۔ لہذا جو شخص ایسے امر کا انکار کرے گا جس پر اجماع قائم ہے یا وہ تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور دین کے ضروری اجزاء میں سے ہے۔ وہ اس بدعت کا مرتکب ہوگا۔

اس لئے کہ یہ کتاب کو جھٹلانے کے مترادف ہے اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو جھٹلانا ہے جیسے فرقہ جہمیہ جو اللہ کی صفات کا انکار کرتا ہے۔ خلق قرآن اور اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات کے مخلوق ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے اور اس بات کا انکار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا اور موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کی وغیرہ۔ اسی طرح فرقہ قدریہ کا حال ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم، اس کے افعال و قضا و قدر کا انکار کرتا ہے۔ اس زمرہ میں فرقہ مجسمہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق سے تشبیہ دیتا ہے۔ ان کے علاوہ وہ بہت ہوئی پرست ہیں جو اس طرح کی بدعتوں کا شکار ہیں۔ ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جن کو معلوم ہے کہ ان کا مقصد دین کی بنیادوں کو ہلانا اور اہل اسلام کے دلوں میں شک پیدا کرنا ہے۔ ان کے بارے میں تو یہ قطعی فیصلہ ہے کہ سب کافر ہیں۔ بلکہ دین سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ سب سے

بڑے دشمن ہیں۔ ان میں سے بعض کا حال یہ ہے کہ یہ دھوکے میں ہیں۔ یہ اندھیرے میں بھٹکے ہوئے ہیں۔ ان پر بھی کفر کا حکم لاگو ہوگا۔ لیکن ان پر حجت قائم ہو جانے کے بعد یہ پوری چھان بین کے ساتھ ہوگا۔

سوال: کفر میں نہ ڈالنے والی بدعت کونسی ہے؟

جواب: ان میں وہ بدعتیں آتی ہیں جو مذکورہ قسم کی نہ ہوں۔ یعنی جس سے کتاب کی تکذیب نہ ہوتی ہو اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کا انکار ہوتا ہو۔ جیسے فرقہ مروانیہ جسے بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ناپسند فرمایا ہے۔ لیکن ان کی تکفیر نہیں کی اور انہیں بیعت سے الگ نہیں کیا۔ مثلاً یہ نماز کو اس کے آخری وقت میں پڑھتے تھے۔ خطبہ کے دوران بیٹھ جاتے تھے۔ بعض صحابہ کرام کو منبر سے برا بھلا کہتے تھے۔ چونکہ اس بارے میں اس کا کوئی شرعی اعتقاد نہیں تھا بلکہ ایک طرح کی تاویل، نفسانی خواہشات اور دنیاوی غرض مندی سے کام لیتے تھے۔ اس لئے ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

سوال: بدعت کی تقسیم کتنے شعبوں میں ہوگی؟

جواب: اس اعتبار سے بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ عبادات کے اندر بدعت، معاملات کے اندر بدعت۔

سوال: عبادات میں بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: ایسی عبادت جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ جیسے جاہل صوفیوں کی عبادت بذریعہ آلات لہو ولعب، رقص وسرود، تالی وغنا، قسم قسم کے باجے وغیرہ کا استعمال جو دراصل ان لوگوں کی تقلید ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا:

وَ مَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً [8:الانفال:35]

''ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی۔''

دوسری قسم: ایسی عبادت جو اصلاً مشروع ہو لیکن وہ غلط جگہ پر ادا کی جائے' جیسا احرام کی حالت میں سر کھولنا مشروع ہے۔ لیکن غیر محرم کا روزہ میں یا نماز میں یا دیگر چیزوں میں عبادت کی نیت سے سر کھولنا بدعت و حرام ہے۔ اسی طرح تمام مشروع عبادات کا حال ہے کہ اگر وہ غلط جگہ پر غلط ڈھنگ سے ادا کی جائیں تو وہ بدعت ہونگی۔ ممنوعہ اوقات میں نفل نمازیں' شک کے دن کا روزہ' عیدین کا روزہ وغیرہ۔

سوال: عبادت والی بدعت کی کتنی حالتیں ہیں؟

جواب: اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: پوری عبادت کو باطل کرنے والی جیسے فجر کی نماز میں ایک رکعت بڑھا کر تین کر دینا' یا مغرب کی چار پڑھ لیں' یا چار رکعت والی نماز میں پانچ رکعت پڑھ لیں۔ اور یہ سب عمداً ہو یا پھر کسی نماز میں کمی کر دی۔

دوسری حالت: صرف بدعت کو ختم کرنے والی یعنی جس سے اصل عبادت محفوظ رہے جیسے وضو میں اعضاء کو تین مرتبہ سے زیادہ دھولیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا:

فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ اَسَآءَ وَ تَعَدّٰى وَ ظَلَمَ ①

''جس نے اس پر اضافہ کیا' اس نے برا کیا' زیادتی کی اور ظلم کیا۔''

سوال: معاملات میں بدعت کیا ہے؟

جواب: ہر وہ شرط جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں نہ ہو جیسے ولاء کی شرط غیر آزاد کرنے والے کیلئے جیسے حضرت بریرہؓ کے قصہ میں آیا ہے۔ اس کے گھر والوں نے جب ولاء کی شرط لگائی تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

① ((نسائی: کتاب الطھارة، باب الاعتداء فی الوضوء، رقم :140 ۔۔۔ ابوداؤد: کتاب الطھارة، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، رقم :135 ۔۔۔ ابن ماجه: ابواب الطھارة وسننها، باب ماجاء فی القصر فی الوضوء، رقم :422 ))

اَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ رِجَالٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَاَيُّمَا شَرْطٍ كَانَ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَ اِنْ كَانَ مِائَةُ شَرْطٍ فَقَضَآءُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَ شَرْطُ اللّٰهِ اَوْثَقُ مَا بَالُ رِجَالٍ يَقُوْلُ اَحَدُهُمْ اِعْتِقْ يَا فُلَانُ وَلِيَ الْوَلَآءُ اِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ①

''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں اور جو شرط بھی کتاب اللہ میں نہیں ہے وہ باطل ہے خواہ وہ سو شرط کیوں نہ ہو۔ اللہ کا فیصلہ زیادہ حق ہے اور اللہ کی شرط زیادہ مضبوط ہے۔ تم میں سے کچھ لوگوں کا معاملہ کیا ہے کہ ان میں سے ایک یوں کہہ رہا ہے کہ اے فلاں آزاد ہو جا اور حق ولاء میرے لئے ہوگا۔ جبکہ ولاء کا حق اس کے لئے ہے جو آزاد کرے۔''

یہی حال اس شرط کا ہے۔ جس سے کوئی حرام حلال اور کوئی حلال حرام ہوتا ہے۔

سوال: صحابہ کرام اور اہل بیت سے متعلق ہم پر کیا واجب ہے؟

جواب: ہم پر واجب وضروری ہے کہ ان سے متعلق ہمارا دل پاک وصاف ہو' ہماری زبان ان کی نقطہ چیں نہ بنے۔ ان کے فضائل کی نشر واشاعت کی جائے۔ ان سے اگر کوئی بھول ہوئی ہے تو اسکا تذکرہ نہ کیا جائے۔ پھر ان کی توبہ تو مشہور ہے' اللہ تعالی نے تورات' انجیل اور قرآن میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کے فضائل سے تمام احادیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ

---

① ((بخاری: کتاب المکاتب، باب استعانة المکاتب، رقم:2563 ... مسلم: کتاب العتق، باب الایمان ان الولاء لمن اعتق، رقم:3783 ... نسائی: کتاب الطلاق، باب خیار الامة تعتق وزوجها مملوك، رقم:3481))

بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللهِ وَ رِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَاللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا [48:الفتح:29]

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحمدل۔ (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ (اللہ کے آگے) جھکے ہوئے' سر بسجود ہیں اور اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں۔ (کثرت) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں۔ (وہ) گویا کھیتی ہے جس نے (پہلے زمین سے) سے اپنی سوئی نکالی پھر اسکو مضبوط کیا۔ پھر موٹی ہوئی' پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کا جی جلائے۔ جو لوگ ان پر ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں ان سے اللہ نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْآ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ [8:الانفال:74]

''اور جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور اللہ کی راہ میں

لڑائیاں کرتے رہے اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اوران کی مدد کی۔ یہی لوگ سچے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالسَّابِقُوْنَ الاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ [9:التوبة:100]

"جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے) پہلے (ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی۔ اللہ ان سے خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں اور اس نے ان کے لئے باغات تیار کیے ہیں جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) ہمیشہ ان میں رہیں گے اور بڑی کامیابی ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ [9:التوبة:117]

"بیشک اللہ نے پیغمبر پر مہربانی کی اور مہاجرین اور انصار پر جو مشکل کی گھڑی میں پیغمبر کے ساتھ رہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه' اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ O وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَاِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ

حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ [59:الحشر:8-9]

''(اور) ان مفلسین' تارکین وطن کیلئے بھی جو اپنے گھروں اور مالوں سے خارج (اور جدا) کر دیئے گئے (اور) اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلبگار اور اللہ اور اس کے رسول کے مددگار ہیں۔ یہی لوگ سچے (ایماندار) ہیں اور (ان لوگوں کیلئے بھی) جو مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر (یعنی مدینے) میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے اور جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ان کو ملا اس سے اپنے دل میں خواہش (اور خلش) نہیں پاتے اور ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں۔ خواہ ان کو خود ضرورت ہی ہو۔''

ہمیں معلوم ہے اور ہمارا اعتقاد بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھ کر فرمایا:

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ ①

اب تم خواہ جس قدر عمل کرو، میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

اور ان (بدری صحابہؓ) کی تعداد 310 سے زیادہ تھی۔

اسی طرح جس صحابی نے بھی شجر کے نیچے بیعت کی وہ جہنم میں نہیں جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔ اور یہ کل 1400 تھے۔ یہ بھی کہا گیا کہ 1500 تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ [48:الفتح:18]

''(اے پیغمبر ﷺ!) جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت

① ((بخاری: کتاب التفسیر، سورۃ الممتحنة، باب لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء، رقم :4890 ۔۔۔ ابوداؤد: کتاب السنة، باب فی الخلفاء، رقم :4654 ۔۔۔ ترمذی: ابواب التفسیر، باب ومن سورۃ الممتحنة، رقم :3305))

کر رہے تھے۔ تو اللہ ان سے خوش ہوا اور (صدق وخلوص) ان کے
دلوں میں تھا وہ اس سے معلوم کرلیا۔"

ہم اس کی گواہی دیتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس افضل امت کے افضل ترین لوگ تھے۔ ان کا راہ الٰہی میں دیا ہوا ایک "مد" بعد والوں کے "احد" پہاڑ کے برابر صدقہ وخیرات سے بہتر ہے۔ بلکہ ان کا نصف مد بھی بہتر ہے۔

اس کے ساتھ ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ وہ معصوم نہیں تھے بلکہ ان سے بھی خطا ونسیان سرزد ہوسکتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ شریعت کے معاملہ میں مجتہد بھی تھے لہذا صحیح فیصلہ کرنے والے کیلئے دہرا اجر ہے اور غلط فیصلہ کرنے والے کیلئے اس کے اجتہاد پر ایک اجر ہے۔ اور اس کی خطا معاف ہے۔ پھر ان کے فضائل حسنات وسابقہ اعمال اتنے ہیں کہ اگر ان سے کوئی برائی سرزد ہو جائے تو اسے دھونے کیلئے کافی ہے۔ کیا سمندر میں تھوڑی سی نجاست گر جانے سے سمندر ناپاک ہوگا؟

جو باتیں عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کہی گئی وہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات اور اہل بیت کے بارے میں کہی جاسکتی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اچھی طرح سے پاک کیا ہے۔ گندگی کو ان سے دور کر دیا ہے ہم پر اس شخص سے اپنی برأت ظاہر کرتے ہیں جس کے دل میں یا زبان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا اہل بیت میں سے کسی سے متعلق کوئی کھوٹ یا برائی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام سے محبت کرتے ہیں، ان کو صدق دل سے چاہتے ہیں اور اپنے بس بھر ان کیلئے لڑنے کیلئے تیار ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی اس وصیت پر عمل کرتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا اَصْحَابِیْ [1]

[1] ((بخاری: کتاب فضائل الصحابة، باب قول النبیؐ لو کنت متخذا خلیلا، رقم :3673 ۰۰۰ مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب تحریم سب الصحابة رضی الله عنهم، رقم :6487 ۰۰۰ ابوداؤد: کتاب السنة، باب النهی عن سب اصحاب الرسول ﷺ رقم :4658 ۰۰۰ ترمذی: ابواب المناقب، باب فی من سب اصحاب النبی ﷺ، رقم :3861))

"میرے صحابہ کرام کو گالی مت دو۔"

اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ (رواہ احمد: 54/6 عن عبداللہ بن مغفلؓ)

"اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کرام کے بارے میں۔"

ایک اور جگہ فرمایا:

وَ اَھْلُ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ (مسند احمد: 492/5)

"اور میرے اہل بیت کا خیال رکھنا' میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔"

سوال: اجمالی طور پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے افضل کون ہیں؟

جواب: ان میں افضل ترین صحابہ مہاجرین اور پھر انصار میں سے وہ جو سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ پھر اہل بدر ہیں' اہل احد ہیں' پھر بیعت رضوان والے ہیں' پھر جو ان کے بعد ہیں' پھر جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی [57:الحدید:10]

"جس شخص نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی وہ (اور جس نے یہ کام پیچھے کئے) وہ برابر نہیں۔ ان لوگوں کا درجہ ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ جنہوں نے بعد میں خرچ (اموال) اور (کفار سے) جہاد و قتال کیا۔ اور اللہ نے سب سے (ثواب) نیک (کا) وعدہ تو کیا ہے۔"

سوال: تفصیلی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں افضل کون ہے؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں حضرت ابوبکرؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے' پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا درجہ آتا تھا۔ ان کے بعد تمام صحابہ کو چھوڑ دیتے تھے۔ ان کے مابین

متعین نہیں کرتے تھے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے غار میں فرمایا تھا:

مَا ظَنُّکَ بِاثْنَيْنِ اَللّٰهُ ثَالِثُهُمَا ①

"ان دو کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔"

اور فرمایا:

لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اُمَّتِيْ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا وَ لٰكِنَّ اَخِيْ وَ صَاحِبِيْ ②

"اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دوست بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے صحابی ہیں۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ اِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ صَدَقْتَ وَ وَاسَانِيْ بِنَفْسِهٖ وَ مَالِهٖ فَهَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْا لِيْ صَاحِبِيْ ③

"اللہ نے مجھے تم لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ تو تم نے کہا "تم نے جھوٹ کہا" اور ابوبکر نے کہا "تم نے سچ کہا" اور اس نے اپنی جان اور مال سے میری مدد کی۔ تو کیا تم میرے دوست کو چھوڑنے والے ہو؟"

یہ دو مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَيُّهَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطٰنُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ ④

① ((بخاری: کتاب التفسیر، باب ثانی اثنین اذهما فی الغار، رقم :4663 ۔۔۔ مسند احمد: عن ابی بکرؓ (4/1) رقم :12 ))

② ((بخاری: کتاب الصلاۃ، باب الخوخة والممر فی المسجد، رقم :466 ۔۔۔ مسلم: کتاب فضائل صحابة ؓ ، باب من فضائل ابی بکرؓ ، رقم :6172 ۔۔۔ ترمذی: ابواب المناقب، باب لوکنت متخذا خلیلا لا تخذت ابابکر خلیلا، رقم :3659 ۔۔۔ ابن ماجه: کتاب السنة، باب فی فضائل اصحاب الرسول ﷺ رقم :93))

③ ((بخاری: کتاب فضائل الصحابة، باب لو کنت متخذا خلیلا، رقم :3661 ))

④ ((بخاری: کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عمر بن خطابؓ، رقم :3683 ۔۔۔ مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمرؓ، رقم :6202))

"اے خطاب کے بیٹے! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ شیطان تم سے گلی میں چلتے ہوئے ملے گا تو تمہاری گلی چھوڑ کر دوسری گلی میں چلنے لگے گا۔"

ایک اور جگہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي احَدٌ فَإِنَّه' عُمَرُ ①

"تم سے پہلے الہامی بات کہنے والے تھے اگر ایسا کوئی شخص میری امت میں ہے تو وہ بلاشبہ عمر ہے۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھیڑیا اور بکری کے مابین کلام کے متعلق فرمایا: میں اور ابوبکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں جبکہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ وہاں موجود نہیں تھے۔

اور حضرت عثمانؓ بیعت رضوان کے موقع پر مکہ تشریف لے گئے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا تھا:

هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ "یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔"

پھر اسے اپنے ہاتھ پر مار کر فرمایا:

هٰذِهِ لِعُثْمَانَ ② "یہ (بیعت) عثمان کیلئے ہے۔"

اسی طرح آپ ﷺ نے جب فرمایا:

مَنْ يَحْفِرْ بِئْرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ ③

① ((بخاری: كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عمر بن خطابؓ، رقم :3689 ۔۔۔ مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمرؓ، رقم :6204 ۔۔۔ ترمذی: ابواب المناقب، باب قديكون في الامم محدثون، رقم :3693 ))

② ((بخاری: فضائل الصحابة، باب مناقب عثمانؓ، رقم :3699 ۔۔۔ ترمذی: ابواب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، رقم :3702 ۔۔۔ مسلم: كتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب مناقب عثمان ابن عفانؓ، رقم :3699))

③ ((بخاری: كتاب فضائل اصحاب النبیؐ، باب مناقب عثمانؓ، و كتاب الوصايا، باب اذا وقف ارضا اوبئرا، رقم :2778))

"بیئر رومہ کون کھدوائے گا؟ تو اس کیلئے جنت ہے۔"

یہ سن کر حضرت عثمانؓ نے یہ کنواں کھدوا دیا تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةَ ①

"جو کوئی جیش عسرہ تیار کروائے گا اس کے لئے جنت ہے۔"

تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی نے اس کے ساز وسامان مہیا کئے تھے۔ حضرت عثمانؓ سے متعلق آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

اَلاَ اَسْتَحْيِيْ مِنْ رَّجُلٍ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلاَئِكَةُ ②

"کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں؟ جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اَنْتَ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْكَ ③

"تم مجھ سے ہو اور میں تم میں سے ہوں۔"

اسی طرح رسول اللہ نے ان کے بارے میں یہ بھی خبر دی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلاَهُ ④

"میں جس کا دوست ہوں تو علیؓ بھی اس کے دوست ہیں۔"

اور فرمایا:

---

① ((بخاری: کتاب الوصایا، باب اذا وقف ارضا اوبئرا اوا شترا لنفسه مثل ولاء المسلمین، رقم :2778))

② ((مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عثمانؓ، رقم :6209 ... بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عثمان ابن عفانؓ، رقم :3695))

③ ((بخاری: کتاب فضائل الصحابه، باب مناقب علیؓ، ))

④ ((ترمذی: ابواب المناقب، باب مناقب علی ابن ابی طالبؓ، رقم :3713...ابن ماجه: کتاب السنة، باب فی فضائل اصحاب رسول الله فضل علی ابن ابی طالبؓ، رقم :116))

اَمَّا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی غَیْرَ اَنَّه‘
لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ①

”کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تم میری طرف سے اس درجے پر ہو جس پر موسیٰ (علیہ السلام) کیلئے ہارون (علیہ السلام) تھے۔ البتہ یہ حقیقت یاد رہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

آپ ﷺ نے عشرہ مبشرہ کے بارے میں فرمایا:

عَشْرَةٌ فِی الْجَنَّةِ اَلنَّبِیُّ فِی الْجَنَّةِ وَ اَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّةِ وَ عُمَرُ فِی الْجَنَّةِ وَ عُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَ عَلِیٌّ فِی الْجَنَّةِ وَ طَلْحَةُ فِی الْجَنَّةِ وَ الزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ فِی الْجَنَّةِ وَ سَعْدُ بْنُ مَالِکٍ فِی الْجَنَّةِ وَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِی الْجَنَّةِ ②

”دس (صحابہ کرامؓ) جنت میں ہوں گے نبی ﷺ جنت میں ہوں گے ابوبکرؓ جنت میں ہوں گے۔ عمرؓ جنت میں ہوں گے۔ عثمانؓ جنت میں ہوں گے، علیؓ بھی جنت میں ہوں گے، طلحہؓ جنت میں ہوں گے زبیر بن عوامؓ جنت میں ہوں گے اور سعد بن مالکؓ بھی جنت میں ہوں گے۔ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ جنت میں ہوں گے۔“

سعید بن زیدؓ نے کہا:

وَ لَوْ شِئْتَ لَسَمَّیْتُ الْعَاشِرَ یَعْنِیْ نَفْسَه‘ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ③

① ((مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل علیؓ، رقم :6218 ۔۔۔ بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب علی ابن ابی طالبؓ، رقم :3706 ۔۔۔ ترمذی: ابواب المناقب، باب انا دارالحکمة وعلی بابها، رقم :3724))

② ((ابن ماجه: کتاب السنة، باب فی فضائل العشرة رضی اللّٰه عنهم رقم : 133))

③ ((ابوداؤد: کتاب السنة، باب فی الخلفاء، رقم :4649 ۔۔۔ ترمذی: ابواب المناقب، باب مناقب عبدالرحمٰنؓ بن عوف ، رقم :3748 ۔۔۔ ابن ماجه: کتاب السنة، باب فی فضائل اصحاب رسول اللّٰه ﷺ فضائل عشرةؓ، رقم :133))

''اور تم چاہو تو دسواں نام شمار کر لو یعنی انہیں ۔۔۔رضی اللہ عنہم اجمعین''

اسی طرح آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا :

اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَ اَشَدُّھُمْ فِیْ دِیْنِ اللهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُھُمْ حَیَاءُ عُثْمَانَ وَ اَعْلَمُھُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاَقْرَءُ ھُمْ لِکِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ اُبَیٌّ وَاَعْلَمُھُمْ بِالْفَرَائِضِ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَ لِکُلِّ اُمَّةٍ اَمِیْنٌ وَ اَمِیْنُ ھٰذِهِ الْاُمَّةُ اَبُوْعُبَیْدَةُ بْنُ جَرَّاحٍ ①

''میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکرؓ ہیں' دین کے معاملے میں ان سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں' ان میں سے سب سے زیدہ حیاء والے عثمانؓ ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ حرام وحلال کا علم رکھنے والے معاذ بن جبلؓ ہیں۔ کتاب اللہ کے سب سے بڑے قاری ابیؓ (ابن کعب) ہیں' علم فرائض کے سب سے بڑے عالم زید بن ثابتؓ ہیں۔ ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے۔ اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے۔''

اسی طرح آپ ﷺ حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا کہ یہ دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں اور آپ ﷺ کے پھول ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا ②

''اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔''

---

① ((ابن ماجه: مقدمة باب فی فضائل اصحاب رسول الله، رقم :154... ترمذی: ابواب المناقب باب مناقب معاذ ابن جبل وزید ابن ثابت وغیرهما، رقم :3790))

② ((بخاری: فضائل الصحابة، باب مناقب الحسنؓ و الحسینؓ، رقم :3747 ... ترمذی ابواب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علیؓ، رقم :3769))

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَيِّدٌ وَ سَيُصْلِحُ اللّٰهُ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ①

"یہ میرا بیٹا سردار ہے۔ اور اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔"

اور یہ کام ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ ان دونوں کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ کے متعلق فرمایا:

سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ②

"فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔"

بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کبھی اجتماعی اور کبھی انفرادی طور پر بہت سارے فضائل کا تذکرہ آیا ہے۔ اس طرح کی فضیلتوں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ صاحب فضیلت دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہر اعتبار سے افضل ہیں۔ ہاں! خلفاء اربعہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ تین کے بارے میں حضرت ابن عمرؓ کا قول ہو چکا ہے۔ جہاں تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ خلفائے ثلاثہ کے بعد وہ روئے زمین پر سب سے افضل تھے۔

سوال: رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت کی مدت کتنی ہے؟

جواب: ابوداؤد وغیرہ نے حضرت سعید بن جمہان سے اور انہوں نے حضرت سفینہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِی اللّٰهُ الْمُلْكَ مَنْ يَّشَآءُ ③

① ((بخاری: کتاب الصلح، باب قول النبی ﷺ للحسين ابن علیؓ، رقم :2704 ۔۔۔ ابوداؤد: کتاب السنة، باب مایدل علی ترک الکلام فی الفتنة، رقم :4662 ۔۔۔ ترمذی: ابواب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علیؓ والحسين ابن علیؓ، رقم :3773 ۔۔۔ نسائی: کتاب الجمعة، باب مخاطبة الامام رعیته وهو علی المنبر، رقم :1411))

② ((بخاری: کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب فاطمةؓ، ۔۔۔ ترمذی: ابواب المناقب، باب ان الحسن والحسين سیدا شباب اهل الجنة، رقم :3781))

③ ((ابوداؤد: کتاب السنة، باب فی الخلفاء، رقم :4647، ترمذی: ابواب الفتن، باب ماجاء فی الخلافة، رقم :2226 ))

''نبوت کے طرز پر خلافت تیس سال رہے گی۔ اس کے بعد اللہ جس کو چاہے گا سلطنت دے دے گا۔''

یہی مدت حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی خلافت کی تھی۔ جن میں سے حضرت ابوبکرؓ کو دو سال تین ماہ' حضرت عمرؓ کو دس سال چھ ماہ' حضرت عثمانؓ بارہ سال' حضرت علیؓ کو چار سال نو ماہ ملی اور تیس سال کی تکمیل حضرت حسن کی چھ ماہ کی بیعت سے ہوئی اور اسلام کے پہلے بادشاہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ سب سے افضل بادشاہ تھے۔ پھر ان کے بعد مطلق العنان بادشاہ آئے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی۔ اہل سنت والجماعت نے انہیں پانچواں خلیفہ راشدہ شمار کیا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے خلفاء راشدین کی راہ اپنائی تھی۔

سوال: مجموعی طور پر چاروں خلفائے راشدین کی خلافت کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اس کے بے شمار دلائل ہیں۔ تیس سال کی تعیین سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ان کی ولایت کی یہ مدت متعین ہے پھر ان کے جو فضائل آئے ہیں وہ بھی اس بات کے بین ثبوت ہیں۔ پھر ان کے جو افرادی فضائل ومراتب بیان ہوئے ہیں ان سے بھی ان کی ترتیب کی وضاحت ہوتی ہے۔

اس سلسلہ میں ابوداؤد وغیرہ نے حضرت سمرۃ بن جندبؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا:

يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّي رَأَيْتُ كَاَنَّ دَلْوًا دُلِّيَ مِنَ السَّمَآءِ فَجَآءَ اَبُوْبَكْرٍ فَاَخَذَ بِعَرَاقِيْهَا فَشَرِبَا شُرْبًا ضَعِيْفًا ثُمَّ جَآءَ عُمَرُ فَاَخَذَ بِعَرَاقِيْهَا فَشَرِبَ حَتّٰى تَضَلَّعَ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَاَخَذَهَا بِعَرَاقِيْهَا فَشَرِبَ حَتّٰى تَضَلَّعَ ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَخَذَ بِعَرَاقِيْهَا فَانْتَشَطَتْ وَ انْتَضَحَ عَلَيْهِ مِنْهَا شَيْءٌ ①

① ((ابوداؤد: كتاب السنة، باب في الخلفاء، رقم :4637))

یا رسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا، ابوبکرؓ آئے اور اس کی رسی کو دستانے سے پکڑا اور تھوڑا سا پانی پیا۔ پھر عمرؓ آئے اور اس کی رسی کے دستانے کو پکڑا اور اتنا پیا کہ آسودہ ہو گئے، پھر عثمانؓ آئے اور اس کی رسی کے دستانے کو پکڑا اور اتنا پیا کہ سیر ہو گئے۔ پھر علیؓ آئے اور اس کا دستانہ پکڑا تو وہ کھل گیا اور اس میں سے تھوڑا (پانی) ان پر پڑ گیا۔"

اور اس کی سب سے بڑی دلیل امت کا اجماع ہے کہ یہ خلفاء اربعہ برحق ہیں، ان کی خلافت کو ہدف طعن وہی بنا سکتا ہے جو گمراہ اور صراط مستقیم سے ہٹا ہوا ہو گا۔

سوال: اجمالی طور پر خلفاء ثلاثہ کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اسکے دلائل بے شمار ہیں، انہی میں حضرت ابوبکرؓ کی روایت کردہ حدیث میں نبی ﷺ نے ایک دن فرمایا:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ رُؤْيَا

"تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟"

ایک شخص نے کہا میں نے دیکھا ہے۔ کہ گویا آسمان سے ایک ترازو اتری ہے اس میں آپ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کا موازنہ ہوا تو آپ حضرت ابوبکرؓ سے زیادہ وزنی پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا موازنہ ہوا تو حضرت ابوبکرؓ زیادہ وزنی نکلے۔ پھر حضرت عمر اور حضرت عثمان کا موازنہ ہوا تو حضرت عمر وزنی نکلے۔ اس کے بعد میزان اٹھا لی گئی۔ ①

أُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ أَنَّ أَبَابَكْرٍ نِيطَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَ نِيطَ عُمَرُ بِأَبِي بَكْرٍ وَ نِيطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ ②

"آج رات مرد صالح کو دکھایا گیا کہ حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لٹکائے گئے اور حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ لٹکائے

---

① ((ابوداؤد: کتاب السنة ،باب فی الخلفاء، رقم :4634))

② ((ابوداؤد: کتاب السنة، باب فی الخلفاء، رقم :4636))

گئے اور حضرت عثمانؓ' عمرؓ کے ساتھ لٹکائے گئے۔''

دونوں حدیثیں سنن میں موجود ہیں۔

سوال: اجمالی طور پر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کی کیا دلیل ہے؟

جواب: صحیح بخاری کی حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتَنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهِ دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذُنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَ فِيْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَاللّٰهِ يَغْفِرُ لَهٗ ضَعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ وَ لَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ ①

''میں نیند میں تھا کہ خود کو ایک کنوئیں پر دیکھا جس پر ایک ڈول لٹک رہا تھا میں نے اس سے جتنا اللہ نے چاہا پانی کھینچا۔ پھر ابوبکر نے لیا اور اس سے ایک یا دو ڈول پانی کھینچا۔ لیکن ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ اس کے لئے ان کی کمزوری کو معاف فرمائے۔ پھر ایک بڑی مشک اٹھائی جسے ابن الخطاب (عمرؓ) نے پکڑ لیا' میں نے لوگوں میں کوئی پہلوان نہیں دیکھا جو عمرؓ کی طرح ڈول کھینچتا ہو۔ یہاں تک لوگ اس کنوئیں پر کود پڑے۔''

سوال: حضرت ابوبکرؓ کی خلافت اور ان کی اولیت کی کیا دلیل ہے؟

جواب: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں یہ حدیث وارد ہے۔ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائی۔ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ لوٹ جائے۔ تو اس نے کہا کہ اگر ایسا ہو کہ میں واپس آؤں اور آپ ﷺ کو نہ پاؤں گویا وہ یہ کہنا چاہتی تھی کہ اگر آپ ﷺ کا وصال ہو جائے تو اس پر آپ نے فرمایا:

① ((بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب قول النبیؐ لو کنت متخذا خلیلاً، رقم: 3664 ۔۔۔ مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمرؓ، رقم: 6192 ۔۔۔ ترمذی: ابواب الرؤیا، باب فی رؤیا النبیؐ فی المیزان والدلو، رقم: 2289))

فَاِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَاتِيْنِيْ اَبَابَكْرٍ ①

صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت مروی ہے کہ آپ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

اُدْعِيْ لِيْ اَبَابَكْرٍ اَبَاكِ وَ اَخَاكِ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَ يَقُوْلُ قَائِلٌ اَنَا اَوْلٰى وَ يَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَكْرٍ ②

''اپنے والد اور بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں کوئی تحریر لکھوں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی آرزو کرنے والا آرزو نہ کرے اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں سب سے بہتر ہوں۔ حالانکہ اللہ اور سب اہل ایمان ابوبکرؓ کے سوا سب کا انکار کریں گے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ ہی کو اپنے مرض الموت میں نماز کیلئے آگے بڑھایا' پھر انکی بیعت پر مہاجرین وانصار میں سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور بعد والے کا بھی اجماع ہے۔

سوال: حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کی اولیت کی کیا دلیل ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

اِنِّيْ لَا اَدْرِيْ مَا قَدْرُ بَقَائِيْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ ③

''بلاشبہ میں نہیں جانتا کہ میں تم لوگوں کے درمیان کتنے دن باقی (زندہ) رہوں گا تو تم میرے بعد کے لوگوں کی پیروی کرنا۔''

① ((بخاری: کتاب المناقب، باب فضائل ابی بکرؓ، رقم :3659 ۔۔۔ مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل ابی بکر الصدیقؓ، رقم :6179))

② ((مسلم: فضائل الصحابة، باب فضائل ابی بکر الصدیق، رقم :6181 ۔۔۔ بخاری: کتاب المرضی، باب مارخص للمریض ان یقول انی وجع، رقم :5666))

③ ((ترمذی: ابواب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق، رقم :3663 ۔۔۔ ابن ماجه: کتاب السنة، باب فی فضائل اصحاب رسول الله ﷺ، رقم :97))

اور یہ کہہ کر آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر اور عمرؓ دونوں کی طرف اشارہ کیا۔
پھر سمندر کی موجوں کی طرف اٹھنے والے فتنوں کی حدیث میں ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا آپ اور اس فتنہ کے مابین ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا: یہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا: یہ دروازہ توڑا جائے گا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا تو پھر یہ کبھی بند نہیں کیا جائے گا۔ یہ دروازہ خود حضرت عمرؓ کی شخصیت تھی۔ جس دن سے آپ قتل کیے گئے ہیں اسکے بعد تو امت میں کبھی تلوار اٹھا کر نہیں رکھی گئی۔ حضرت ابو بکرؓ کے بعد آپ کی خلافت پر پوری امت کا اجماع ہے۔

سوال: ان دونوں کے بعد حضرت عثمان کی اولیت کی کیا دلیل ہے؟

جواب: حضرت کعب بن عجرہ کی حدیث ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فتنہ کا ذکر فرمایا اور اس کے ظہور کی مدت کو بہت قریب کر کے بتایا۔ اتنے میں ایک شخص اپنا سر چھپائے ہوئے گزرا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا۔

یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کیا یہی وہ شخص ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ یہی ہے۔

ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آپ فرماتی ہیں۔
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یا عُثْمَانُ اِنْ وَلاکَ اللّٰہُ ھٰذَا الاَمْرَ یَوْمًا فَاَرَادَکَ الْمُنَافِقُوْنَ اَنْ تَخْلَعَ قَمِیْصَکَ الَّذِیْ قَمَّصَکَ اللّٰہُ فَلا تَخْلَعَهُ ①

''اے عثمانؓ اللہ اگر اس حکومت پر آپ کو مقرر کرے اور منافقین چاہیں کہ جو لباس اللہ نے آپ کو پہنایا ہے اسے آپ اتار دیں تو ہرگز نہ اتاریں۔''

اس بات کو آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا۔

① ((ترمذی: ابواب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، رقم :3705))

اہل شوریٰ کا آپ کی بیعت پر اجماع تھا کہ تمام صحابہ کرام کا سب سے پہلے جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر عام لوگوں نے بیعت کی۔

سوال: حضرت علیؓ کی خلافت اور خلفائے ثلاثہ کے بعد آپ کی برحق اولیت کی دلیل کیا ہے؟

جواب: حضور اکرم ﷺ کی یہ حدیث:

وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَ يَدْعُونَهُ اِلَى النَّارِ ①

''ہائے افسوس! عمار کو باغی لوگ مار ڈالیں گے۔ یہ تو ان کو بہشت کی طرف بلائیں گے اور وہ انکو دوزخ کی طرف بلائیں گے۔''

تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' اہل شام نے انہیں قتل کر دیا تھا اس حال میں کہ وہ لوگوں کو سنت اور جماعت اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کی اطاعت کی طرف بلا رہے تھے۔ اس سلسلہ میں آپ نے فرمایا:

تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ يَقْتُلُهُمْ اولى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ ②

''ایک باغی جماعت لوگوں کے انتشار کے وقت خروج کرے گی۔ جنہیں دو جماعتوں میں سے حق کے قریب جماعت قتل کر دے گی۔''

لہذا خوارج دین سے نکل گئے تھے اور انہیں حضرت علیؓ نے نہروان کے دن قتل کروا دیا تھا۔ وہ تمام اہل سنت و جماعت کے اجماع کے مطابق برحق ہے۔

---

① ((بخاری: كتاب الصلوة، باب التعاون فی بناء المسجد، رقم :447۔۔۔ مسلم: كتاب الفتن، باب لاتقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل فيتمنى ان يكون مكان الميت من البلاء، رقم :7322۔۔۔ ترمذی: ابواب المناقب، باب عمار بن یاسر، رقم :3800))

② ((ابوداؤد: كتاب السنة، باب مايدل على ترك الكلام فى الفتنة، رقم :4667۔۔۔ مسلم: كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، رقم :150-152))

سوال: (اولی الامر) امراء وحکام کے لئے ہم پر کیا واجب ہے؟

جواب: انکی خیر خواہی واجب ہے۔ اسکی صورت یہ ہے کہ حق پر ان کی تائید کی جائے' ان کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے۔ نرمی کے ساتھ انہیں نصیحت کی جائے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ ان کے ساتھ ملکی جہاد کیا جائے۔ انہیں زکوٰۃ وخراج ادا کئے جائیں۔ اگر ان سے تھوڑا بہت ظلم وزیادتی ہوجائے تو اس پر صبر کیا جائے۔ ان کے خلاف ہتھیار نہ اٹھایا جائے جب تک کہ کھلا ہوا کفران سے ظاہر نہ ہو۔ جھوٹی تعریفوں کے ذریعے انہیں دھوکہ میں نہ ڈالا جائے۔ توفیق واصلاح کی خاطر ان کیلئے دعا کی جائے۔

سوال: اس کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَطِيْعُوا اللهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ [4:النساء:59]

"مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور تم میں سے جو صاحب حکومت ہیں انکی بھی۔"

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

اِسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا وَاِنْ اُسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ ①

"سنو! اور کہا مانو اور اگرچہ تم پر کوئی غلام ہی کیوں نہ حاکم بنا دیا جائے۔"

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ رَأى مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْءٌ يُكْرِهُهٗ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ اِلَّا مَاتَ مَيْتَةً جَاهِلِيَّةً ②

① ((بخاری: کتاب الاحکام، باب السمع والطاعة، للامام مالم تکن معصية، رقم :7142 ... ترمذی: ابواب الفتن، باب ماجاء ستكون فتنة كقطع الليل المظلم، رقم :2199 ... ابن ماجه: ابواب الجهاد، باب طاعة الامام، رقم :2860 ))

② ((بخاری: کتاب الفتن، باب «ستروں من بعدی امورا» رقم :7054... مسلم: کتاب الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلين عند ظهور الفتن، رقم :4790 ))

”جو شخص اپنے امیر کی طرف سے کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو اس پر صبر کرے کیونکہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی الگ ہو کر مرے گا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔“

حضرت عبادۃ بن صامت کا قول ہے:

دَعَانَا النَّبِیُّ ﷺ فَبَایَعْنَاہُ فَکَانَ فِیْمَا اَخَذَ عَلَیْنَا اَنْ بَایَعْنَا عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِیْ مُنْشِطِنَا وَمُکْرِھِنَا وَ عُسْرِنَا وَ یُسْرِنَا وَ اَثَرَةً عَلَیْنَا وَ اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَھْلَہٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا کُفْرًا بَوَّاحًا عِنْدَکُمْ مِنَ اللّٰہِ فِیْہِ بُرْھَانٌ ①

نبی ﷺ نے ہمیں بلایا تو ہم نے آپ ﷺ سے بیعت کی۔ اس وقت آپ ﷺ نے ہم سے جو عہد کیا تھا وہ یہ تھا کہ ہم نے بیعت کی سننے اور اطاعت کرنے پر خوشی اور غمی دونوں حالتوں میں، تنگی اور آسانی میں اور اپنے اوپر ترجیح کی حالت میں اور ہم حاکم سے اس کی حکومت چھینیں نہیں۔ سوائے اس حالت کے جب ہم کھلا کفر دیکھیں جس کے لئے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل موجود ہو۔“

نبی اکرم ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے:

عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِیْمَا اَحَبَّ وَ کَرِہَ اِلَّا اَنْ یُّؤْمَرَ بِمَعْصِیَةٍ فَاِنْ اُمِرَ بِمَعْصِیَةٍ فَلَا سَمْعَ وَ لَا طَاعَةَ ②

”مسلمان آدمی پر ہر اس چیز کی اطاعت فرض ہے جسے وہ پسند کرے یا ناپسند کرے۔ البتہ اگر اسے گناہ کا حکم دیا جائے تو گناہ کے کاموں کو نہ

---

① ((بخاری: کتاب الفتن، باب سترون بعدی اموراء رقم :7056 ۔۔۔ مسلم: کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة، رقم :4771 ))

② ((مسلم: کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة، رقم :4763 ۔۔۔ بخاری: کتاب الاحکام، باب السمع والطاعة للامام مالم تکن معصیة، رقم :7144 ۔۔۔ ابوداؤد، کتاب الجھاد، باب فی الطاعة، رقم :2626 ۔۔۔ ترمذی: ابواب الجھاد، باب لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق، رقم :1707 ۔۔۔ ابن ماجه:ابواب الجھاد، باب لاطاعة فی معصیة اللہ، رقم :2864))

سننا مومن کا فرض ہے نہ اس پر عمل کرنا۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ ①

"اطاعت صرف نیک و بھلی باتوں میں ہے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ اِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَ اُخِذَ مَالُكَ فَاسْمَعْ وَاَطِعْ ②

"اگر چہ تمہاری پیٹھ پر مارے اور تمہارا مال چھین لے پھر بھی امیر کی بات سنو اور اس کا کہا مانو۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لاَ حُجَّةَ لَه' وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً ③

"جس نے اپنا ہاتھ اطاعت سے کھینچ لیا تو قیامت کے دن اللہ تعالےٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کیلئے کوئی حجت اور عذر نہیں ہوگا۔ اور جو مرے اور اس کی گردن میں امیر کی بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّفَرِّقَ اَمْرَ هٰذِهِ الاُمَّةِ وَ هِيَ جَمِيْعٌ فَاضْرِبُوْهُ

① ((بخاری: كتاب الاحكام، باب السمع والطاعة للامام مالم تكن معصية، رقم :7145 ... مسلم: كتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء فى غير معصية، رقم :4765 ... ترمذی: ابواب الجهاد، باب فى الطاعة، رقم :2625 ... نسائی: كتاب البيعة باب جزاء من امر بمعصية فاطاع، رقم :4210))

② ((مسلم: كتاب الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن، رقم :4785 ... ابوداؤد: كتاب الفتن باب الذكر الفتن ودلائلها، رقم :4244))

③ ((مسلم : كتاب الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن و تحريم الخروج من الطاعة و مفارقة الجماعة، رقم :4793))

بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ ①

''جو شخص یہ ہے کہ اس امت کے کام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے جبکہ امت متحد ہو۔ تو اسکو تلوار سے مار دو خواہ وہ کوئی شخص بھی ہو۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

سَتَكُوْنُ اُمَرَآءُ فَتَعْرِفُوْنَ وَ تُنْكِرُوْنَ فَمَنْ عَرَفَ بَرِیءٌ وَمَنْ اَنْكَرَهٗ سَلِمَ وَ لٰكِنْ مَنْ رَضِیَ وَ تَابَعَ قَالُوْا اَفَلاَ نُقَاتِلُهُمْ قَالَ لاَمَا صَلُّوْا ②

''جماعت کے ایسے سردار ہوں گے جن کو تم پہچانو گے اور ان کی بری باتوں کا انکار کرو گے۔ جو ان کی باتوں کو ناپسند کرے گا۔ وہ اس سے بری ہو جائے گا اور جو انکار کرے گا محفوظ رہے گا۔ لیکن جو اس سے راضی رہے اور اس کی پیروی کرے۔ لوگوں نے پوچھا: کہ ایسے لوگوں سے ہم لڑائی کریں؟ فرمایا نہیں۔ جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔''

سوال: امر بالمعروف و نہی عن المنکر کس پر واجب ہے؟ اور اس کے مراتب کیا ہیں؟

جواب: ایک جگہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [3:آل عمران:104]

''اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونا چاہیے جو لوگوں کو نیکی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔''

① ((مسلم: کتاب الامارۃ، باب حکم من فرق امرا لمسلمین وھو مجتمع، رقم :4796))

② ((مسلم: کتاب الامارۃ، باب وجوب الانکار علی الامراء فی ما یخالف الشرع، رقم :4800 ... ابوداؤد: کتاب السنۃ، باب فی الخوارج، رقم :4760 ... ترمذی: ابواب الفتن، باب متی یکون ظهر الارض خیرا من بطنها، رقم :2265 ))

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ رَأی مِنکُمْ مُنکَرًا فَالْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِ یْمَانِ ①

''تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے تو طاقت کے ذریعے سے اسے بدل دے۔ اگر اس میں طاقت نہیں تو زبان سے بدل دے۔ ہاں اگر اس کی طاقت نہ ہو تو وہ دل سے نفرت کرے۔ اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔''

اس سلسلہ میں آیات واحادیث بہت زیادہ ہیں' یہ تمام نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہر حال میں واجب ہے۔ یہ چیز کسی بھی مسلم سے ساقط نہیں ہوتی جب کوئی دوسرا اسے ادا نہ کرے اور بندہ جتنا اس پر قادر ہوگا اور اس کا علم رکھنے والا ہوگا۔ اتنا ہی اس پر واجب اور لازم ہوگا اور اہل معاصی پر عذاب نازل ہونے پر اس عذاب سے وہی لوگ نجات پائیں گے جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کو ادا کر رہے ہوں گے۔

سوال: کرامات اولیاء کا کیا حکم ہے؟

جواب: کرامات اولیاء برحق ہیں۔ کرامت سے مراد خارق عادت کسی چیز کا ظہور ہونا' اولیاء کرام کے ہاتھوں جس میں ان کا کوئی عمل دخل نہ ہو اور نہ ہی چیلنج کے طور پر ہو۔ بلکہ اللہ تعالےٰ خود بخود ان کے ہاتھوں جاری فرما دے۔ چاہے اس کا علم انہیں نہ ہو جیسے اصحاب کہف' اصحاب صخرہ 'جریج الراھب۔ یہ تمام کے تمام اپنے انبیاء کے لئے معجزات ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امت محمدیہ میں اس کا ظہور بہت زیادہ ہوا۔ اس لئے کہ

① ((ابن ماجه: ابواب الفتن، باب الامر بالمعروف والنهي عن المنكر، رقم :4013۔۔۔ مسلم: كتاب الايمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الايمان، رقم :177۔۔۔ ابوداؤد: كتاب الصلاة، باب الخطبة يوم العيد، رقم :1140۔۔۔ ترمذى: ابواب الفتن، باب ماجاء فى تغيير المنكر باليد او باللسان او بالقلب، رقم :2172۔۔۔ نسائى: كتاب الايمان، باب تفاضل اهل الايمان، رقم :5011))

ہمارے نبی کے معجزات بہت زیادہ ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کا اکرام بھی ان پر بہت رہا ہے۔

جیسے ارتداد کے دنوں حضرت ابوبکرؓ سے ظاہر ہوئے اور ساریہ کیلئے حضرت عمرؓ کی پکار جبکہ وہ منبر پر تھے۔اس آواز کو اللہ تعالیٰ نے شام تک پہنچا دیا۔اور جیسے دریائے نیل کو خط لکھا تو وہ بہنے لگا۔اس طرح علاء بن الحضرمی کا گھوڑا جب روم پر حملہ کے وقت سمندر میں دھنس گیا تھا' اس طرح ابومسلم خولانی کا آگ پر نماز پڑھنا جسے اسود العنسی نے جلایا تھا۔اسی طرح کی ہزاروں کرامات ہیں جن کا سلسلہ عہد نبوی ﷺ' عہد صحابہؓ عہد تابعینؒ اور اس کے بعد آج تک جاری ہے۔اور ان شاءاللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

اس موقع پر معلوم ہونا چاہیے کہ یہ کرامات تمام کی تمام ہمارے نبی ﷺ کے ہی معجزات ہیں۔اس لئے کہ اولیاء کرام کو یہ چیزیں نبی ﷺ کی اتباع میں ہی ملی ہیں۔لہذا اگر اس طرح کی کرامات کسی ایسے شخص سے صادر ہوں۔جو رسول اللہ ﷺ کی پیروی نہیں کرتے۔تو سمجھ لو کہ یہ فتنہ وشعبدہ بازی ہے۔کرامت کا اس سے دور کا تعلق نہیں ہے۔یہ اولیاء رحمٰن نہیں بلکہ اولیاء شیطان ہیں۔نعوذ باللہ من ذلک

سوال: اللہ کے اولیاء کون لوگ ہیں؟

جواب: اللہ کے اولیاء وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے ہیں' اللہ سے ڈرتے ہیں' اس کے رسول محمد ﷺ کی دل وجان سے پیروی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ [10:یونس:62]

”خبردار! جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔“

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ [10:یونس:63]

”یعنی جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔“

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْلِيٰئُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ [2:البقرۃ:257]

''جو لوگ ایمان لائے ان کا دوست اللہ ہے۔ کہ ان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے۔ اور جو کافر ہیں ان کا دوست شیطان ہے کہ ان کو روشنی سے نکال کر اندھیرے میں لے جاتا ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ [5:المائدہ:55-56]

''تمہارے دوست تو اللہ اور اس کے پیغمبر اور مومن لوگ ہی ہیں۔ جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور (اللہ کے آگے) جھکتے ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے پیغمبر اور مومنوں سے دوستی کرے گا (تو اللہ کی جماعت میں داخل ہوگا) اور اللہ کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے۔''

اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

اِنَّ آلَ اَبِیْ فُلَانٍ لَیْسُوْا لِیْ بِاَوْلِیَآءِ اِنَّمَا اَوْلِیَائِیَ الْمُتَّقُوْنَ

''بیشک فلاں خاندان والے میرے دوست نہیں ہیں۔ میرے دوست تو صرف متقی لوگ ہیں۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اِدَّعٰی قَوْمٌ مَحَبَّةَ اللّٰهِ فَامْتَحَنَهُمُ اللّٰهُ بِهٰذِهِ الْآيَةِ

"کچھ لوگوں نے اللہ کی محبت کا دعویٰ کیا تو اللہ نے اس آیت کے ذریعے ان کا امتحان لیا۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی۔"

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ [3:آل عمران:31]

"(اے پیغمبر! لوگوں سے) کہدو! کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا۔"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

اِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَمْشِيْ عَلَى الْمَآءِ اَوْ يَطِيْرُ فِي الْهَوَاءِ فَلاَ تُصَدِّقُوْهُ وَ لاَ تَغْتَرُّوْا بِهٖ حَتّٰى تَعْلَمُوْا مُتَابَعَةً لِلرَّسُوْلِ ﷺ (شرح الطحاوية ص:573)

"جب تم کسی آدمی کو پانی پر چلتے یا ہوا میں اڑتے دیکھو تو اس کی تصدیق نہ کرو۔ اور اس سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ جب تک کہ تمہیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ (زندگی کے معاملات اور فرائض اور فرائض و سنن میں) رسول اللہ ﷺ کی پیروی کررہا ہے یا نہیں۔"

سوال: رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے کیا مراد ہے؟

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى ①

"میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا۔ ان کے دشمن ان کا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آجائے گا۔"

① ((ابوداؤد: ابواب الفتن، باب ذکر الفتن ودلائلها، رقم :4252 ۔۔۔ ترمذی: ابواب الفتن، باب ماجاء فی الائمة المضلين، رقم :2229 ۔۔۔ مسلم: كتاب الامارة، باب قوله ﷺ لاتزال طائفة من امتى ظاهرين على الحق، رقم :4950 ۔۔۔ ابن ماجه: كتاب السنة، باب اتباع سنة ﷺ، رقم :6 ۔۔۔ بخاری: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب لاتزال طائفة من امتى ظاهرين على الحق، رقم :7311))

جواب: اس جماعت سے مراد تہتر فرقوں میں نجات پانے والی جماعت ہے جسے نبی اکرم ﷺ نے مستثنیٰ فرمایا ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

كُلُّهَا فِي النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً وَ هِيَ الْجَمَاعَةُ ①

''سارے فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے وہ الجماعت ہے۔''

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

هُمْ مَنْ كَانَ عَلٰى مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِيْ ②

''وہ لوگ میرے اس طریقہ پر ہوں گے۔ جس پر آج میں اور میرے صحابہ کرامؓ ہیں۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ان میں سے بنائے' ہمارے دل میں اس کی ہدایت کے بعد کوئی زیغ و کجی نہ پیدا کرے اور وہ اپنی طرف سے ہم پر رحمت نازل فرمائے' وہ بہت دینے والا ہے۔
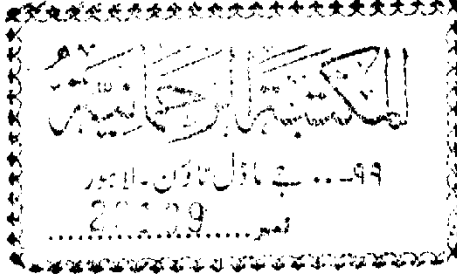


① ((ابن ماجه: ابواب الفتن، باب افتراق الامم، رقم :3993 ... ابوداؤد :كتاب السنة، باب في شرح السنه رقم :4597....ترمذي: ابواب الايمان، باب ماجاء في افتراق هذه الامة، رقم :2641))

② ((ابن ماجه: كتاب السنة، باب اتباع سنة رسول الله ﷺ، رقم :6))